



حیوانات شرافی

قرآن مجید میں جن حیوانات کا ذکر آیا ہے ان کے اسماء
صفات، افعال و متعلقات سے متعلق ایک جامع لغت

مولانا عبد الماجد دریا پوری
صاحب تفسیر القرآن (اردو، انگریزی) میر صدق الحق

www.KitaboSunnat.com

مجلس نشریات اسلام

۱۔ ۳۔ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد۔ کراچی ۱۸



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِیْقِ الْإِسْلَامِیِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

الْحَيَوَانَاتُ فِي الْقُرْآنِ

یا

حیواناتِ قرآنی

قرآن مجید میں جن حیوانات کا ذکر آیا ہے ان کے اسماء
صفات افعال و متعلقات سے متعلق ایک جامع لغت

از

مولانا عبد المجید دیابادیؒ

ماحب تفسیر القرآن (اردو انگریزی) مدیر صدق لکھنؤ

مجلس نشریات اسلام کے ۳ ناظم آباد منیش، ناظم آباد کراچی ۱۸

پاکستان میں جملہ حقوق طباعت و اشاعت
بحق فضل ربی ندوی محفوظ ہیں۔

نام کتاب	_____	حیوانات قرآنی
مؤلف	_____	عبد الماجد دریابادیؒ
کتابت	_____	عبد العزیز گوندی
طباعت	_____	احمد برادرز پرپرنٹرز۔ کراچی
ضخامت	_____	۲۱۶ صفحات
ایڈیشن	_____	۲۰۰۶ء
فون :	_____	۹۹۰۱۸۱۷

اسٹاکسٹ : مکتبہ ندوہ قاسم سینٹر اردو بازار کراچی

ناشر
فَضْلُ الرَّحْمٰنِ نَدْوِی
مجلس نشریات اسلام اسکے ۳ ناظم آباد نشین : ناظم آباد کراچی ۱۸

الحيوانات في القرآن

يا

حيواناتي

از : مولانا عبد الماجد دریا بادی

فہرست

۲۴	۸	۴	۲
۲۴		۴	۲
۲۵		۴	۲
۲۹	۱۴	۴	۲
۲۹	۱۴	۴	۲
۲۹	۱۴	۴	۲
۳۰	۱۴	۴	۲
	۱۸	۴	۲
	۱۹	۴	۲
۳۲	۱۹	۴	۲
۳۲	۲۰	۴	۲
۳۳	۲۱	۴	۲
۳۴	۲۲	۴	۲
۳۵	۲۳	۴	۲
۳۶	۲۳	۴	۲

		۳۷	بغال
		۳۹	بقور۔ بقرة
۵۲	ثعبان	۳۹	بقورات
		۴۳	بکر
		۴۳	بھیمہ
			ت
۵۴	جان		ناکل
۵۵	جراد		تثیر
۵۹	جسد	۴۵	نہمل
۶۰	جلود	۴۶	تخطفہ
۶۱	جہالت	۴۶	تذبحوا
۶۲	جمل	۴۷	ترکبوا
۶۳	جناحیہ	۴۸	تریہون
۶۴	جنوبہا	۴۹	تسرحون
۶۴	جوارح	۵۰	تسقی
۶۶	جیاد	۵۰	(ن) نعالی
		۵۰	تلقف
			ح
۶۸	حام		
۶۸	حمار		

۹۲	د ف	۷۱	خمر
۹۳	د م	۷۱	حمولة
۹۵	د ماً	۷۲	حمير
۹۵	د ماؤ دھا	۷۲	حنين
۹۷	د و اب	۷۳	حوايا
		۷۳	حوت
	ذ	۷۴	حیة
۹۹	ذ باب	۷۷	حيتان
۱۰۰	ذ ب ح		
۱۰۱	ذ ب ح - ذ ب ح وھا		
۱۰۲	ذ م رة	۷۹	خرطوم
۱۰۲	ذ ک و ن	۷۹	خلق کل ذبہ (من ماء)
۱۰۳	ذ ک ی ت	۸۰	خنازیر
۱۰۴	ذ ل و ل	۸۱	خنزیر
۱۰۴	ذ ب	۸۳	خواسر
۱۰۵	ذ ی ظ ف ر	۸۴	خیل

س

۱۰۷ س ر ح اب ۹-

د

دابة

۱۱۹	دو، ضفقت	۱۰۷	س کو برهم
۱۲۰	صوحن	نر	نرینہ
۱۲۱	صواف		
۱۲۲	صوت الهمير		
۱۲۳	صيد	س	سائبة
۱۲۴	صيد البهر		
۱۲۵	صيد البر		
ض	ضامر	۱۱۱	دال، سبج
		۱۱۲	سلوی
		۱۱۴	سمان
۱۲۷	ضان	۱۱۵	سمین
۱۳۰	ضبحاً	ش	شخوم (ها)
۱۳۱	ضفاد غ		
ط	طائر	۱۱۶	شراً
		۱۱۷	شعة
		۱۱۸	شعة
۱۳۲	طائر	ص	ص
۱۳۴	طرباً		
۱۳۷	طیر - طیراً		
		۱۱۹	دو، الصافات

۱۵۳

غنم - غنی

ظ

ف

۱۴۱

ظفر

۱۵۷

فارض

۱۴۱

ظہور (د)، ظہورِ حا

۱۵۷

فراش

ع

۱۵۸

فرت

۱۵۸

فرث

۱۴۳

دوال، علویات

۱۵۹

فرشاً

۱۴۳

عجاف

۱۵۹

فیل

۱۴۴

عجل - مجلاً

۱۴۴

عشار

۱۴۳

ق

۱۴۷

عظام

۱۴۳

قوہا - قوہا

۱۴۷

عظم

۱۴۵

قردہ

۱۴۸

عقر

۱۴۸

قصورہ

۱۴۸

عقرو (ھا)

۱۴۹

قلاکد

۱۴۹

عنکبوت

۱۷۰

قمل

۱۵۰

عوان

ک

ع

دال، غرب - غرباً

۱۵۱

کلب

۱۷۲

۱۸۵	مہا اسکن علیکم		
۱۸۶	منخقة		
۱۸۶	منطق الطیر	۱۷۵	لبن
۱۸۷	من یبشی علی اربع	۱۷۷	لحم - لحمها
۱۸۸	من یبشی علی بطنه	۱۸۰	لحم
۱۸۸	من یبشی علی رجليں		
۱۸۹	(ال) موریات		
۱۸۹	(ال) موقوذة	۱۸۱	ما اهل
		۱۸۱	ماذیح
		۱۸۱	ماذیکم
۱۹۱	ناقہ	۱۸۲	(ال) متوریة
۱۹۲	(ال) نعل	۱۸۲	مستفزة
۱۹۴	(ال) نطیحة	۱۸۲	مزهرات
۱۹۴	نعاج	۱۸۳	مسفوح
۱۹۴	نعجة	۱۸۳	مسلمة
۱۹۸	نعم	۱۸۴	مسومة
۱۹۸	نفت	۱۸۴	معز
۱۹۹	نمل	۱۸۵	(ال) مغیارات
۲۰۱	نملة	۱۸۵	(ال) مکلبین

۲۱۳

یلہٹ

۲۰۱

ذوال، نون

۲۱۳

بمسکین

و

۲۰۲

وحوش ✓

۲۰۴

وارعوا انعامکم

۲۰۴

دال، وصیلہ

و

۲۰۶

حدھد

۲۰۷

حدی

۲۰۸

حدیا

www.KitaboSunnat.com

ی

۲۱۰

یا تینک سعیا

۲۱۰

یا عله الذئب

۲۱۰

دل، بیتکن اذان الانعام

۲۱۱

یبحث فی الارض

۲۱۱

یطیر

۲۱۲

یقضن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ

خدمت قرآن مجید کے طریقے بے شمار ہیں۔ جب تفسیر قرآن (الٹی سیدی جیسی بھی بن پڑی) انگریزی اور اس کے بعد اردو میں بھی ختم کر لی، تو اور ہمت پڑی۔ اور خیال آیا، کہ قرآن کی کچھ اور بھی خدمت علمی رنگ میں کیجئے اور ایسے طور پر کہ جو زمانے کے بھی مزاج کے موافق ہو۔ یہ مجموعہ اوراق اسی خیال کا ایک علمی ثمرہ ہے۔

قرآن مجید اصلاً ایک کتاب ہدایت اور دستور العمل ہے۔ لیکن ضمناً بہت سے علمی مسائل پر بھی اس سے روشنی پر جاتی ہے اور عربی زبان و ادب کے علاوہ مختلف علوم و فنون کے بھی کتنے ہی عنوانات اس سے منور ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں حیوانات کا ذکر خاصی تعداد میں آیا ہے۔ اہل (اونٹ)، بعیر (اونٹ)، جہل (اونٹ)، خیل (گھوڑا)، حماس (گدھا)، ذئب (بھیڑیا)، غراب (کوا)، فیل (دانتھی)، طیر (پرندے)، دواب (جانور)، حوت (مچھلی)، حینان (مچھلیاں)، فہر (بکری)، فان (بھیر)، ہنہ (گائے بیل)، انعام (مویشی)، ثعبان (سانپ)، ہیہ (سانپ)، عنکبوت (سکڑی)، دیاب (سکمی)، بعوضہ (مچھر)، ضفادع (مینڈک)، نحل (شہد کی مکھی)، نمل (چیونٹی)، سلوی (بٹیر)، سلج (دور زندہ)، بہیمہ (چرندہ)، بغال (نچتر)، عجل (پھٹا)، جمل (ٹڈی)، حلب (کتا)، قسورہ (غیر) وغیرہ۔ اور پھر ان کے متعلقات مثلاً جناحیہ (پرندوں کے) لحم

(ان کے گوشت) شحوم (ان کی چربی)، فوط (ان کا گوبر)، لبن (ان کا دودھ)، فُضْر (ان کے کمر، بطون، پیٹ)، اشعارھا (انکے بال)، اوبارھا (انکے روئیں)، دما و دھ (ان کا خون)، حویا (ان کی انتریاں)، عظم (انکی ہڈی)، وغیرہ۔ اور ان کے افعال و حرکات۔ مثلاً ان کا اڑنا (یطیو)، ان کا کھیت جوتنا (تشیو)، ان کا کھانا (أأكل السبع تاكل الانعام) ان کا دوڑنے ہوئے باہنا (ضھا)، ان کا زبان نکالے رہنا (یلهث)، ان کا پروں کا سمیٹنا، (یقبضن)، ان کا صبح و شام چراگاہوں کو آنا جانا (تسرحون شریحون)، ان کا نکل جانا (تلقف)، وغیرہ۔ ساتھ ہی ان کے صفات بھی حتی الامکان نظر انداز نہیں ہونے پائیں۔ مثلاً تازہ ہوا بھڑا (حنیز)، موٹا تازہ بھڑا (مہمین)، دہلی سواریاں (ضامو)، موٹی تازی گائیں (مخیات)، دہلی پتلی گائیں (مخبات)، وخت زدہ گدھے (مسنفوخہ)، وغیرہ۔

اگلے صفحات میں اس قسم کے تمام الفاظ قرآنی کو بہ ترتیب حروف تہجی یکجا کر دیا گیا ہے اور ایسے لفظوں اور فقروں کی تعداد ۷۶ تک پہنچی ہے۔ اس کے بعد:-

۱۔ پہلے ان کے معنی دیئے ہیں۔

۲۔ پھر قرآن مجید میں یہ جہاں جہاں آئے ہیں اس کا حوالہ بہ قید پارہ و سورت و رکوع ہے۔

۳۔ پھر یہ بتایا ہے کہ قرآن نے اس کے متعلق کیا کہا ہے۔

۴۔ پھر اس جانور، یا اس کے کسی حصہ، یا اس کی کسی صفت، یا اس کے کسی فعل سے متعلق متفرق اور ضروری معلومات جو فن کی کتابوں میں مل سکیں، یکجا کر دی گئی ہیں۔

۵۔ پھر عہد عتیق، عہد جدید میں جو معلومات ان کے متعلق مل سکیں ان کا بھی

مجملاً ذکر کر دیا گیا ہے۔

۱۰ آخر میں ان کے سلسلہ میں اگر مذاہب شرکیہ میں کچھ طاب ہے، تو اس کی جانب بھی اشارے کر دئے گئے ہیں۔

متقدمین قرآن مجید کی جیسی گراں بہا خدمات کر گئے یہ انہیں کا حصہ تھا۔ ان کی تحقیق و جانفشانی کی پوری قدر نہ کرنا اپنی ناشکر گزاری بلکہ کم ظرفی کا ثبوت دینا ہے۔ ان کے نقش قدم ہماری ہدایت کے لئے نہ موجود ہوتے، تو شاید ہم لوگ چند قدم بھی اپنی طرف سے نہیں اٹھا سکتے تھے۔ تاہم دوسری طرف یہ سمجھنا کہ سارے کام انہیں پر ختم ہو گئے، اور اب کسی جدید خدمت کی گنجائش ہی نہ رہی، بجائے خود بڑی زیادتی بلکہ ظلم ہے۔ نئی نئی خدمات کا سلسلہ انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔

یہ سچی حقیر اگر کسی قابل بھی ہو، تو کتاب نازل کرنے والے کے لطف و کرم سے کیا بعید ہے کہ اُسے حسن قبول سے سرفراز کرے۔

ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر اس امدادِ عظیم کا ذکر نہ کر دیا جائے جو قرآنی لفظوں اور فقروں کی فراہمی میں عزیز گرامی مولانا محمد اویس ندوی نگرانی سے حاصل ہوئی ہے۔ ان کی اعانت اگر شامل نہ ہوتی، تو یہ رسالہ کہیں زیادہ ناقص و نامکمل رہتا۔

عبدالماجد

دریا آباد۔ بارہ بنگی

۲۷۔ جون ۱۹۵۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الف

دال - اہل - اونٹ - شتر

ب۔ الانعام۔ ع ۱۴۔ ن۔ الغاشیہ۔ آیت ۱۴

اونٹ کے لئے عربی میں بہت سے نام ہیں۔ یہ خاص نام قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ حلت و حرمت حیوانات کے سلسلہ میں۔ اور وہاں صرف اس قدر ہے کہ اللہ نے اونٹ کی بھی دو صنفیں پیدا کی ہیں۔ نر اور مادہ۔ دوسری جگہ قدرت الہی و صنعت باری کے سلسلہ میں ہے کہ کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسا عجیب پیدا کیا گیا ہے اور یہاں اہل کے ساتھ ذکر تین اور چیزوں کا ہے۔ السماء، الجبال، الارض۔ قرآن مجید کے اولین مخاطب عرب ہی تھے۔ ان کا سابقہ زندگی بھر علی العموم انہیں چار چیزوں سے رہتا تھا۔ ریگ زار میں پھرتے پھرتے تو ہر وقت کا رفیق اونٹ رہتا اور اطراف میں خشک پہاڑیاں۔ اوپر نظر اٹھائی تو آسمان کی چھت، نیچے نظر کی تو زمین کا فرش۔

اونٹ کا وجود اہل عرب کے حق میں مادی نعمتوں میں شاید سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ ایک ہی وقت میں ان کا ہمہ وقتی رفیق ہے، ان کی بہترین غذا ہے، ان کا اعلیٰ سرمایہ ہے۔ ان کی بہترین سواری ہے، لیکن عرب کے علاوہ بھی دنیا کے ایک بہت

بڑے حصہ میں اونٹ ایک مفید ترین جانور کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں علاقہ راجستھان اور پاکستان میں سندھ، بلوچستان اور صوبہ شمال و مغرب سے قطع نظر مشرقی ترکستان، منگولیا، ایشیائے کوچک، عراق، شام، فلسطین، مصر، طرابلس، مراکش، غرض براعظم ایشیا اور براعظم افریقہ دونوں کے بیشتر خطوں اور علاقوں میں اونٹ کی اہمیت و افادیت بالکل مسلم ہے اور اونٹ کے وجود سے آسٹریلیا اور اسپین بھی خالی نہیں جدید تحقیق یہ ہے کہ یہ اصل میں شمالی امریکہ کا جانور ہے اور وہاں سے اپنی سکونت منتقل کر کے جنوبی امریکہ، ایشیاء اور یورپ کی سرزمینوں پر پہنچا۔

اس کی پشت کے وسط میں ایک بلندی ہوتی ہے، جسے کوہان کہتے ہیں۔ اس کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس کے کوہان ایک کے بجائے دو ہوتے ہیں۔ یہ دُہرے کوہان والے اونٹ، یعنی یا باختری نسل کے کہلاتے ہیں اور یہ بخارا، فرغانہ اور صینی ترکستان کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایک کوہان والے عرب نسل کے کہلاتے ہیں اور دنیا میں زیادہ تر وہی پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے معدے کے پاس ہی ایک تھیلی اور ہوتی ہے، جس میں وہ پانی جمع کر لیتا ہے۔ اس لئے اگر اسے پانی نہ ملے تو وہ آٹھ آٹھ بلکہ دس دس دن اپنے اسی اندرونی ذخیرہ آب سے برابر سیراب ہوتا رہتا ہے۔ اور ریگستان کی گرمی اور جھلسا رہنے والی ہوا کے باوجود پیاس سے ہلاکت نہیں ہو جاتا اور یہی حال اس کی بھوک کا ہے، چربی کا ذخیرہ جو اس کے کوہان کے اندر محفوظ رہتا ہے، وہ کئی کئی دن تک اسے کھانا سے بے نیاز رکھ سکتا ہے۔ یوں بھی اس کی غذا بہت معمولی ہی رہتی ہے، محض ببول کے کانٹوں پر وہ بسر کر سکتا ہے۔ ریگستانی سفروں جہاں کئی کئی دنوں تک کھانا پانی نہیں ملتا، اس کی افادیت اور غیر معمولی افادیت ظاہر ہے۔ وہ کئی کئی من

کا وزن لے کر ۲۵،۲۰ میل روزانہ آسانی ریگستان میں سفر کر سکتا ہے۔ اور ریگستانی سفر میں جہاں کئی کئی دن تک کھانے پینے کو کچھ نہیں ملتا، اونٹ ہی ایک ایسی سواری ہے جو کام دے سکتی ہے۔ اس کے پیروں کی ساخت بھی قدرت نے ایسی رکھی ہے جو اسے بالوں میں دھنسنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ ان گوناگوں قدرتی اسباب کی بنا پر وہ ایک نعمت بے بہا ریتیلے لکڑوں میں ہوتی ہے اور وہاں بہت سستے میں وہ پل بھی جاتا ہے۔

اس کے قد کی درازی سب کو معلوم ہے۔ اس کا سر اس کے جسم کی مناسبت سے بہت چھوٹا ہوتا ہے البتہ اس کی گردن اور ٹانگیں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ مزاج کے لحاظ سے وہ عام طور پر بڑا حلیم اور شائستہ جانور ہے۔ اس کا حلیم ضرب المثل کا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن جب کسی وجہ سے اس کا غصہ بھڑک اٹھتا ہے تو وہ سخت خطرناک بھی ہو جاتا ہے۔ جفتی کھاتے وقت اگر کوئی اسے دیکھ لے تو شاید جس غیرت کی بنا پر، اس کا غصہ بہت تیز ہوتا ہے۔ حملہ اکثر وہ انسان کے سر پر کرتا ہے اور اپنے مضبوط دانت اس کی گردن پر جا کر اس کی کھوپڑی اتار لیتا ہے۔ اس کے دانت ہوتے ایسے ہیں کہ جب کسی چیز کے اندر گھس جاتے ہیں تو آسانی سے نکل ہی نہیں سکتے۔

بار برداری کے علاوہ جنگ میں بھی وہ بہت کام آتا ہے اور ہندوستان میں ریاست بیکانیر کی ”اونٹ پلٹن“ (CAMEL CORPS) ایک زمانہ میں نہایت مشہور رہ چکی ہے۔ موٹر کار اور موٹر سائیکل کے دور سے پہلے اونٹ کی اہمیت جنگی نقطہ نظر سے گھوڑے سے بس کچھ ہی کم تھی۔

ملاحظہ ہو عنوانات :

بعیر، جمل، ناقہ

پ۔ سورۃ عنکبوت ع ۴۴

مشروکین کے سلسلہ میں ہے کہ ان کا حال مکڑی کا سا ہے جو اپنا گھر بنا لیتی ہے اور کتنا کمزور گھر — مکڑے کے جانے کی نزاکت مشہور مسلمات میں ہے۔
مکڑی کے لئے ملاحظہ ہو عنوان : عنکبوت

اتخذ سبيله في البحر سرباً - اس نے دریا میں چکے سے اپنی راہ بنالی۔

هـ - سورة النصف - ع ١

حضرت موسیٰ کے ایک سفر کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ناشتہ میں جو مچھلی
تھی اس نے چپکے سے دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔
ملاحظہ ہو عنوان : حوت

جنتیہ: پر۔ بازو (جمع: واحد: جناح)

۲۲۔ سورۃ فاطر۔ ۱۴

فرشتوں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان قاصدانِ الہی کے پر ہوتے ہیں دو دو اور تین تین، اور چار چار۔

پرنندوں میں اڑان کی طاقت انھیں پروں کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اور یہ پر مختلف پرنندوں میں قسم قسم اور رنگ رنگ کے ہوتے ہیں۔ پرنندوں کے ملبوس کا بھی یہ ایک حد تک کام دیتے ہیں، اور ان کی خوش نمائی کا بھی۔ بعض پرنندوں کے پر بڑی بڑی

قیمت پر خریدے جاتے ہیں۔ اور تجارت کی منڈیوں میں یہ ایک اعلیٰ جنس تجارت سمجھے جاتے ہیں۔ عہد عتیق میں پروں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔

قرآن مجید میں ان کا ذکر پرندوں کے ساتھ نہیں، بلکہ فرشتوں کے سلسلہ میں آیا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت جبریلؑ کے پرچھ سو ہیں۔ عالم غیب کی کیفیتوں کو ان کے اپنے خود ناسوتی قویٰ کے ساتھ پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا اور وہاں کی جو چیزیں بھی اس قسم کے الفاظ میں بیان کی گئی ہیں وہ محض تقریب فہم کے لئے ہیں۔ اس لئے یہ برگز ضروری نہیں کہ فرشتوں کے پر اپنی جزئیات کے لحاظ سے بھی پرندوں ہی کے پروں کی طرح ہوں۔ چنانچہ خود آیت میں بھی جو ”تین تین پروں“ کی تصریح ہے وہ دنیوی مشاہدہ کے توصیف خلاف ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان جناحیہ

اذبحۃ۔ میں اسے ذبح کر ڈالوں گا۔

پٹ۔ ع ۱

قصہ سلیمانی میں ہے کہ آپ نے ایک بار دربار میں جب ہدیہ کو حاضر نہ پایا تو فرمایا کہ اس نے اگر اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ نہ بتلائی تو اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح ہی کر ڈالوں گا۔

ملاحظہ ہو عنوان : ھَدْ ھَدْ

اس حاکم الانقیب - (دونوں مادوں کے) رحم - بچہ دانیاں (جمع - واحد: رحم)

پٹ - سورۃ الانعام ۱۱ (دو بار)

پہلی بار بھیڑ اور بکری اور دوسری بار اونٹنی اور گائے کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان دونوں مادوں کے رحم میں جو کچھ ہو، اسے اللہ نے کب حرام کیا ہے، لفظ اس حاکم قرآن میں کوئی بارہ جگہ آیا ہے۔ مگر حیوانات کے سلسلہ میں انھیں دو جگہوں پر ہے۔ عورت کی طرح مادہ جانور کا وہ حصہ بھی جس کے اندر حمل قرار پاتا ہے اونچیں کی پرورش ہوتی رہتی ہے، رحم کہلاتا ہے۔

اشعار ہا - ان کے بال۔

پٹ - سورۃ النحل - ۱۲ ع

بعض جانوروں کے سلسلہ میں صرف اس قدر آیا ہے کہ ”ان کے بال“ اور پورے سلسلہ عبارت میں جانوروں کے روئیں اون کا ذکر ہے کہ ان سے تمہارے گھروں کا سامان تیار ہوتا ہے۔

اور واقعہ یہی ہے کہ انسان کی خانہ داری کے سلسلہ میں خدا معلوم کتنی ضرورت اور کتنی رغبت و شوق کی چیزوں کا دار و مدار جانوروں کی پوستیں اور اون ہی پر ہے۔ اور کیا وحشی اور بدوی اور کیا شہری و متمدن قومیں سب انھیں کی رہیں منت چلی آتی ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات :

اصواف (ہا)، اوبار (ہا)،

(ف) اصطادوا۔ تم شکار کر سکتے ہو۔

۷۔ سورة المائدة۔ ۱۴

پورا سابق یوں ہے کہ ”جب تم حالت احرام سے باہر آ جاؤ تو اب شکار کر سکتے ہو۔“

اصطادوا | صیذا امر ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہاں امر بہ معنی واجب نہیں بلکہ صرف اجازت کے مفہوم میں ہے۔ یعنی حالت احرام میں شکار کی جو ممانعت تھی اب وہ اٹھ گئی اور حالت احرام سے باہر آ جانے کے بعد جس کا جی چاہے شکار کر سکتا ہے۔

شکار دنیا کا ایک قدیم ترین رواج ہے اور شریعت نے بھی اسے بالکل جائز مشغلہ کہا ہے۔ اہل عرب عموماً شکار کے عادی اور شوقین تھے۔ بعض صحابہ بھی زبردست شکاری ہوئے ہیں۔ حلال جانوروں کا شکار عموماً غذا یا پھر تجارت کے لئے کیا جاتا ہے اور موذی جانوروں کا دفع اذیت کے لئے۔

ہندوستان کے قدیم راجاؤں، مہراجوں اور مصر، ایران، یونان وغیرہ کے قدیم بادشاہوں، امیروں، وزیروں کے ہاں شکار کے تذکرے بڑی کثرت سے ملتے ہیں۔ آج بھی دنیا کی متمن و غیر متمن دونوں قسم کی قوموں میں شکاریوں کی آبادی خاصی تعداد میں پائی جاتی ہے۔ غلہ غلیل، تیرکان، نیزہ وغیرہ شکار کے قدیم حربے تھے، ہندوق وغیرہ جدید ہیں۔ بعض جانور بھی شکار کے لئے سدھا لئے جاتے ہیں

اور انھیں دو سکر جانوروں پر چھوڑ کر ان کا شکار کر لیا جاتا ہے۔ دزدوں میں چھتے اور تازی کتے، اور پرندوں میں باز اور شکر اس کے لئے مشہور ہیں۔ بعض پرندوں کا شکار جال کے پھندوں سے، لاسے سے بھی کر لیا جاتا ہے انسانی آبادی کا ایک خاصہ بڑا حصہ ہے جس کا گذارہ ہی شکار اور اس کے متعلقات پر رہتا ہے۔

عبدالغنی میں شکار کا ذکر متعدد مقامات پر ہے کہیں مستقلاً اور کہیں محض ضمناً مثلاً ”اور یسوع جنگل کو گیا کہ شکار کو مارے اور لے آوے۔“ (پیدائش۔ ۵: ۲۷)۔ ”بنی اسرائیل کا بادشاہ ایک پتو کو ڈھونڈھنے اس طرح نکلا ہے کہ جیسے کوئی پہاڑوں پر تیر کا شکار کرتا ہے۔“ (۱۔ سموئل۔ ۲۶: ۳۰)

لاحظہ ہو عنوانات : صید۔ صید البحر۔ صید البر

اصواف (ہا) (اس کے) اون (جمع۔ واحد۔ صوف)

پی سورة النحل۔ ۲۷

بعض جانوروں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ”ان کے اون“ اور پوری عبارت کا مطلب ہے کہ ان جانوروں کے بال اور اون اور روئیں کتنے کارآمد ہوتے ہیں تمہارے سامان خانہ داری میں۔

جن جانوروں کا یہاں ذکر ہے ان کے لئے قرآن نے لفظ الانعام استعمال کیا ہے۔ اس کے تحت میں بھیڑ بکری، گائے، بھینس، اونٹ سب شامل ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ان جانوروں سے انسانی آسائش اور خوشی کتنی ہی چیزیں تیار ہوتی رہتی ہیں۔

کسل، کملیاں، دھسے، مثال، دوٹا، موزے (چرنی یا سا بری)، جوتے، تھیلے، بیگ
مندے، چھاگلے، چرنی صراحیاں، مشکیزے، کوڑے، بکس، گھوڑے کی کاٹھیاں اور
ساد، اور ہر قسم کا چرنی اور اونی سامان انھیں سے تیار ہوتا ہے۔

عہد عتیق میں بھی جانوروں کے اون اور پوستین کا ذکر متعدد بار آیا ہے۔ اس زمانہ
میں بڑے بادشاہوں کی خدمت میں جو خراج پیش کیا جاتا تھا، اس کے سلسلہ میں اس کی نظر
بھی ہوتی تھی کہ اتنے مینڈھے اور بھیڑے اور اتنی اون پیش کی جائے گی۔

اونی پوشاکوں اور چرنی سامان کی تجارت پہلے بھی بڑے زوروں میں ہوا کی ہے اور
آج بھی دنیا کے متعدد ملک انھیں تجارتوں کے سہارے امیر کبیر بنے ہوئے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوانات: اشعاع، ہا، ادیا، ہا

اکلہ الذئب۔ (اس کو بھیڑیا) کھا گیا۔

پک۔ سومرۃ یوسف ع ۲۔ (دوبار)

حضرت یوسفؑ کے بچپن میں جب ان کے بڑے بھائی، صاحبان انھیں اپنے
ساتھ جنگل لے جانے کے لئے والد ماجد سے اجازت چاہتے ہیں، اور حضرت یعقوبؑ
کو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں انھیں بھیڑیا نہ کھا جائے، تو وہ بھائی، صاحبان کہتے
ہیں کہ اگر انھیں بھیڑیا کھا گیا، اور ہم جماعت کی جماعت ہیں، تو ہم نرے ناکارہ ہی ٹھہرے۔
پھر جب جنگل سے لوٹ کر اور یوسفؑ کو ضائع کر کے آئے ہیں تو باپ کے سامنے
آکر یہی عرض کرتے ہیں کہ یوسف کو واقعی بھیڑیا کھا گیا۔

ہندوستان میں بھیڑیوں کا بچوں کا اٹھالے جانا کوئی نادر الوقوع واقعہ نہیں۔ اور

فلسطین میں بھی بھڑیئے کثرت سے ہوتے تھے اور گراں ڈیل بھی۔ وہاں کے لئے یہ یہ قیاس بالکل قدرتی تھا۔

دما، اعلہ السبع۔ (وہ جانور جسے) درندے کھانے لگیں۔

پ سورة المائدة ۱۴

حرمیتِ حیوانات کے سیاق و سلسلہ میں، دو سکر حرام جانوروں پر عطف ہو کر آتا ہے کہ ”اور وہ جانور (بھی) جسے درندے کھانے لگیں“۔ یعنی حلال جانور بھی اگر دو سکر جانور اسے چیرنے، پھاڑنے یا کھانے لگیں اور قبل اس کے کہ وہ ذبح کیا جاسکے اسی صدمہ سے مر جائے تو اس کا شمار بھی حرام ہی جانوروں میں ہوگا۔

ملاحظہ ہو عنوان: ذئب

د ف، التقمہ۔ ان کو نگل لیا۔ ان کو لقمہ بنایا۔

پ۲۔ المصافات۔ ۵۴

حضرت یونسؑ کے ذکر میں ہے کہ مچھلی ان کو نگل گئی یا اپنا لقمہ بنایا۔ جو بڑی بڑی قد اور مچھلیاں وہیل یا شارک کے قسم کی ہوتی ہیں، ان کے لئے انسان کو نگل جانا کچھ بھی دشوار نہیں، اور حضرت یونسؑ جس علاقہ دینوا، میں تھے۔ وہاں کے بڑے دریاؤں دجلہ و فرات میں بڑی بڑی مچھلیوں کا وجود پایا جا چکا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات:

حوت، حیطان

(جمع - واحد - انثیٰ)

(ال) انثیین - دونوں مادائیں

پ۔ سورۃ الانعام - ع ۱۷ (چار بار)

مشرکوں کی گزری ہوئی حلت و حرمت حیوانات کے باب میں ان سے سوال کئے گئے ہیں۔ پہلے بھیڑ اور بکری کا نام لے کر کہ اللہ نے دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں ملاؤں کو، یا اس بچے کو جسے دونوں مادائیں اپنے رحم میں لئے ہوئے ہیں یا اور پھر اونٹ اور گائے کا نام لے کر یہی سوال ان کے متعلق بھی دہرایا ہے۔ انثیٰ اور انثیین کا لفظ کوئی ۱۹ جگہ اور بھی قرآن میں آیا ہے۔ لیکن حیوانات کے سلسلہ میں انھیں چار جگہوں پر۔

(و) انہر - قربانی کر

پ۔ سورۃ البکوثر

رسول کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے۔ بس آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھتے رہئے۔ اور قربانی کیجئے۔ اونٹ کو ذبح ایک خاص طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی بجائے لٹانے کے پہلے اسے کھڑا رکھا جاتا ہے، اور اسی حال میں اس کے سینہ پر نیزہ مارا جاتا ہے۔ فہر کرنا اسی کو کہتے ہیں۔ عرب میں اونٹ کی قربانی سب سے اعلیٰ و افضل سمجھی جاتی تھی۔ رسول سے ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے تو اس کے شکر میں آپ نماز و تسبیح میں لگے رہئے۔ اور اللہ کی راہ میں بہترین قربانی پیش کرتے رہئے۔

دال، انعام۔ انعاماً (موشی) (جمع۔ واحد۔ نعم)

- پ۔ سورۃ آل عمران ع ۲
- پ۔ سورۃ النساء ع ۱۸
- پ۔ سورۃ المائدۃ ع ۱
- پ۔ سورۃ الانعام ع ۱۶، ۱۷، ۱۸ (۶ مرتبہ)
- پ۔ سورۃ الاعراف ع ۲
- پ۔ سورۃ یونس ع ۳
- پ۔ سورۃ النحل ع ۱۹، ۱۰، ۱۱ (۳ مرتبہ)
- پ۔ سورۃ طہ ع ۲
- پ۔ سورۃ الحج ع ۴، ۵ (دو مرتبہ)
- پ۔ سورۃ المؤمنون ع ۱
- پ۔ سورۃ الفرقان ع ۴، ۵ (دو مرتبہ)
- پ۔ سورۃ الشعراء ع ۷
- پ۔ سورۃ الفاطر ع ۴
- پ۔ سورۃ یسین ع ۵
- پ۔ سورۃ الزمر ع ۱
- پ۔ سورۃ المؤمن ع ۹
- پ۔ سورۃ الشوری ع ۲

۲۵۔ سورۃ النہرۃ ۱۷

۲۶۔ سورۃ محمد ۲۷

اردو کا مولیشی "صرف گائے، بیل، بھینس کے لئے آتا ہے، لیکن عربی کے انعام کا مفہوم وسیع ہے۔ بھیڑ، بکری، گائے، بیل، بھینس، اونٹ سب کے لئے آتا ہے، بلکہ اس کا واحد نفع تو مخصوص اونٹ کے لئے ہے۔ دنیا کے قدیم کے مہذب ملکوں ہندوستان، مصر، کلدانیہ، شام وغیرہ میں عموماً مال و دولت کا یہاں یہی مولیشی ہے۔ اور جس کے پاس بھیڑ، بکری، دنبہ، گائے، بیل کے گلوں کی تعداد جتنی زائد ہو تو اسی قدر وہ امیر و خوش حال سمجھا جاتا تھا۔ عرب میں علی الخصوص امارت و وجاہت کا معیار اونٹ تھے۔ قدیم صحیفوں میں مولیشی کا ذکر متعدد بار آیا ہے، زیادہ تر اسی امارت و خوشحالی کے سلسلہ میں۔

قرآن مجید میں ان کا ذکر ۲۸، ۲۹ موقعوں پر مختلف جہتوں سے آیا ہے اور مختلف چیزوں پر موقوف ہو کر۔ کہیں لفظ کا عطف جائداد کے بیان میں "حرث" (کاشت کاری یا زراعت) کے ساتھ آیا ہے، کہیں سواری کی حیثیت سے "فلک" (بحری سواریوں) کے ساتھ، کہیں مال کے معنی میں "بینین" (اولاد) کے ساتھ، اور کہیں رنگارنگ کے "دواب" یعنی دو سحر جانوروں کے ساتھ۔ کہیں جانوروں کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں، اور کہیں مشرکوں کی ان مشرکانہ رسموں کے بیان میں جو وہ ان جانوروں کے ساتھ روارکھتے تھے۔ کہیں ان پر احسان رکھ کر کہ ہم نے اپنی صنعت سے کیسے کیسے مولیشی اس کے لئے پیدا کر دیئے اور انھیں اس کا مالک بنا دیا۔ اور کہیں اس پہلو سے کہ ان مولیشیوں کی جلدوں سے اور ان کے دودھ وغیرہ سے انسان اپنے نفع اور کام کی کتنی چیزیں حاصل کرتا رہتا ہے۔ کہیں یہ بتایا ہے کہ مشرکین اس طرح بہر وقت پیٹ کے دھندے میں

لگے رہتے ہیں۔ جیسے مولشی، اور کہیں یہ ارشاد ہوا ہے کہ مشرکین اپنی عبادت و بے حسی میں مولشیوں جیسے ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گزرے، اس لئے کہ ان کی یہ غفلتیں ارادی و خود اختیاری ہیں۔ کثرت سے موقعوں پر مولشیوں کا ذکر لطف و انعام الہی کے سبب میں آیا ہے اور کہیں کہیں پہلوئے ذم لئے ہوئے۔

عہد عتیق میں مولشیوں کا ذکر کثرت سے آیا ہے اور عہد جدید میں بھی جا بجا۔ انبیاء و بنی اسرائیل کے زمانہ میں دولت و ثمول کا معیار بھی یہی مولشیوں کے گلے ہوتے تھے جن ملکوں کا تمدن زرعی ہے جیسا کہ ہندوستان کا۔ وہاں تو مولشیوں کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ لیکن جن ملکوں کا تمدن گلابی کارہا ہے، جیسا کہ عراق، حجاز و غیرہ کارہ چکا ہے۔ وہاں بھی مولشیوں کی اہمیت کچھ کم ظاہر نہیں۔

جانور عموماً بھی انسان کے حق میں اللہ کی ایک بڑی نعمت ہیں، لیکن جن جانوروں پر انعام کا اطلاق ہوتا ہے۔ اونٹ، اونٹنی، بیل، گائے، بچھڑا، بچھیا، بھینس، بکری، بھڑو، دنبہ اس عموم میں ایک مرتبہ خصوص رکھتے ہیں۔ یہ اہلی جانور، انسان سے مانوس و مألوف اور اس کے مونس و رفیق، عرب ہی میں نہیں، یورپ، ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا، امریکہ، دنیا کے اکثر علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور کمتر کوئی خط ان کے وجود سے خالی ہوگا۔ ان کے نفع بھی ان کے لئے بے شمار ہیں۔ بلکہ ان کی معشیت و معاشرت کے یہ ایسے لازمی اجزاء بن گئے ہیں کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آج سب مولشی معدوم ہو گئے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ خود انسان کے اس کردار پر بقا و قیام کی کیا صورت ہوگی۔ قدیم زمانہ میں تو قوموں کا اس المال یہی مولشی ہوتے تھے، اور آج بھی دنیا کی آبادی کے بہت سے طبقوں کا معاشی سہارا یہی بنے ہوئے ہیں۔ دودھ، دہی، کریم، بالائی، بڑی

مکھن، پنیر، گھی، کھویا اور ان کے سارے مرکبات اور آمیزے۔ اور پھر مکمل، مکلیان، شال، دوشالے، دھسے، جوتے، موزے، خیمے، بکس، ہینڈ بیگ، برش، تیسے، کرکٹ کے گیند، فٹ بال کے گیند، کوڑے، چرمی صراحیاں، کاٹھی، ساز، لگام، رکاب اور ضرر معلوم اور کتنا سامان تمدن و معشیت آج انھیں الانعام کے دم سے قائم ہے اور قرآن نے ان کا جو ذکر انعام الہی اور احسان خداوندی کے موقع پر کیا ہے، وہاں کوئی شائبہ بھی مبالغہ کا نہیں پیدا ہو سکتا۔ ان کی اہمیت مشینی دور میں بھی جتنی باقی ہے، مظاہر ہے، اور اس سے قبل تو کوئی بھی لمبا سفر بغیر اونٹ یا بیل کی مدد کے مشکل ہی تھا۔

مشرک قوموں نے شرک کے معاملہ میں بھی ان بے زبان جانوروں کو کیسا کیسا شریک رکھا ہے۔ گائے پرستی تو خیر ایک مستقل مذہب ہی ہے۔ اور گوالہ پرستی کا ذکر بھی خزان اور توریت دونوں میں موجود ہے۔ اونٹ اور اونٹنی، بکری اور بھینس کے ساتھ یہی مشرکانہ معاملہ بہت سی قوموں کا رہا ہے، دور حاضر میں مویشی شکاری کر کے ان کی آبادی بڑی حد تک درج رجسٹر کر لی گئی ہیں۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۵۳ء کو ان کے اعداد حسب ذیل شائع ہوئے تھے:

گائے بیل، ۹۰,۰۰۰,۰۰۰، ۷۱

بھیریں ۱۰,۰۰۰,۰۰۰، ۷۸

یورپ کے ملکوں میں بھیر، بھیریں سب سے زیادہ برطانیہ میں اور گائے بیل سب سے زیادہ فرانس میں، آسٹریلیا میں بھیروں کی تعداد یکم جنوری ۱۹۵۳ء کو ————— ۱۱,۷۴,۴۴,۰۰۰ تھی۔

انعام (۶۷) تمہارے موشی

پ، سورۃ طہ ۲۲ ع

پ، سورۃ النازعات

پ، سورۃ عبس

جمع مذکر حاضر کے ساتھ ”انعام“ کا لفظ تین جگہ آیا ہے، پہلی جگہ حضرت موسیٰ کی زبان سے دعوت فرعون کی سلسلہ میں کہ، کھاؤ پیو اور اپنے موشیوں کی گلہ بانی کرتے رہو، مصری تمدن میں ہی ان جانوروں کو ایک مرتبہ عظیم حاصل تھا، اس کے لحاظ سے دعوت کا یہ جزو بہت پر معنی تھا، دوسری اور تیسری جگہ لکھتی باڑی اور چین و باغ وغیرہ کے ذکر کے بعد ہے کہ یہ سامانِ نعمت تمہارے لئے اور تمہارے موشیوں کے لئے ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : انعام

انعام (۶۸) ان کے موشی

پ، السجدہ ۳۴

جمع مذکر غائب کے ساتھ انعام ایک مقام پر آیا ہے، بارش اور زراعت کی نعمتوں کے بعد یہ ارشاد ہوا ہے کہ کیا یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ اس سے یہ اور ان کے موشی کھاتے پیتے ہیں۔

جمع (واحد: دبر)

(د) (و) (ب) (س) (ہ) (ا) ان کے روئیں

پہلے - سورۃ النحل ۱۷۷

ان کا ذکر قرآن مجید میں جانوروں کے بالوں اور اون کے ساتھ آیا ہے ، اور یہ تینوں چیزیں اپنی حقیقت جسمی کے اعتبار سے بھی متحد ہیں ، ان سے بڑے بڑے کام انسان کے بھی نکلتے رہے ہیں ، اور اب بھی نکل رہے ہیں ، اور قرآن مجید نے اسی حیثیت سے ان کا ذکر بھی کیا ہے ۔

اون اور اون کی لباس کا ذکر بائبل میں ۵ جگہ آیا ہے ، لیکن سرسری انداز سے کوئی خاص سبق حاصل نہیں ہوتا ۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : اشعارہا ، واصوافها

أَهْلٌ دَلَّغَ اللَّهُ بِهِ - [جس (جانور) پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لپکا گیا]

أَهْلٌ دَلَّغَ اللَّهُ بِهِ - (جو جانور اللہ کے سوا کسی اور سے ، نامزد کیا گیا ہو ۔

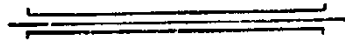
پہلے - سورۃ البقرۃ ۲۴ پہلے - سورۃ المائدہ ۱۷

پہلے - سورۃ الانعام ۵ پہلے - سورۃ النحل ۱۵

قرآن مجید میں اس کا ذکر چار موقعوں پر آیا ہے اور چاروں مرتبہ اس کا عطف ان چیزوں کے ساتھ آیا ہے جن کا کھانا شریعت میں قطعی حرام رکھا گیا ہے ، خون ، مردار ، سور کا گوشت وغیرہ ۔

مشرکین جانور کو ذبح کرتے وقت علاوہ خدا کے اپنی دیوی دیوتاؤں کے نام بھی پکارتے تھے اور انھیں کے نام پر انھیں ذبح کرتے تھے ۔ قرآن مجید نے ایسے جانور

کو حرام قطعی قرار دیا ہے۔ یہ حکم شاید تاکید کلام کی غرض سے چار چار مرتبہ لایا گیا ہے۔
 جاہل مسلمانوں نے بھی مشرکوں کے اثر سے جو سہوانی مانی کا بکرایا خود شیخ سدو
 کا بکرا ماننا شروع کر دیا ہے، یہ سب اسی وعید کے تحت میں داخل ہے، فقہاء نے لکھا
 ہے کہ جو جانور بھی غیر اللہ کی خوشنودی اور اس کے ہاں تقرب کے لئے بطور عبادت
 ذبح کیا جائے، خواہ اس پر ضابطہ سے اس کا نام نہ پکارا جائے، جب بھی وہ اس
 حکم میں آجاتا ہے۔



ب

بحیروۃ - کان بھٹی ہوئی اونٹنی

پ۔ سورۃ المائدۃ ۱۳ ع

جس طرح ہندوستان کی مشرک قوم ہیلوں کو سانڈ بنا کر کسی دیوی دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیتی ہے، اور ان سے کسی قسم کا کام نہیں لیتی، اسی طرح مشرکین عرب اس اونٹنی کو جو دس بچے جن چکتی، اور ان میں آخری نہ رہتا، اس کے کان بھاڑ کر اسے سانڈ بنا کر آزاد چھوڑ دیتے اور اس کو بحیروۃ کہتے۔ قرآن مجید نے ایک ہی جگہ یہ نام لیا ہے۔ اسی رسم مشرکانہ کے ابطال کے سلسلہ میں، بعض اس قسم کے دوسرے جانوروں کے ساتھ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے نہ بحیرہ کو جائز کیا ہے اور نہ..... سانڈ اور وسیلہ۔

(ال) جڈن۔ قربانی کے اونٹ یا گائے (جمع۔ واحد۔ جڈنہ)

پ۔ سورۃ الحج ۵ ع

اصل معنی موٹے، تازہ، تیار اونٹ کے ہیں۔ اہل العظام (ابن جریر) لیکن اہل لغت نے اونٹ کے ساتھ گائے بھی اس میں شامل کی ہے، جو قربانی کے لئے تیار کی جائے۔ (یعنی من الاہل والبقرة (قائوس)، البقرة والبعير (ابن جریر عن عطاء) اور یہی مذہب فقہائے حنفیہ کا ہے۔ وهو مذہب الحنفیہ وهو قول عطاء وسعيد بن المسيب (روح)

قرآن مجید میں ایک ہی جگہ یہ نام آیا ہے قربانی کے جانوروں کی عظمت ظاہر کرنے کو۔ ”اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے دین کی یادگاریں بنا دیا ہے۔“ مقصود یہ ہے کہ ان شعائر اللہ کو بہ حیثیت اس کے کہ یہ اللہ کی جانب منسوب و نامزد ہو چکی ہیں، معظم، محترم سمجھا جائے نہ کہ معظم بالذات۔ مشرکین عرب نے رسوم حج اور قربانی کے جانوروں میں بھی شرک کو طرح طرح داخل کر رکھا تھا۔ قرآن مجید نے اس سلسلہ میں بھی توحید کے سبق کو تازہ کیا اور بتایا کہ قربانی تو اس لئے ہے کہ تم خدائے واحد کا اور شکر ادا کرو۔

(علیٰ) بطنہ۔ (اپنے، پیٹ کے بل)،

(فی) بطنہ۔ (اس کے، پیٹ میں)،

پ۔ سورۃ النور ۵۴ ب۔ سورۃ الصافات ۱۵

بطنہ کا لفظ جانوروں کے سلسلہ میں انہیں دو مقامات پر آیا ہے۔ پہلی جگہ جانوروں کی پیدائش کے سلسلہ میں ہے کہ ان میں سے کچھ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ اس میں وہ سارے حیوانات آگئے جو زمین پر رینگنے والے ہوں جیسے سانپ، کچھو، کھنکھو، اونٹ وغیرہ اور یا پانی میں تیرنے والے ہوں، جیسے مچھلی، کچھو، گھڑیاں وغیرہ۔ آیت میں بیان اللہ کی قدرت کاملہ کا ہے کہ وہ جس جانور کو جس طرح چاہے پیدا کر دے۔ دوسری جگہ حضرت یونس کے ذکر میں ہے کہ ان کو ایک مچھلی نگل گئی اور اگر وہ تسبیح نہ کرنے لگتے تو اس کے پیٹ میں پڑے رہ جاتے۔ اتنی بڑی مچھلیاں سمندر کے علاوہ بھی بڑے دریاؤں میں پائی گئی ہیں۔

بطون

بطون (دھا)

(ان کے شکم - پیٹ)

(جمع - واحد - بطن)

پٹ - سورۃ الانعام - ع ۱۷ - سورۃ النحل - ع ۹ - (دو بار)

پٹ - سورۃ المؤمنون - ع ۱ -

حیوانات کے سلسلہ میں ان ہی چار مقامات پر آیا ہے۔ ایک جگہ یہود کا یہ قول باطل نقل کیا ہے کہ ان مویشیوں کے پیٹ کے اندر سے جو کچھ نکلتا ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے حلال ہے اور غورتوں کے لئے حرام۔ دوسری جگہ یہ کہ مویشی کے پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے گوبر اور خون (کی قسم) سے اس کے درمیان سے صاف اور پینے والوں کے لئے خوش گوار دودھ ہم تمہیں پینے کو دیتے ہیں۔ تیسری جگہ یہ کہ ”دھماکی کے پیٹ کے اندر سے ایک مشروب نکلتا ہے کہ اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اور اسی میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔“ چوتھی جگہ یہ کہ ”تمہارے لئے غور کا موقع ہے مویشیوں میں۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں ان کے پیٹ کی چیز کو۔“

بھیڑ، بکری، گائے، اونٹنی وغیرہ کے شکم سے دودھ جیسی لطیف و پاکیزہ غذا اور شہد کی مکھی کے شکم سے شہد جیسی نعمت بے بہا کا ظہور بالکل ظاہر ہے اور قرآن مجید ان ہی حقیقتوں کی یاد اللہ کے لطف و احسان کے موقع پر دلاتا ہے۔۔۔ ان جانوروں کا جوف شکم جو ایسی ایسی لطیف و بے مثال نعمتیں پیدا کرتا رہتا ہے۔ ایک حیرت انگیز کیمیاوی تجربہ گاہ ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سی بڑی بھی کیمیکل لیبارٹری اس کا

مقابلہ نہیں کر سکتی۔

بعوضہ - مچھر

پ۔ سورۃ البقرہ - ۳۴۔

مچھر یا پتہ ایک معلوم و معروف پر در کثیرا ہے جو اپنے کم جثہ ہونے کے باوجود انسان کے لئے موزی بھی ہے، راتوں کو کاٹ کاٹ کر اس کی نیند حرام کرنے والا اور بعض صورتوں میں امراض بھی پیدا کرنے والا۔ دنیا کے بیشتر حصوں میں پایا جاتا ہے، اور اللہ کی ہر مخلوق کی طرح اس کی بھی بے شمار قسمیں ہیں۔ محققین نے اس کی ۱۴۰۰ قسمیں شمار کی ہیں۔ یہ دنیا کے ہر ملک میں پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ قطب شمالی جیسے سرد ترین ملک میں بھی۔ لیکن اس کی کثرت گرم ہی ملکوں میں ہے۔

عربوں میں اس کی بے بساطی اور حقارت ضرب المثل تھی۔ قرآن مجید میں اس کے نزول کے وقت جب حسب موقع ذکر مسکھی مکرطی وغیرہ کا آنے لگا تو مشرکین نے بھڑک کر کہا، کہ بھلا یہ کلام بھی خدا کا ہو سکتا ہے جس میں ذکر ایسے ایسے حقیر جانوروں کا موجود ہے۔ قرآن مجید نے اس احقازہ اعتراض کے جواب میں کہا، کہ اللہ کو تو اس میں (ذرا بھی) عار نہیں کہ وہ مثال کے موقع پر مچھر کو پیش کرے یا بے بساطی میں، اس سے بھی بڑھے ہوئے جانور۔

بس قرآن مجید میں اسی ایک جگہ اس کا نام آیا ہے تو ریت میں اس کا ذکر نہیں ملتا انجیل میں ایک جگہ ہے، اور وہ اس سیاق میں :-

”اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔۔۔۔۔ اے اندھے راہ بتانے والو۔“

جو مجھ کو چھانتے ہو اور اونٹ لنگل جاتے ہو۔“

(متی - ۲۳: ۲۴)

یعنی خفیف و حقیر چیزوں پر تواتی توجہ کرتے ہو، اور اہم حقائق کو نذر غفلت کئے رہتے ہو۔

بعیر۔ اونٹ

۱۳۔ سورۃ یوسف - ۹، ۸، ۷

اونٹ کے لئے عربی میں متعدد لفظ ہیں۔ ان میں سے ایک بعیر بھی ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ دو بار آیا ہے، دونوں مرتبہ حضرت یوسف کے قصہ میں اور بار برداری کے سلسلہ میں۔ حضرت یوسفؑ کی وزارت مصر کے زمانہ میں جب مصر اور گرد و پیش کے دوسرے ملکوں میں قحط عظیم پڑا ہے، اور آپ کے حسن و تدبیر و انتظام سے سب کو غلہ راشن سے ملنے لگا ہے، تو فلسطین سے آنے والے قافلوں کے لئے فی کس ایک ایک بارشتر راشن تجویز ہوا تھا۔ چنانچہ فرزندان یعقوب جب اپنے دوبارہ سفر مصر کے وقت اپنے چھوٹے بھائی نبی یامین کو اپنے ساتھ لانا چاہتے ہیں تو اپنے والد سے کہتے ہیں کہ ”ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک بارشتر غلہ اور لے آئیں گے“ پھر اسی قصہ میں جب سرکاری بیمانگم ہو جاتا ہے۔ تو اس کے ڈھونڈھ لانے والے کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ”جو کوئی اسے لے آئے گا اس کے لئے (انعام) ایک بارشتر (غلہ) ہے۔“

عرب کی طرح عراق، شام، مصر و فلسطین میں اونٹ علاوہ سواری وغیرہ دوسرے کاموں کے خاص طور پر بار برداری کے کام آتا ہے۔ لفظ بعیر قرآن مجید میں

دونوں جگہ اس کے اسی وصف کے اظہار کے لئے آیا ہے۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: اہل، جمل، ناقۃ

(جمع - واحد - بغل)

دل، بغال - خچر

۱۱۔ سورة النحل - ع ۱۔

خچر ہندوستان و پاکستان میں ایک معروف جانور ہے۔ گھوڑی اور گدھے یا گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے، لیکن خود اس کی نسل، یعنی خچر اور خچری کے ملاپ سے نہیں جلتی۔

قرآن مجید میں اس کا ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے، النحل (گھوڑے اور الحمیر) گدھے، کے درمیان دونوں کے عطف کے ساتھ سواریوں کی ذیل میں اس کا نام انعام الہی کے سیلے میں آیا ہے۔

”اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ زینت و تجل (کا بھی کام دیں)۔“

گویا قرآن مجید نے اس کے دو کاموں کی طرف اشارہ کر دیا ہے ایک یہ کہ وہ سواری کے کام آتا ہے، دوسرے یہ کہ وہ ایک ذریعہ اظہار شان و تجل ہے۔ چنانچہ دنیا میں آج تک اس سے یہ دونوں ہی کام لئے جا رہے ہیں۔ ایک طرف تو وہ مضبوط اور محنتی اتنا ہے کہ مشرق ہی نہیں، فرنگی ملکوں کے فوجی حلقوں میں اس سے گاڑی کھینچنے کا کام کثرت سے لیا جاتا ہے، چنانچہ جنگ جرمنی میں فرانس و برطانیہ وغیرہ نے اس سے تو پٹانہ کی گاڑیاں کھینچنے کا خوب کام لیا۔ دوسری طرف عراق، عرب، شام و مصر وغیرہ

میں گھوڑے ہی کی طرح اس کی سواری بھی عزت و راحت کی ایک سواری ہے۔ بلکہ بیروت و دمشق وغیرہ میں تو بڑے بڑے حکام و امراء تو خچر کی سواری کو گھوڑے کی سواری سے زیادہ معزز سمجھتے ہیں۔ اور بائبل میں تو یہاں تک ہے کہ حضرت داؤدؑ نے جب حضرت سلیمانؑ کو اپنے سامنے بادشاہ بنوایا ہے تو اس موقع پر سواری بجائے گھوڑے کے شاہی خچر ہی کی کرائی ہے اور حکم دیا ہے کہ:

”میرے بیٹے سلیمان کو میرے ہی خچر پر سوار کرو۔“

(۱۔ سلاطین۔ ۱: ۳۳)

خچر اپنی رفتار اور قد و قامت اور گردن کی ساخت کے لحاظ سے گھوڑے سے مشابہت رکھتا ہے اور سر، پیر، کان اور ہاتھ کی ساخت میں گدھے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی آواز گھوڑے کے نہنہانے اور گدھے کے رینگنے دونوں سے الگ ایک مکڑی قسم کی ہوتی ہے۔ عہد عتیق میں اس کا تذکرہ کجا جگہ آیا ہے مثلاً

”.... جس نے بیابانوں میں جب وہ اپنے باپ کے گدھوں کو چراتا تھا،
خچروں کو پایا۔“

(پیدائش۔ ۳۴: ۲۴)

”.... شاید ہم کو کہیں گھاس مل جائے جس سے ہم گھوڑوں اور

خچروں کی جان بچائیں۔“

(۱۔ سلاطین۔ ۱۸-۵) نیز آستر۔ ۸: ۱۰ میں ذکر خچر سواروں کا ہے۔
خچر اپنے قدرتی طریقہ سے ہمیشہ سے پیدا ہوتے چلے آئے ہیں، لیکن جنگ اور امن دونوں زمانوں میں ان کی اہمیت خصوصی محسوس کر کے امریکہ، فرانس، اٹلی، اسپین

وغیرہ کی حکومتوں نے ان کی پیدائش کے مصنوعی ذرائع بھی اختیار کئے ہیں، اور ابھی خوش نسل گھوڑیوں اور تگرے تو مند گھو کے طاپ کے لئے مستقل محکمے کھولے ہیں۔

بقرہ

(ال، بقرہ)

گائیں

(جمع - واحد - بقرہ)

پ۔ سورۃ البقرہ ع ۸ پ۔ سورۃ الانعام ع ۱۷

پ۔ سورۃ الانعام ع ۱۸

صیغہ جمع میں یہ لفظ بقرہ قرآن مجید میں ایک جگہ تو بنی اسرائیل کی زبان سے اس موقع پر آیا ہے کہ ”گائے کے بارہ میں ہم اشتباہ میں پڑ گئے ہیں“ دوسری جگہ دوسرے حلال جانوروں کے ساتھ میں اس کا ذکر ہے کہ ”اس کے نرمادہ کو کس نے حرام کیا ہے؟“ اور تیسری جگہ بکری کے عطف کے ساتھ یہ بیان ہے کہ ”ان دونوں جانوروں کی چربی یہود پر حرام کر دی گئی ہے۔“

ملاحظہ ہو عنوان: بقرہ

بقرات - گائیں (جمع - واحد: بقرہ)

پ۔ سورۃ یوسف ع ۴ (دو بار)

یہ بقرہ کی دوسری جمع ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ صرف دو مرتبہ آیا ہے اور دونوں بار بادشاہ مصر کے خواب کے سلسلہ میں، جب کہ وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے سات دہلی

۴۰
گایوں کو دیکھا کہ وہ سات موٹی گایوں کو نگل گئی ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان: بقرة

گائے۔

بقرة

(ال) بقرة

پ۔ - سورة البقرة - ع ۸ - (۴ بار)

صیغہ واحد میں یہ لفظ چار مرتبہ آیا ہے اور چاروں مرتبہ اسی صورت میں جو سورة البقرة سے موسوم ہے۔ چاروں مرتبہ ایک ہی سیاق میں، بنی اسرائیل کے حکم ذبح گائے کے سلسلہ میں۔ پہلے یوں کہ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو یہ حکم الہی پہنچایا کہ ”تم ایک گائے ذبح کرو“۔ دوسری جگہ اسی حکم خداوندی کی مزید تشریح کہ ”وہ گائے ایسی ہو جو نہ بوڑھی ہو نہ بن بیہوش“۔ تیسری بار ان لوگوں کے جواب میں پھر تشریح کہ ”وہ گائے ایسی ہو جو خوب گہرے زرد رنگ کی ہو“۔ اور چوتھی مرتبہ یہ ایک اور تشریح کہ ”وہ گائے ایسی نہ ہو جو حنٹ کرٹی ہو، زمین جوتی ہو“۔

بقرة اسم جنس ہے، گائے اور بیل دونوں کے لئے عام لیکن قرآن مجید میں اس کا استعمال عموماً گائے ہی کے لئے ہوا ہے۔

گائے ہندوستان و پاکستان کا ایک خوب معروف و معلوم جانور ہے اور اس کا تربیل بھی کچھ کم مشہور نہیں۔ یہاں کاشت کاری کا کہنا چاہئے کہ دار و مدار ہی اس پر ہے۔ سفر کے لئے بیل گاڑی کا رواج ریل کے جاری ہونے سے پہلے عام

طور پر تھا، اور دیہات و قصبات میں اب بھی بڑی کثرت سے کام بیل گاڑی سے نکلتے ہیں۔

گائے کا دودھ اپنی طبی فائدوں کے لحاظ سے ایک بہت خاص چیز ہے۔ گائے کا گھی، مکھن، دہی پنیر سب کام میں آتے ہیں۔ بلکہ ہندوؤں کے ہاں اس کا فضلہ یعنی گوہر تک گھریا درود دیوار اور فرش کے لینے پونے کے کام میں آجاتا ہے اور یورپک میں گائے کے پیشاب کے بھی صحت بخش خواص کا بیان آیا ہے۔ گائے کا گوشت طبی حیثیت سے اچھا نہیں سمجھا گیا، تاہم اس کے نسبتاً ارزاں ہونے کی بنا پر اس کا استعمال ہندوستان میں غریب مسلمانوں میں ستمبر ۱۹۴۷ء سے پیشتر تک بڑی کثرت سے جاری تھا اور بعض مقامات پر خاص طور سے لذیذ بھی ہوتا تھا۔ سرکاری حکام کی نظر سے بچ بچا کر اب بھی اس کا استعمال جاری ہے۔ کم سن گائے یعنی بچیا کا گوشت طبی حیثیت سے بھی بہت مفید سمجھا گیا ہے، اور ذائقہ میں بھی بہت لذیذ ہوتا ہے۔ گائے کا سکھایا ہوا اور سالوں سے تیار کیا ہوا گوشت جسے انگریزی میں 'بیف' کہتے ہیں یورپ کے ملکوں اور امریکہ اور آسٹریلیا کے شہروں میں بڑی کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر کھلے ہوئے ہیں، اور تجارت زوروں پر جاری ہے۔ گائے کا چمڑا بھی بڑے کام کا ہوتا ہے۔ اس سے جوتے، سلپریں، چپلین اور ہر قسم کا چرمی سامان اس سے تیار ہوتا رہتا ہے۔

گائے کا وجود دنیا کے اکثر ملکوں میں پایا گیا ہے، گرم آب و ہوا کے ملکوں میں بھی اور سرد آب و ہوا کے خطوں میں بھی۔ گایوں کی قسمیں، رنگ اور جسامت دونوں کے اعتبار سے، بہت سی پائی گئی ہیں۔ بعض بڑی ڈیل ڈول والی اور خوب

فرہ و تیار۔ اور بعض بہت چھوٹی۔ دہلی، ہلکی پھلکی۔ کوئی سفید کوئی سیاہ، کوئی ابلق کوئی سرخ و غیرہ۔ دودھ کی مقدار کے اندازے بھی متعدد و مختلف ہیں۔ گائے بیل کی مجموعی تعداد دنیا میں فرنگی فاضلوں کی تحقیق کے بموجب تخمیناً ۷ کروڑ ہے۔

گائے کا شمار جگالی کرنے والے جانوروں میں ہے۔ اس کے جوف شکم میں علاوہ اصل معدہ کے تین معدہ نامہ تھیلیاں اور ہوتی ہیں۔ چرتے وقت گھاس یا دوسرا چارہ جسے وہ جلدی جلدی نگلتی جاتی ہے، پہلے اس کے معدہ نمبر ۱ میں جاتا ہے اور وہاں سے وہ پلپلا ہو کر معدہ نمبر دوم میں بھر ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہی غذا تھوڑی تھوڑی دوبارہ اس کے منہ میں آتی ہے اور جب جگالی یا پاگر کرنے کے بعد دوبارہ اندر جاتی ہے تو اب پہلے معدہ نمبر ۳ میں جاتی ہے، اور پھر وہاں سے اصل معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔

گائے کی تقدیس بہت سے ملکوں اور قوموں میں رہی ہے۔ مصر، یونان، ایران، کریٹ وغیرہ میں۔ اور ہندوستان میں تو نوبت اس کی پرستش تک آگئی ہے اور اس کی حیثیت ایک مستقل دیوی یا دیوتائی ہے۔ چنانچہ ایک ہندو عقیدہ یہ بھی ہے کہ مرتے وقت اگر گائے کی دم ہاتھ میں آجائے تو مرنے والا اس کے سہارے سیدھا سیکٹھ پہنچ جاتا ہے۔ عہد جدید میں تو گائے کا ذکر نہیں، عہد عتیق میں دو جگہ ذکر ملتا ہے۔ ایک جگہ شریوں کو مہلت دیئے جانے کے سلسلہ میں ہے :-

”ان کے فرزندان کے ساتھ موجود ہوتے ہیں، اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی نسل بڑھتی ہے۔“

(ایوب - ۲۱: ۱۰)

اور دوسری جگہ آئندہ کے دور سعادت کا ذکر ہے کہ اس وقت

۴۳

”... گائے اور بکھنی مل کے چریں گے اور ان کے بچے ملے جلے بیٹھیں گے۔“

(یسعہ - ۱۱ - ۷)

اسرائیلیوں میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب کوئی شخص قتل ہو جاتا تھا اور قاتل کا پتا نہیں چلتا تھا تو ایک خاص صفات کی بچھیا کو لے کر ایک خاص طریق پر اسے ذبح کیا جاتا اور اس کے ذریعہ قاتل کا پتا چلایا جاتا۔ کتاب استنشاؤ - ۲۱ : ۱ - ۱۰ میں اس کی تفصیل درج ہے۔

بصرہ: بن بیاہی - جس کے ابھی بچہ نہ ہوا ہو۔

پ۔ سورۃ البقرۃ - ۷۴

جس گائے کو ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو ملا تھا اس کی مزید شناخت کے سلسلہ میں ارشاد ہوا کہ وہ نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی۔

بھیہ - چرندہ - چوپایہ

پ۔ سورۃ المائدۃ - ۷۴

انعام خاص ہے چند مخصوص چوپایوں کے لئے۔ بھیمہ عام ہے ہر چرنے والے جانور کے لئے۔ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ تو حلت بہائم کے سلسلہ میں، کہ ”تمہارے لئے جائز کئے گئے ہیں چوپائے، بجز ان صورتوں کے کہ جن کا بیان تم سے کیا جاتا ہے۔“

یہاں فقہائے مفسرین نے لکھا ہے کہ اضافت تشبیہ کے لئے ہے۔ یعنی مویشیوں

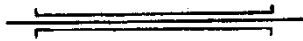
سے ملے جلتے ہوئے چوپائے، جو نہ درندے ہوں نہ شکاری۔ اور مراد ہیں ایسے جانور جو شکاری اور درندے نہ ہونے میں مولیشیوں سے مشابہ ہوں، مثلاً ہرن، نیل گائے، چیتل، جنگلی بکرا وغیرہ۔ دخنجر، گدھے وغیرہ اس قاعدہ سے اس لئے مستثنیٰ رہیں گے کہ ان کی حرمت حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

دوسری جگہ حج کے سلسلہ میں ان پر اللہ کا نام پڑھ کر ان کے کھائے جانے کا ذکر ہے اور وہاں مراد قربانی کے جانور ہیں۔ اونٹ، بگائے، بھیڑ، بکری،

چرنے والے جانور وہ جنگلی ہوں یا اہلی، شریعت نے عموماً حلال ہی رکھے۔ اس عام قاعدے سے مستثنیٰ صرف چند ہیں۔ شرکیر مذہبوں نے کثرت سے جانوروں کی تعظیم بلکہ تقدیس روار کھی ہے مثلاً بھینس، گدھے، ہرن، بارہ سنگھے وغیرہ کی۔ قرآن مجید نے چوپایوں کو ان کی خوراک بتا کر ایک طرف شرک کی اس مخصوص صنفِ حیاں پرستی پر ضرب لگا دی ہے، اور دوسری طرف ان کے خلافتِ الہی کے مرتبہ و منصب کے شرف کو سنبھالا۔

توریت میں حیوانات کی آفرینش کا ذکر شروع میں ہی ہے (پیدائش: ۲۴-۲۵)

مخلوق پرستی میں حیوان پرستی کا نمبر کسی دوسرے شرک سے کم درجہ پر نہیں۔ کثرت سے پرستش یا خود حیوانات کی ہوئی یا ان کی صورتوں اور مجسموں کی۔



ت

تاکل - کھانا ہے یا کھائی ہے۔

پٹ۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۰۔ پٹ۔ سورۃ ہود، ع ۴

پٹ۔ سورۃ یوسف (دو بار)، ع ۵

پٹ۔ سورۃ سبا، ع ۲۔ پٹ۔ سورۃ السجدة، ع ۳

پٹ۔ سورۃ محمد، ع ۲

کھانے کا عمل تو انسان حیوان ہر جاندار کیلئے عام ہے۔ قرآن مجید میں حیوانات کے سلسلہ میں کھانے کا ذکر ان مقامات میں آیا ہے۔ پہلے اور دوسرے مقام پر تو ذکر حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا ہے، جس کے لئے آپ اپنی قوم سے فرماتے ہیں، کہ یہ ایک خدائی نشانی ہے، یہ اللہ کی سرزمین پر جہاں جائے گی آزادی سے کھائی پھرے گی۔ تیسرا اور چوتھا مقام وہ ہے کہ جہاں حضرت یوسفؑ کا ایک رفیق زنداں ان سے جیل میں اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے انھیں کھا رہے ہیں اور پھر آپ تعبیر بیان کرنے میں بھی انھیں الفاظ کو تقریباً دہرا کر فرماتے ہیں کہ اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ کر) کھائیں گے۔ پانچویں جگہ حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں ہے کہ زمین کا کپڑا (یعنی دیمک) آپ کے عصا کو کھا جانے لگا۔ چھٹی جگہ بطور انعام کے یہ بیان ہے کہ ہم بانی سے زمین میں نباتات اگاتے ہیں، جسے انسان بھی کھاتا ہے اور مویشی بھی کھاتے ہیں اور ساتویں بار یہ ذکر ہے کہ اہل کفر اسی طرح —

۴۶

کھانے میں پڑے رہتے ہیں جیسے کہ مویشی کھانے میں لگے رہتے ہیں۔ یعنی یہ کمال غفلت و بے حسی اور بغیر احساس ذمہ داری بس پیٹ ہی کے دھندے میں پڑے رہتے ہیں۔

جاندار ہونے کی حیثیت سے اکل طعام انسان و حیوان دونوں میں مشترک ہے لیکن کھانے کھانے میں بڑا فرق ہے اور وہی فرق ہے جو انسانیت اور حیوانیت کی بنا پر ہونا چاہئے۔ جانور بس اپنے پیٹ کا بندہ رہتا ہے اور انسان اپنے معدے کی تسکین کے علاوہ دل و دماغ کی ذمہ داریاں بھی رکھتا ہے۔

تشیر (الارض)۔ جوتی ہے (زمین کو)

پ۔ سورۃ البقرة - ۸۴۔

بنی اسرائیل کو جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا، اس کے سلسلہ میں اس کی شناخت کی مزید علامت کے لئے یہ ارشاد ہوا تھا کہ وہ ایسی نہ ہو، جس نے زمین کو جوتا ہو۔

ہل چلانا اور جوتا واضح رہے کہ محض بیل کے لئے مخصوص نہیں۔ بعض ملکوں میں گائے بھی زمین جوتنے کے کام میں آتی ہے۔

تحمل (الثقل)۔ اٹھاتے ہیں (تمہارے بوجھ)

پ۔ سورۃ النحل - ۱۷۱۔

مویشیوں کے ذکر میں ہے اور بہ طور انعام الہی کے کہ وہ تمہارے وزنی سامان

۴۷

اٹھا اٹھا کر ایسے شہر کو لے جاتے ہیں کہ تم وہاں پہنچ ہی نہیں سکتے ہو، بجز شدید مصیبت اٹھائے۔

اونٹ، بیل، بھینے جیسے بوجھ اٹھانے والے جانور ہیں، سب کو معلوم ہے۔ یہ نہ ہوں تو آج مشینوں کے دور دورہ میں بھی ان کو اپنی باربرداری کے لئے کتنی مشکلات کا سامنا کرتے رہنا پڑے، اور آج سے قبل کے زمانہ میں تو سارا ہی دار و مدار انھیں جانور لیا پر تھا۔ بعض ملکوں میں بکرے گاڑیاں گھسیٹتے ہیں، اور تبت وغیرہ کے بعض علاقوں میں باربرداری کا پورا کام بھیڑوں سے لیا جاتا ہے۔ جانوروں کی یہ صفت باربرداری انسان کے حق میں ایک خصوصی رحمت ہے۔

تخطف (۵) (اسے) اچک لے جاتی ہے۔

پک۔ سورۃ الحج۔ ۷۴

مشک شخص کے سلسلہ میں ہے کہ وہ نوا یا ہے کہ جیسے کوئی شخص آسمان سے گر پڑے اور پرندوں کی جماعت اسے اچک لے جائے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ بُری طرح ہلاک ہو جائے۔ بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ تشبیہ میں شکاری پرندوں سے انشاؤ نفس کے اوہام اور وسوسوں کی جانب ہے۔

تذبذب۔ تم ذبح کرو۔

پک۔ سورۃ البقرۃ ۸۷

ذبح کے اصل معنی جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں حیوانا

کے سلسلہ میں یہ لفظ اسی سیاق میں آیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیام خداوندی بنی اسرائیل تک پہنچانے کا حکم ملا ہے، کہ تم لوگ ایک گائے ذبح کرو۔ پھر آگے تفصیلات ہیں کہ ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل میں کتنی قبل و قال کی۔

جانوروں کو غذا کے لئے ہلاک کرنے کے طریقے اور بھی چلے ہوئے ہیں، گردن مروڑ دینا، گردن سے سر قلم کر دینا وغیرہ۔ اسلامی طریقہ ذبح کرنے کا ہے، یعنی گلے کی رگوں کو ایک خاص طریقہ پر، اور اللہ کا نام لے کر کاٹ دینا۔ جانور کی جان نکلنے میں اس طریقہ سے جو آسانی ہوتی ہے، اس سے قطع نظر طبی اعتبار سے یہی طریقہ بہترین ہے۔ اور جانور کے گوشت کی لذت اور فوائد دونوں برقرار اسی ذبح ہی کی صورت میں رہتے ہیں۔

ترکیب و دھما۔ (کہ، تم دان پر سواری کرو۔

پا۔ سورۃ النحل، ۱۴۔

لطف و انعام کے موقع پر ارشاد ہوا ہے کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے اسی لئے ہیں کہ تم ان پر سوار ہو۔ اور یہ تمہاری زینت و ترحیل کے بھی باعث ہیں۔ گھوڑا، گدھا، خچر ایک زمانہ میں تو ساری دنیا میں سواری کے کام آتے تھے۔ اور عرب، عراق، شام، مصر، ایران، سوڈان، طرابلس، افغانستان، پاکستان، ہندوستان اور خود براعظم یورپ کے بھی کتنے علاقوں میں اب بھی یہ سواری ہی کا کام دیتے ہیں۔

تسریحون - تم شام کو چرا کرواپس لاتے ہو۔

پ۔ سورۃ النحل، ع ۱۔

موشیوں کے ذکر میں ہے کہ علاوہ ان کے غذائی اور دوسرے منافع کے، تمہارے لئے ان میں ایک رونق بھی ہے، جب تم انھیں شام کو چرا کرواپس لاتے ہو۔ اس اجمال و دلکشی کا حال کوئی دنیا کی اس بڑی آبادی کے دل سے پوچھے، جو گلابانی چوپائی اور کھیتی باڑی کے کاموں میں لگی رہتی ہے۔ کاشت کار، چرواہے، گدی، گھوسی، اہیر، گرڑیئے شتر بان، شام کے وقت اپنے جانوروں کو دیکھ دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور حاصل کرتے ہیں۔

تسرحون - تم صبح چرانے لے جاتے ہو۔

پ۔ سورۃ النحل، ع ۱۔

موشیوں کے ذکر میں ہے کہ علاوہ ان کے غذائی اور دوسرے منافع کے تمہارے لئے ان میں ایک رونق بھی ہے۔ جب تم انھیں شام کو چرا کرواپس لاتے ہو اور جب صبح انھیں چرانے لے جاتے ہو۔

صبح دشام یعنی نکلتے ہوئے سورج اور ڈوبتے ہوئے سورج، دونوں وقت دنیا کے کاشت کار، گرڑیئے، گدی، گھوسی، اہیر، شتر بان اپنے اپنے اونٹوں، بھیڑوں، بکریوں، گایوں، بھینسوں، بیلوں، کو دیکھ دیکھ کر کیسے باغ باغ ہوتے رہتے ہیں۔

تسقی (الحراث)۔ زراعت کو پانی دیا ہو۔

پ۔ سورۃ البقرۃ۔ ۸۷۔

اسی گائے کے سلسلہ میں جس کو ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ پیغمبر کے ذریعہ سے ملا تھا، اس کی مزید شناخت یہ ارشاد ہوئی ہے کہ اس نے زمین کو جوتا ہوا اور نہ کھیتوں کو پانی دیا ہو۔
بعض قوموں میں گائے سے بھی مثل بیل کے کھیتی کنی کا کام لیا گیا ہے۔

(ف) تعاطی۔ (وارکیا)

پ۔ سورۃ البقرۃ، ۱۷۱۔

حضرت صالحؑ کی اعجازی اونٹنی کے سلسلہ میں ہے کہ پیغمبر کی صریح فہمائش کے باوجود سرکش و نافرمان نمودیوں نے اپنے رفیق کو آواز دی اور اس نے اگر اونٹنی پر وار کیا اور اسے ہلاک کر ڈالا۔ تعاطی کے معنی ہیں کہ حملہ آور اپنے بچوں کے بل کھڑا ہوا، پھر تلوار سونت کر حملہ کیا۔

ای قام علی اطراف اصابعہ رجلہ ثم رفع یدہ خفضہا
کہانی الصحاح۔ (تاج العروس)

تلقف۔ (دوہ) (انھیں) نگل جاتا ہے۔

پ۔ سورۃ الاعراف، ۱۳۷۔ پ۔ سورۃ طہ، ۷۷۔ پ۔ سورۃ الشعراء، ۲۷۔

لفظ تین جگہ آیا ہے۔ پہلی اور تیسری جگہ پر یہ مضمون ہے کہ فرعون کے حکم سے ساحرانِ مصر نے جب اپنی اپنی رسیاں ڈال کر انھیں چلتے پھرتے سانپ بنالیا، تو حضرت موسیٰ نے بھی حکم الہی سے اپنا عصا ڈال دیا اور وہ ان کی بناوٹی چیزوں کو نکل گیا۔ اور دوسری آیت میں اسی موقع کا ذکر کر کے یہ بیان ہے کہ ہم نے موسیٰ سے کہا کہ ڈرو نہیں، غالب تمہیں رہو گے، ڈال دو وہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے، یہ ساحروں کے جعل کو نکل جائے گا۔ گویا تینوں جگہ فعل کا تعلق کو کسی اصلی جانور سے نہیں، لیکن سحری و ابجازی جانور سے ضرور ہے۔

حیرت ہے کہ عہدِ موسوی کے اتنے اہم واقعہ کے تذکرے سے بائبل کے اوراق خالی ہیں۔

ث

ثعبان - اژدہا - بڑا اور موٹا سانپ - چیت

ب۔ سومۃ الاعراف، ۱۲۴ - دہلی - سومۃ الشعراء - ۲۴۔
حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں ہے کہ جب آپؑ کو پیغمبری ملی، اور حکم ہوا کہ آپؑ فرعون
مصر کی اصلاح و ہدایت کے لئے اس کے پاس جائیں۔ تو ساتھ ہی یہ معجزہ بھی عطا ہوا کہ
جب آپؑ نے فرعون اور فرعونوں کے سامنے اپنا عصا (زمین پر) ڈالا، تو وہ ایک اژدہا
بن گیا۔ اور یہ ذکر دو مرتبہ آیا ہے۔

سانپ کے لئے عربی میں اور لفظ بھی ہیں۔ اور خود قرآن مجید ہی میں دو لفظ اس
کے علاوہ آئے ہیں۔ یہ خاص لفظ جب آیا ہے تو انھیں دو موقعوں پر آیا ہے۔ جب ذکر
فرعون کے سامنے آپؑ کے آنے کا ہے۔ ————— معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عصائے موسیٰ
مطلق سانپ تو یوں ہی بن جایا کرتا تھا، لیکن اژدہے کی مہیب شکل جمعی اختیار کرتا تھا
جب مواجہ میں فرعون اور فرعون ہوئے تھے۔

سانپ کی حیثیت دنیا کے اکثر جاہلی مذہبوں میں ایک دیوتا کی مانی گئی ہے، اور
اس کی پرستش بڑی کثرت سے کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ مغربی فاضلوں کا خیال ہے
کہ اس سے بڑھ کر کسی اور جانور کی پرستش نہیں ہوئی ہے۔ ہندوستان میں بھی ساون
کی ۵ رتاریخ کو ناگ پنچ، ناگ دیوتا کی پوجا کا دن ایک مشہور تہوار ہے۔ اور شیش
ناگ ہندوؤں کے ایک مشہور اتار ہوئے ہیں۔ قدیم مصری مذہب میں سانپ کی پوجا

ہوتی تھی، اور اس کی موتیاں جا بجا رکھی رہتی تھیں۔ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے بار بار سانپ کا بقرہ دکھانے میں عجب نہیں جو ایک حکمت یہ بھی ہو کہ مصریوں کی ناگ پوجا پر ضرب لگے۔

اژدہا یا چیت (چھوٹا اژدہا، افریقہ، ایشیا، آسٹریلیا تینوں براعظموں کے گرم حصوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کا خاص وطن ہندی چین (انڈوچائنا) اور جزائر ملایا (انڈونیشیا) کے علاقے ہیں۔ اس کی جلد چمکیلی ہوتی ہے جس پر خوشنما چتیاں پڑی ہوتی ہیں۔ اور یہ ۳۰۰۳۰ فٹ تک کا لالہ لایا گیا ہے۔ یہ عموماً جنگل میں چپ چاپ پڑا رہتا ہے، اور جہاں کوئی بھوٹا چوپایہ، بکری، ہرنی وغیرہ یا پرندہ قریب آگیا، بس دفعتاً اسے چھاپ بیٹھتا ہے، اور بجائے کاٹنے کے اسے اپنے حلقہ میں لے کر اس زور سے دباتا ہے کہ اس کی ہڈیاں پسلیاں سب چور چور ہو جاتی ہیں۔ اسے یوں مار کر پھر اسے اطمینان سے آہستہ آہستہ کھاتا رہتا ہے۔ اس کی عمر بہت ہوتی ہے، اور اس کی مادہ (سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) انڈے دیتی رہتی اور انھیں دو دو مہینہ تک سیتی رہتی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: جان، حیثہ

ج

جان سانپ

پٹ - سورۃ النمل، ع ۱۶ - چٹ - سورۃ القصص، ع ۴

جان ایسے سانپ کو کہتے ہیں جو پیلا اور تیز ہو۔ قرآن مجید میں دو جگہ یہ لفظ آیا ہے اور دونوں جگہ اس سیاق میں کہ حضرت موسیٰ کو جب پیمبری عطا ہوئی ہے، اور وادیٰ ایمن میں پہلی بار آپ پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کہ مہر جا کر فرعون پر تبلیغ کریں، تو ساتھ یہ حکم بھی ملا کہ اپنا عصا ڈال دو، تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ ہمارا ہے، جیسے پیلا سانپ ہو، اس پر آپ خوف سے پشت پھیر کر بھاگے۔

جان کے اور معنی بھی ہیں، لیکن قرآن میں سانپ کے معنی میں انھیں دو موضوعوں پر آیا ہے۔ سانپ کا ذکر قرآن مجید میں ۵ جگہ ہے۔ ان میں سے دو جگہ اسی لفظ جان سے۔

سانپ ہندوستان اور پاکستان کا ایک معروف ترین جانور ہے، جس کا نام ہی دلوں میں دہشت اور ہیبت پیدا کر دیتا ہے۔ اور عام خیال یہ ہے کہ یہ ایک سخت زہریلا جانور ہے لیکن حقیقت فن کا بیان ہے کہ ہر سانپ زہریلا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی چھوٹی بڑی کلی ۲۵۰۰ قسمیں جو روئے زمین پر پائی گئی ہیں ان میں سے سخت زہریلی صرف ۲۵۰ ہیں اور باقی میں سے ۳۰۰ نیم زہریلی ہیں، یعنی انسان اور بڑے جانوروں کے حق میں مہلک نہیں۔ ان کے علاوہ جتنے سانپ ہیں، بے ضرر سے ہوتے ہیں۔ سانپ کی آنکھیں ہمیشہ کھلی

رہتی ہیں، اس لئے کہ اس کے پوٹے نہیں ہوتے، اور سانپ کی نظر میں ایک خاص کشش ہوتی ہے۔ اس کے کان بھی ظاہر میں کہیں معلوم نہیں ہوتے۔ اس کے پیر نہیں ہوتے اور یہ اپنی پسلیوں یا گریوں کے بل زمین پر بڑی تیزی سے پیچ کھاتا اور گھلتا ہوا چلتا ہے۔ یہ گوشت خور ہوتا ہے۔ اس کی عام غذا چوہے، چوہیاں، مینڈک، چھپکلی اور چھوٹے موٹے سانپ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کا وجود دنیا کے بیشتر علاقوں میں پایا جاتا ہے یعنی بحر آریستان اور نیوزی لینڈ کے دور سب کہیں۔ لیکن استوائی اور نیم استوائی ملکوں میں خصوصیت کے ساتھ۔ اس کی جلد کے رنگ بھی مختلف پائے گئے ہیں، خوب سیاہ سیاہی مائل، بھورے، سبز، خاکستری۔ جاڑوں میں یہ نیم مردہ یا مضمل پڑا رہتا ہے ہندوستان میں صرف گرمی اور برسات میں برآمد ہوتا ہے، اور ان موسموں میں اس کے کاٹنے سے بہ کثرت ہلاکتیں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ اس کا دہانہ بہ ظاہر چھوٹا ہوتا ہے، مگر جڑے کھل کر بڑے وسیع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ اچھے خاصے جسم والے شکار کو بھی اپنے منہ میں لے لیتا ہے۔ اس کا زہر ان گلیٹیوں یا غدودوں میں ہوتا ہے، جو اس کے دانتوں کی جڑوں میں ہوتی ہیں۔ اس کے کاٹنے ہی ان کے حواس اور قوت گویائی پر اثر پڑتا ہے۔ جسم سن ہونے اور خون جمنے لگتا ہے۔ ہندوستان میں اس کے زہر کا بہترین علاج اب تک تمباکو سمجھا گیا ہے خصوصاً حقہ کی کیٹ۔

سانپ کی اکثر قسمیں انڈے دیتی ہیں، لیکن بعض سنپوں نے بھی جنتی ہیں۔ عام طور پر یہ ایک زمین پر رینگنے والا کیڑا ہے، لیکن اس کی بعض قسمیں درختوں پر رہنے والی پائی گئی ہیں، بعض پانی میں تیرنے والی اور بعض ہوا میں اڑنے والی۔ جڑ اور قد کے اعتبار سے بھی سانپ ہر قسم کے پائے گئے ہیں، بڑے اور بہت بڑے، اور چھوٹے اور

بہت چھوٹے بھی۔

سانپ کا ذکر توریت اور انجیل میں کثرت سے آیا ہے، اور مختلف سیاقوں میں۔
معجزہ موسیٰ کے سلسلہ میں لیا گیا ہے:-

”... تب خدا نے موسیٰ کو کہا کہ یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے، وہ بولا،
عصا، پھر اس نے کہا، اسے زمین پر پھینک دے۔ اس نے زمین
پر پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا اور موسیٰ اس کے آگے سے بھاگا۔
تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھا اور اس کی دم پکڑ لے۔
اس نے ہاتھ بڑھایا اور اسے پکڑ لیا۔ وہ اس کے ہاتھ میں عصا ہو گیا۔“
(خروج ۴: ۱-۴)

قرآن مجید میں سانپ کے لئے تین مختلف لفظ آئے ہیں۔ گویا ہر جگہ اس کے
الگ الگ خصوصیات ظاہر کرنے کو۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: ثعبان وحیۃ

جراد

”ٹڈیاں۔ ٹیڑیاں۔ اسم جنس ہے (واحد: جرادۃ)

دال، جراد

پ۔ سورۃ الاعراف، ۱۴۷۔ پ۔ سورۃ القمر، ۱۷

قرآن مجید میں یہ نام دو مختلف سیاقوں میں آیا ہے۔ ایک طرف تو فرعون پر
دنوی عذابوں کے سلسلہ میں ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں... (بطور سزا) نازل

کیں۔ ”دوسری جگہ آغا حشر کے وحشت ناک واقعات کے سلسلہ میں کہ اس وقت لوگ قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے کہ گویا ٹڈی دل نکل پڑا ہے۔“

ٹڈی ہندوستان اور پاکستان کا ایک معلوم و معروف ہوائی کیڑا ہے۔ شکل میں اور جسامت میں برساتی پر زور کیڑے بڑے بوٹ کی مانند۔ ماہرین نے اس کی نو قسمیں بتائی ہیں۔ جس میں سے تین ہندوستان کے لئے مخصوص ہیں۔ ٹڈی ہوائی فاصلہ ایک گھنٹہ میں ۲۰۰۱۵ میل طے کر لیتی ہے۔ اپنی زراعت دشمنی بلکہ نباتات دشمنی کے لئے مشہور و معروف ہے۔ جس جگہ لکھو کھاکی تعداد میں آکر بیٹھ گئی، کھیت کے کھیت صاف کر دیئے۔ باغ کے باغ کی پتیاں چٹ کر کے ٹڈ منڈ کر دیئے۔ باغبان اور کاشت کار اس کے نام سے لرزنے اور تھراتے ہیں۔ اس کی یہ مہلکت یورش کسی ایک ملک یا چند ملکوں تک محدود نہیں۔ افریقہ کا براعظم پورا کا پورا، ایشیا کا جنوبی حصہ آسٹریلیا کا شمالی علاقہ، یورپ کا جنوبی خطہ، جنوبی امریکہ کے سارے علاقے، سب اس کی تاخت کی زد میں ہیں۔ شام اور عرب دونوں ملک اس ستم پیشہ جانور کے خفا مرکز و مستقر ہیں۔ مصر کے حدود ان دونوں سے متصل ہیں، شمال مشرق میں شام سے، اور وسط و جنوب مشرق میں عرب سے۔ اس لئے مصر ٹڈیوں کی مہلکت یلغار کی زد پر خاص طور سے ہے۔

تو ریت میں ہے :-

”..... جب صبح ہوئی تو پروا ہوا ٹڈیاں لائی۔ اور ٹڈیاں تمام مصر پر آئیں اور مصر کی تمام اطراف پر بیٹھیں، اور ایسی بے شمار تھیں کہ ان سے پیشتر ایسی ٹڈیاں نہ آئی تھیں، نہ ان کے بعد پھر آئیں گی، کہ سارا روئے زمین ان سے

چھپ گیا، اساکہ ملک میں اندھیرا ہو گیا اور انھوں نے اس سبزین کی ہر ایک سبزی اور درختوں کے میوؤں کو جو اولوں سے بچ گئے تھے چاٹ لیا۔ اور تمام ملک مصر میں کسی درخت پر اور میدان کی گھاس میں سبزی نہ چھوٹی۔“

(خروج - ۱۰: ۱۴-۱۵)

اور توریت کے شارحوں کا بیان ہے کہ فرعونوں پر جو دس عذاب ایک کے بعد ایک نازل ہوئے، یہ ہڈی دل والا عذاب ان میں سے آٹھویں نمبر پر تھا، اور بہت ہی بڑا تھا۔ ہڈیاں ان کی ساری کھیتیاں ناس کر گئیں۔ غلہ، میوے، پھل، ترکاری کے سارے ہلہلہاتے کھیت اور باغ وہ پورے صاف کر گئیں۔ سبزی کے نام سے گھاس تک نہ چھوٹی۔ مصر جیسے زرعی ملک کے لئے یہ عذاب ناقابل برداشت تھا۔ انار، انگور، سیب، زیتون وغیرہ پھل والے درختوں کے پھل اور پھول کیا معنی، پتیاں تک باقی نہ رکھیں، سارے درخت اور پودے نحض سوکھے ہو کر ٹھونڈھ گئے۔ اور فرعونی قدرۃ اس عذاب الیم سے بلبلا اٹھے۔

انجیل میں حضرت یحییٰ کے سلسلہ میں دو جگہ ہے کہ ان کی غذا جنگلی شہد اور ہڈیاں تھیں۔ (متی - ۳: ۴۔ مرقس - ۱: ۶)

قرآن مجید نے دو کمرہ بوقع پر حشر میں قبروں سے مردوں کے نکل پڑنے کو ہڈی دل سے تشبیہ دی ہے اور کثرت تعداد کے ظاہر کرنے کو اس سے بہتر کوئی تشبیہ نہی ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ مردے اس وقت بے شمار ہوں گے، اور ان کے تجربہ میں کوئی منظر اس سے اتنا قریب نہیں جتنا ہڈی دل کا ہو سکتا ہے۔ — ماہرین کا بیان ہے کہ ہر ہڈی ایک ایک جھول میں ۱۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰ اندے تک

جاتی ہیں، اور شریعت اسلامی نے بھی مچھلی کی طرح ان کا کھانا بغیر ذبح کے جائز رکھا ہے۔

جسدر۔ جسم۔ بدن

١٧ - سورة الاعراف، ع ١٨ - ١٩ - سورة الطه، ع ٢٠ -

جوانات کے سلسلہ میں یہ لفظ قرآن مجید میں دو ہی موقعوں پر آیا ہے۔ اور دونوں جگہ ذکر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں سامری نے ایک بچھڑے کی طلائی مورتی بنالی تھی جو ایک خالی غولی جسم بے روح تھا، اور اس کے اندر سے ایک خاص آواز نکلتی تھی۔ گویا جوانات کے سیاق میں یہ لفظ قرآن میں جسم بے روح کے معنی میں آیا ہے۔

بڑے حیوانات کی جہانی ساخت بہت سی چیزوں میں جسم انسانی سے ملتی ہوئی

ہوتی ہے اور بعض خصوصیات حیات تو بالکل مشترک ہیں۔ تفصیل حیاتیات اور حیوانیات کی کتابوں میں درج ملے گی۔

جلود۔ چمڑے۔ کھالیں (جمع۔ واحد: جلد)

جِلْد۔ سورة النحل۔ ع ۱۱

حیوانات کے سلسلہ میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے۔ موقع الغام پر ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے چوپایوں کے چمڑے سے گھر بنوادیئے ہیں، جنھیں تم اپنے کوچ کے وقت اور اپنے اقامت کے وقت ہلکا پاتے ہو۔ مراد ظاہر ہے کہ خیموں، چھولدار یوں وغیرہ سے ہے۔

ہم لوگ جو بچپن سے مٹی یا اینٹ یا پتھر کے گھروں کے منظر کے عادی ہیں، خیموں، ڈیروں کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں رکھتے۔ حالانکہ دنیا کی آبادی کا بہت بڑا حصہ زمانہ قدیم میں ڈیروں ہی میں بسر کرتا تھا، اور ایک خاصہ حصہ اب بھی کر رہا ہے۔ عرب میں بدوی زندگی تو عبارت ہی اسی خیمہ ڈیرے کی زندگی سے تھی اور بنی اسرائیل کی مورث قدیم عربی نسل بھی پشتہا پشت تک خیموں ہی میں گذر کرتی رہی۔ آج دنیا میں جن قوموں کو خانہ بدوش کہا جاتا ہے (اور ان کی مجموعی آبادی کم نہیں)، ان کی بڑی تعداد خیموں ہی میں بسر کرتی ہے۔ پھر حکام کے دوروں، شکاریوں کے شکار، اور بہت سے سیاحوں کی تحقیقاتی سیاحت کے موقع پر کام انھیں ڈیروں خیموں چھولدار یوں سے لیا جاتا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بیسیوں ادارے کیمپنگ کلب اور یوتھ کیمپنگ ایسوسی ایشن وغیرہ کے نام سے قائم ہیں، بلکہ ایک بہت بڑا

عالی ادارہ انٹرنیشنل آف فیکٹریشن آف کیمپنگ کلبس کے نام سے بھی موجود ہے۔
 عموماً یہ بکری کے چمڑے کے ہوتے تھے۔ اٹھانے میں ہلکے اور گاڑنے میں سہل، اور ساتھ ہی بڑے مضبوط اور گنجائشی۔ نو
 اور دھوپ اور بارش سے یکساں پناہ دینے والے، اور ہر طرح سے آرام دہ۔ اونٹ اور
 بھیڑی کے چمڑے سے بھی خیمے بنائے گئے ہیں۔ چھوڑا ریاں چھوٹی ہوتی ہیں، ایک
 ایک دو دو آدمیوں کی گزیر کے لئے۔ اور خیمے جو خاص اہتمام سے بہت بڑے بنائے
 جاتے ہیں، ان میں پچاسوں آدمی ایک وقت میں رہ سکتے ہیں۔

قرآن مجید نے چوپایوں کی کھالوں یا چمڑوں کا جو یہ خاص مصروف بتایا ہے، دنیا
 کا وسیع تجربہ قدم قدم پر اس کی تصدیق کر رہا ہے۔

عہد نامہ عتیق میں بھی خیموں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے مثلاً :-
 ”کیا خوب ہی ہیں تیرے خیمے اے یعقوب اور تیرے مسکن اے اسرائیل“
 (گنتی - ۵:۲۸)

”اے اسرائیل چل اپنے خیموں کو۔ اے داؤد اب تو اپنے گھر کی فکر کر،
 سو اسرائیل اپنے خیموں کو چلے گئے۔“ (اسلاطین ۱۲:۱۴)
 خیمہ دوزوں کا ذکر ایک جگہ عہد نامہ جدید میں بھی ہے۔

جملت - (بہت سے) اونٹ (جمع الجمع - واحد جمل - جمع - جمالت)

پک - سومۃ والمرسلات ۱۴
 آتش جہنم کی ہولناکیوں میں آتا ہے کہ وہاں انکار سے اتنے بڑے بڑے ہوں گے

جیسے محل اور رنگ میں ایسے جیسے زرد زرد اونٹ — یہ ایسی تشبیہ ہے جو قرآن کے مخاطبین اول کی سمجھ میں بہ آسانی آسکتی تھی۔
اونٹ کے لئے ملاحظہ ہوں عنوانات: اہل، بعیر، جمل، حامد و ناقہ

دل، جمل۔ اونٹ

پ۔ سورة الاعراف۔ ع ۵

اونٹ کے جو عربی میں متعدد نام ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے، اور عجیب نہیں کہ انگریزی کا لفظ Camel اسی اہل کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہو، جو عبرانی کے واسطے انگریزی میں پہنچی ہو۔

قرآن مجید میں ایک ہی بار آیا ہے۔ بیاں اہل تکذیب و اشکبار کی عدم مقبولیت اور مردودیت کا ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ان لوگوں کے لئے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ نکل جائے۔

عربی محاورہ میں اس سے مقصود ایسے امر کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے جو عادتاً محال ہو۔ یعنی نہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل پائے گا، اور نہ فلاں واقعہ وقوع میں آسکے گا۔

یہی محاورہ بعض اور زبانوں میں بھی مستعمل ہے، چنانچہ انجیل میں آتا ہے

کہ :-

”اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی

انجیل میں اونٹ کا نام صرف اسی موقع پر آیا ہے۔ عہد عتیق میں البتہ اس کا ذکر کوئی سات مرتبہ آیا ہے جس میں کئی بد اس کے گوشت کی حرمت کے سلسلے میں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: ایل، بعیر، فاقہ

جناحیہ۔ (اپنے) دونوں پر۔ (تثنیہ: واحد: جناح)

دک۔ سورۃ الانعام۔ ع ۴

[illegible]

عہد نامہ عتیق و جدید دونوں میں پرندوں کے پنکھ یا پر بار بار بیان ہوئے ہیں کہ میں اپنے اصلی معنی میں اور کہیں محض بطور استعارہ کے۔ اور سروں کے ساتھ بعض بعض

پرنزوں کے ناموں کی بھی تصریح آئی گئی ہے مثلاً عقاب، کبوتر، مرغی، شتر مرغ۔ ملاحظہ

ہوں الوب۔ ۳۹: ۱۳، زبور۔ ۱۳: ۵۸، خرقل۔ ۳۹: ۱۷، دانیال۔ ۳: ۳۳۔

ہرمردوں کے پلان اڑنے کے کام تو آتے ہی ہیں، اس کے علاوہ انھیں سرودی

سے بچاتے ہیں اور بعض جانوروں کے حلقوں کے وقت سپر کا بھی کام دیتے ہیں۔ پرندوں کے پر انسان کے بھی بہت کام آتے ہیں۔ بعض کھینچوں اور ٹوہیوں میں لگتے ہیں۔

بعض زیور دسلمان کی زینت میں کھپ جاتے ہیں، اور بعض اپنی رنگینی کی بنا پر زمانہ جنگ میں فوجی پٹیوں میں کام آتے ہیں۔ مہتمن ملکوں میں یوروں کی تجارت بڑی

پر منفعت سمجھی جاتی ہے، اور قازہ اور راج نہنس وغیرہ کے پر بڑے اونچے داموں میں بک جاتے ہیں۔ اور ہنسنے پھانے کے سلسلہ میں تکیوں نگدوں کے اندر بھی پروں کے بھرنے کا عام رواج ہے۔ پرندوں کے پر علاوہ سفید کے سیاہ، زرد، سرخ اور سبز رنگ کے پائے لگے ہیں، اور بعض کے بڑے چمکیلے۔ ایک زمانہ میں پر کے قلم بہت چلے ہوئے تھے۔

ملاحظہ ہو عنوان: اجنحہ

جنوب (دھا)۔ (ان کے پہلو (جمع۔ واحد: جنب)

پکا۔ سورة الحج - ۵۷۔

قرآن مجید میں قربانیوں (خصوصاً اونٹوں) کے سلسلہ میں ہے، کہ جب انھیں پہلوؤں کے (دکروٹوں کے) بل لٹایا جائے۔ جانوروں کو قربانی کے وقت حسب حکم شریعت کروٹ پر لٹا دیا جاتا ہے، اس کے بعد چھری پھری جاتی ہے۔

(ال، جواں ح۔ شکاری جانور (درند ہو یا پرندہ)۔ (واحد: جاسحہ)

پکا۔ سورة المائدہ - ۱۷۱۔

قرآن مجید میں صرف ایک بار ذکر آیا ہے، حلال جانوروں کے سلسلہ میں، کہ تمہارے لٹکل پاکینہ جانور حلال ہیں، نیز شکاری جانور جو شکار پر چھوڑے جاتے ہیں ان میں سے تمہارے سکھائے ہوئے کا شکار۔

جانوروں کے شکار کرنے کے اور جو طریقے رائج ہیں، مثلاً بندوق سے شکار

نلے شکار، تیرے شکار، پھندے سے شکار، جال سے شکار، وغیرہ۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جو جانور خلقت شکاری ہیں، انہیں سدھا کر دو سکڑ حلال جانوروں پر چھوڑ دیا جائے۔ جنہیں وہ اپنے منہ یا پنجہ میں دبا کر لے آئیں، تو شریعت نے اس طریق شکار کو بھی جائز رکھا ہے۔ سکھے ہوئے، سدھے ہوئے، ٹریننگ پائے جانور کا فعل اصل شکاری کا فعل سمجھا جائے گا۔ اور فقہانے یہ سیکھے ہوئے کی قید صرف وحشی ہی جانوروں کے لئے نہیں بلکہ گھریلو جانوروں کے لئے بھی لازمی رکھی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ جانور خود سے چھپٹ کر نہ جائے بلکہ شکاری کے چھوڑنے پر چھپٹے۔

شکاری جانور درندے بھی ہیں، مثلاً کتا یا چیتا۔ اور پرندے بھی مثلاً باز یا شکار اور فقہاء نے تعلیم و ٹریننگ کا معیار کتے کے حق میں یہ رکھا ہے کہ سکھایا ہوا کتا شکار کو پکڑ کر خود نہ کھا جائے۔ اور باز کے حق میں یہ رکھا ہے کہ سدھے ہوئے باز کو جب آواز دی جائے تو وہ شکار کا پیچھا چھوڑ کر واپس آجائے۔ کتا شکار کو اگر خود کھانے لگے یا باز شکاری کے بلانے سے واپس نہ آئے تو یہی سمجھا جائے گا کہ جانور نے شکار مالک کے لئے نہیں خود اپنے لئے پکڑا ہے۔

شکرے اور باز کے ذریعہ سے شکار کا مشغلہ بہت پرانا ہے۔ حضرت مسیحؑ سے ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو ہزار سال قبل، چین اور بابل کے تمدنوں میں بھی اس کے ثبوت ملے ہیں اور اب بھی یہ مشغلہ عام ہے۔ بڑے بڑے شکرے اور باز اس کے لئے خاص طور پر پالے اور سدھائے جاتے ہیں۔ کتوں میں شکاری کتے ہماری تازی کتوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی گردنیں اور ٹانگیں بہت لمبی ہوتی ہیں اور دوڑ میں تیز رفتاری کے علاوہ ان کی قوت شامہ بھی بڑی تیز ہوتی ہے۔ شکاری بوبہت دور سے پا جاتے

ہیں۔ بعض قوموں میں بہرن، بارہ سنگھے، پاڑھے وغیرہ کا شکار جیتے سے کیا جاتا ہے۔
 جیٹا ایک خوفناک درندہ ہے مگر اس کام کے لئے سدھالیا جاتا ہے۔
 عہد عتیق میں باز کا نام دو جگہ آیا ہے۔ احبار۔ ۱۱-۱۴، ایوب ۳۹: ۲۶۔ کتے
 کا ذکر متعدد بار آیا ہے، مگر بطور شکاری جانور کے نہیں۔
 ملاحظہ ہو عنوان: مصلحین

(ال) جیاد۔ تیز رو گھوڑے، خاصے کے گھوڑے (جمع۔ واحد: جواد)

ج۲۔ سورۃ ص۔ ۳۷۔

قرآن مجید میں یہ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے اور وہ حضرت سلیمانؑ کے سلسلہ
 میں۔ ارشاد یہ ہوا ہے کہ ”وہ ذات قابل ذکر ہے جب ان کے سامنے اھیل تیز رو
 گھوڑے پیش کئے گئے۔“

گھوڑا دنیا کے مفید ترین و مشہور ترین جانوروں میں ہے اور عرب کے لوگ
 تو اونٹ کے بعد اسی سے سب سے زیادہ مانوس تھے۔ عرب کے گھوڑے آج تک
 مشہور چلے آتے ہیں۔ فلسطین و شام میں بھی کثرت سے پایا جاتا تھا۔ حضرت
 سلیمان علیہ السلام کے پاس سواری کے گھوڑے بارہ ہزار تھے۔ عہد
 عتیق میں ہے:-

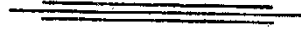
”اور سلیمان کی گاڑیوں کے گھوڑوں کے لئے چالیس ہزار تھان

تھے اور بارہ ہزار سوار تھے۔“ (۱۔ سلاطین۔ ۴: ۲۶)

غزوہ و جہاد وغیرہ خالص دینی اغراض کے لئے گھوڑے اگر اس سے زیادہ

تعداد میں بھی ہوتے، جب بھی کچھ تعجب نہ تھا اور سیر و تفریح وغیرہ جائز دنیوی اغراض کے لئے بھی گھوڑے کی سواری میں کوئی مضائقہ نہ تھا۔ ماہرین کا بیان ہے کہ حیوانات میں شریف ترین جانور، اور انسان کا بہترین رفیق گھوڑا ہی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: خیل، صافیات، عادیات



ح

حام۔ حامی۔ ایک قسم کا سانڈ اونٹ

پ۔ سورۃ المائدۃ۔ ع ۱۳۔

جس اونٹ کی پشت سے دس بچے ہو چلتے اور اپنی پوری عمر کو پہنچ جاتے، عرب جاہلی ایسے اونٹ کو سانڈ بنا کر چھوڑ دیتے اور پھر اس سے کوئی کام نہ لیتے۔ اصطلاح میں اس کو حامی کہتے۔ قرآن مجید نے اس غلط عقیدہ کی اصلاح کی اور بتایا کہ فلاں فلاں جانور کو حرام ٹھہرا لینا، یہ اپنے دل کی کڑھنی ہوئی چیز ہے، اللہ کی فرمائی ہوئی نہیں اور انھیں جانوروں کی فہرست میں نام حام کا بھی لیا۔ بس اسی ایک مقام پر قرآن میں یہ نام آیا ہے۔

اونٹ کے لئے ملاحظہ ہوں عنوانات: ابل، بعیر، جل، جملت، فاقۃ

حماس
گدھا
(ال، حماس)

پ۔ سورۃ البقرۃ ع ۳۵۔ پ۔ سورۃ الجمعة۔ ع ۱۴۔
یہ لفظ دو جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ ایک مقبول بندہ کے سلسلہ میں، کہ ان کو

کسی مصلحت تکوینی سے، ایک طویل عرصہ کے لئے مردہ کر دیا گیا تھا، اور اس کے بعد انھیں جلا کر ان سے کہا گیا کہ اپنے (سواری کے) گدھے کو تم دیکھو کہ ہم اس کے ڈھانچے کو پھر کس طرح درست کرنے اور اس پر گوشت پوست چڑھاتے ہیں۔ صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ شام، عراق، فلسطین وغیرہ میں بھی گدھے کی سواری معیوب نہیں معزز سمجھی جاتی ہے اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ دونوں پیغمبروں کا اس پر سوار ہونا ثوابت ہی ہے۔ یہ بزرگ مذکور فی القرآن بھی اپنے ملک کے حسب رواج گدھے ہی پر سوار رہے ہوں گے۔

دوسری جگہ قرآن میں اس کا ذکر شبیہی حیثیت سے اس سیاق میں ہے کہ جب علم سے کام ہی نہ لیا جائے تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ یہود کے ذکر میں موقع ذم پر آتا ہے کہ ”جن لوگوں کو توریت عطا کی گئی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتے، ان کی مثال گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں اور وہ انھیں سمجھتا بوجھتا خاک نہیں۔“ گدھا ہندوستان و پاکستان کا ایک مشہور چوپایہ ہے، رنگ اکثر خاکستری، اور کبھی سفید۔ اپنی بد فہمی اور بلادیت ذہن کے لئے مشرقی قوموں میں ضرب المثل کا درجہ حاصل کئے ہوئے۔ باربرداری بھی اس کا ایک امتیازی وصف ہے مصر، شام، عرب، عراق وغیرہ میں باربرداری اور سواری دونوں کے کام آتا ہے۔ ان ملکوں میں شرفاء و معززین بھی بے تکلف اس پر سوار ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی بڑی اور موٹی قسمیں دو ہیں ایک جنگلی یا وحشی۔ دوسری اہلی یا پالتو۔ اور پھر اور ضمنی اور نمٹانی قسمیں بہت سی ہیں۔

بعض قوموں میں اسے مقدس بھی سمجھا گیا ہے۔ بلکہ رومی مشرکوں نے تو اس کی

پرستش یہود کی جانب منسوب کی ہے اور بعض یہود نے گدھے سے نہایت بیہودہ کنائے مسیحیوں کی جانب کئے ہیں۔ اردو میں گدھے کو بیوقوف کے مترادف سمجھا گیا ہے اور گدھا، خفگی کے موقع پر بطور ہلکی گالی کے استعمال ہوتا ہے۔ دھوبی اور گھسار کے گدھے بھی ہمارے ہاں مشہور ہیں۔ بوجھ اٹھانے کی قوت اس میں بہت ہوتی ہے اور گرم ملکوں میں یہ بار برداری کے لحاظ سے گھوڑے سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

گدھی کا دودھ بقول اطباء یونانی تاثیر میں بہت ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور بعض امراض خصوصاً دق میں بہت مفید مانا گیا ہے۔ ڈاکٹر ٹی تحقیق میں اس میں پانی اور شکر کا جزو کثرت سے ہوتا ہے۔ اس کے چمڑے سے جوئے بنتے ہیں اور ڈھولکیں منڈھی جاتی ہیں جنگلی گدھے کا گوشت ایران وغیرہ میں بہت لذیذ سمجھا گیا ہے اور اکثر اسی غرض سے اُس کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بچے حمل میں پورے ایک سال کا زمانہ لیتے ہیں۔ اس کی غذا گھوڑے ہی کی طرح گھاس ہے۔ لیکن گھوڑا اس سے لطیف تر قسم کی گھاس چاہتا ہے اور یہ موٹی چھوٹی سہر گھاس پر بسر کر لیتا ہے۔ جنگلی گدھا جواب صرف مہرے افریقہ اور تبت اور منگولیا میں پایا جاتا ہے، بلاکاتیزر ہوتا ہے، اور چستی اور بے خوفی میں اپنی نظیر آپ۔ ان چیزوں میں اس اہلی گدھے کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔

توریت و انجیل دونوں میں اس کا ذکر کثرت سے آیا ہے، سواری کے سلسلہ میں بھی اور بار برداری کے سیاق میں بھی۔ ”خرعی“ فارسی اور اردو میں ضرب المثل کا درجہ اختیار کئے ہوئے ہے اور توریت کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے جب اہل و عیال سمیت مدین سے مہر کا سفر کیا ہے تو سواری میں گدھا ہی تھا۔ ”تب موسیٰ نے اپنے جوڑو اور بیٹوں کو لیا، اور انھیں ایک گدھے پر بٹھایا

اور مصر میں پھر آیا۔“ (خروج: ۳۰-۲۰)
ملاحظہ ہوں عنوانات: حملاً وحملاً

حملاً۔ گدھے (جمع۔ واحد) صیر

ب۔ سوماۃ المدثر۔ ۲۷۔
مشرکین عرب کے ذکر میں ہے کہ یہ قرآن اور رسول سے یوں بھاگتے ہیں جیسے
غیر کے ڈر سے بدکتے ہوئے گدھے۔
عام طور سے جو گدھے پائے جاتے ہیں وہ اہلی اور پالتو قسم کے ہیں، اور ان کی
بزدلی ایک مشہور و معروف واقعہ ہے۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: حملاً وحملاً

حمولۃ۔ بوجھ اٹھانے والے (بڑے قد کے جانور)

ب۔ سوماۃ الانعام۔ ۱۷۔
قرآن مجید میں یہ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے اس سیاق میں، کہ چوپایوں میں بڑے
قد کے جانور بھی ہیں اور چھوٹے قد کے بھی۔
حمولۃ سے مراد ایسے جانور لائے گئے ہیں جو سواری اور بار برداری کے قابل خاص
طور پر ہوں، الرکوبۃ والحمولۃ لمایحمل، مفردات۔ راغب، اور اس لئے
قدرة بڑے قد کے بھی ہوں، جیسے اونٹ یا گھوڑا یا بیل۔
فروش اس کے مقابل ایسے جانوروں کو کہا گیا ہے جو صرف دودھ وغیرہ کے

کام کے ہوں اور اس لئے چھوٹے قد کے ہوں۔ مثلاً بکری یا بھیڑ۔

دال، حمیلو۔ گدھے (جمع۔ واحد: حمرا)

پکا۔ سورۃ النحل ۷۰ ۱۔ ۲۴۔ سورۃ لقمان ۲۴
قرآن مجید میں ایک جگہ یہ لفظ سواری کے دو سکے چوپایوں کے ساتھ اور ان پر عطف ہو کر آیا ہے، کہ اللہ نے تمہارے لئے گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے ہیں) اور سیاق لطف و انعام کا ہے۔

اور دوسری جگہ حضرت لقمان کی تقریر میں آیا ہے کہ 'اے بیٹا اپنی آواز میں اعتدال رکھنا، کہ بدترین آواز تو گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔ جو بے ساختہ چیخنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اس کی سامعہ خراش بد آوازی ایک مسلم و متعارف واقعہ ہے۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: حماس، حمرا

حنید۔ بھنا ہوا، تلا ہوا۔

۱۲۔ سورۃ ہود ۷۰ ع۔
حضرت ابراہیم کے ذکر میں ہے کہ آپ کے پاس جب نو وارد بطور مہمان آئے، تو آپ نے ان کے آگے ایک بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا۔ بچھڑے کا گوشت لذیذ بھی ہوتا ہے اور مفید بھی۔ فلسطین، شام، عراق وغیرہ میں ضیافت کے موقعوں پر اس کا رواج بھی تھا۔

توریت میں بھی یہی ذکر موجود ہے :-

۷۳

”اور ابراہام گئے کی طرف دوڑا، اور پھر ایک موٹا تازہ بچھا لاکر ایک جوان کو دیا اور اس نے جلد اسے تیار کیا۔ پھر اس نے گھی اور دودھ اور اس بچھڑے کو جو اس نے پکوا یا تھا لے کے ان کے سامنے رکھا۔“
(پیدائش - ۱۸: ۸)

(ال، حوایا - انتزایاں (جمع - واحد: حویہ)

پٹ - سورة الانعام - ۱۸۴

اسرائیلیوں کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ان پر ہم نے گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی تھی، مجھ اس چربی کے جوان کی پشتوں اور انتزیوں میں لگی ہوئی ہو۔
انسان کی طرح حیوانات کے بھی نظام ہضم اور تغذیہ میں بڑی اہمیت ان کی انتزیوں کو حاصل رہتی ہے۔

جانوروں کی چربی کی حرمت کا ذکر توریت میں تفصیل سے آیا ہے۔ اجار ۱۴: ۲۳ وغیرہ۔

(ال، حوت - مچھلی

پٹ - سورة الكهف ع ۹ (دوبار)

پٹ - سورة الصافات ع ۵

پٹ - سورة القلم ع - ۳

مچھلی مشہور ترین آبی جانور ہے۔ قرآن مجید میں یہ نام چار جگہ آیا ہے۔ دو جگہ

تو اس سیاق میں کہ حضرت موسیٰؑ کو ان کے جن معاصر بزرگ سے ملنے کی ہدایت ہوئی تھی، ان کے ملنے کے سلسلہ میں پتا پھلسلی ہی کا بتایا گیا۔ چنانچہ ایک خاص منزل سفر پر پہنچ کر وہ اور ان کے خادم پھلسلی ساتھ لینا بھول گئے، اور جب آگے بڑھ کر خادم کو یاد آیا، تو انہوں نے ڈرتے ڈرتے عرض کی ہے کہ پھلسلی تو فلاں مقام پر مجھ سے بھولے سے رہ گئی۔ تیسری جگہ یہ ذکر ہے کہ ایک پھلسلی حضرت یونسؑ پریم کو زندہ نکل گئی تھی چوتھے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ تاخیر عذاب سے گھبرا کر کہیں آپ ان پھلسلی والے (حضرت یونسؑ) کی طرح نہ ہو جائیے گا۔

اسرائیلی جہاں جہاں آباد رہے، وہاں کے دریاؤں، ندیوں، سمندروں میں عموماً پھلسلیاں کثرت سے پائی گئیں، اور اسرائیلیوں کی بڑی مرغوب غذا بھی رہی ہیں۔ اس لئے قدرتاً ان کا ذکر توریت اور انجیل میں کثرت کے ساتھ موجود ہے۔ پھلسلی کے انڈے اور بچے بڑی کثرت سے ہوتے ہیں، چنانچہ ان کتابوں میں کثرتِ اولاد کے سلسلہ میں تشبیہی حیثیت سے بھی پھلسلی کا ذکر آیا ہے۔

پھلسلی متعدد مشرک قوموں میں مقدس مانی گئی ہے، اور متعدد قوموں نے اس کی پرستش کی ہے چنانچہ اہل فلسطین دیون (Dagon) کے نام سے جس پھلسلی دیوتا کی پرستش کرتے تھے، اس کا ذکر عہدِ شتیق کے صحیفوں میں تفصیل سے آیا ہے۔ دمشق قاضیوں ۳: ۱۳ میں یا ۱: سموئل ۵: ۵ (م میں) بابل میں ان دیوتا کی شکل یہ تھی کہ نیچے کا دھڑ پھلسلی تھا اور کمر سے اوپر کا دھڑ ان کا تھا۔ ہندوستان میں بھی ایک وشنو اوتار پھلسلی کے قالب میں ہوئے ہیں۔ قدیم مسیحی کنیسوں میں حضرت مسیح کو بھی پھلسلی کی شکل میں دکھایا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ منقول ہے کہ یونانی رسم خط میں

مسح کے القاب تعظیمی ”یسوع مسیح ابن اللہ و شافع“ کے حروف دی ہی ہیں جو اس زبان میں مچھلی کے ہیں۔

مچھلی دنیا کے مختلف دریاؤں اور سمندروں میں ہر قامت و حسابت کی پائی گئی ہے۔ بعض اتنی چھوٹی کہ ان پر دھوکہ پتنگے یا مکوڑے کا ہوا اور بعض اتنی قوی ہیکل اور عظیم الجثہ کہ ہاتھی کو مات دے دے۔ وہیل مچھلی اور شارک مچھلی کی ٹکر کشتیوں بلکہ جہازوں تک کے لئے خطرناک سمجھی گئی ہے۔ بعض مچھلیاں چربی سے لدی ہوتی ہیں، اور بعض بالکل سوکھی ہوئی۔ ذالقتہ کے لحاظ سے بھی مچھلیوں کے گوشت مختلف ہوتے ہیں۔ ماہرین کا بیان ہے کہ مچھلی قوت سامعہ سے بڑی حد تک محروم ہے البتہ اس کے مقابلہ میں اس کی قوت لامسہ غیر معمولی طور پر تیز ہوتی ہے۔

مچھلی غذا کے کام بڑی کثرت سے آتی ہے اور لذیذ مرغوب عام ہونے کے علاوہ مقوی بھی تسلیم کی گئی ہے بعض بعض خطوں علاقوں کی تو اصل غذا مچھلی ہی ہے۔ دیالی اور سمندری علاقوں میں ان کی تجارت بڑے دور دراز ملکوں تک ہوتی رہتی ہے۔ شریعت اسلامی نے مٹھ کی طرح مچھلی کا بھی بلاذبح کھانا درست رکھا ہے۔ مچھلی کا شمار جانوروں میں ہے جن کا خون بجائے گرم کے سرد ہے۔ مچھلی کی قسمیں ماہرین کے شمار میں اب تک تیرہ (۱۳) ہزار آچکی ہیں اور ان کی شکل و صورت میں تنوع کی کہنا چاہئے کوئی حد ہی نہیں، بعض بالکل سانپ کی سی، بعض بالکل دو سر جانوروں کی شکل کی۔ اور یہی حال ان کے رنگ کا ہے کوئی کسی رنگ کی، کوئی کسی رنگ کی۔ ان کی بعض قسمیں اڑنے والی ہوتی ہیں، اور ایسی کہ جو خشکی میں آکر درختوں پر چڑھ جاتی ہیں۔ اور ان کی غذا پانی کے علاوہ نباتات بھی ہے۔ بعض مچھلیاں گوشت

بھی کھاتی ہیں اور بعض کا گزارہ دوسری مچھلیوں کو کھا کر ہوتا ہے۔
غذائے علاوہ بھی مچھلی انسان کے اور بہت کام آتی ہے۔ اس کا روغن مختلف
طبی اور صنعتی مصروفوں میں آتا ہے اور ایک خاص قسم کی مچھلی (کاڈ) کے جگر کا تیل
تو ایک مشہور ڈاکٹری دوا سینہ کے امراض کے لئے ہے۔ مچھلی کا کاروبار اس
دنیا کی عظیم ترین تجارتوں میں سے ہے۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: حیتان و نون

حیۃ۔ سانپ

سورۃ طہ - ۱۷

سانپ کے لئے عربی میں متعدد نام ہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں ایک ہی جگہ آیا
ہے جہاں حضرت موسیٰؑ کو عطائے منصب نبوت کے وقت، وادیٰ امین میں حکم
ہوتا ہے کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو ”تو وہ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ عصا ایک دوڑتا
ہوا سانپ ہے“

سانپ مصر کا ایک مقدس دیوتا تھا، اور وہاں اس کی پرستش جاری تھی۔
مصریوں سے خالطہ و مقابلہ کے وقت یہ سانپ کا معجزہ عسلے موسیٰ کو عطا
ہونا بڑی معنویت رکھتا تھا۔

اسرائیلی روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت آدم کے اغوا کے لئے شیطان
جب جنت میں داخل ہوا ہے تو سانپ ہی کے قالب میں تھا، اور اسی نے حضرت
حواء کے توسط سے حضرت آدم کو گمراہ کیا۔ اور یہ تصریحات توحید توریت میں موجود

ہیں کہ :-

”سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدائے بنایا تھا ہو شیار تھا.... تب خداوند خدائے عورت سے کہا کہ تو نے کیا کیا عورت ہوئی کہ سانپ نے مجھ کو بہکا یا تو میں نے کھایا۔ اور خداوند نے سانپ سے کہا، اس واسطے کہ تو نے بدنام کیا ہے تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں کو ملعون ہوا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور عمر بھر خاک کھائے گا، اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا، وہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اس کی اڑی کو کاٹے گا۔“

(پیدائش ۳: ۱۵)

اس سے ظاہر ہے کہ سانپ توریت کے عقیدہ کے مطابق ایک ملعون جانور ہے اور اس کے اور انسان کے درمیان دشمنی ابدی ہے۔ اسلام میں کوئی عقیدہ اس قسم کا نہیں۔ پرستش دنیا میں بہت سے جانوروں کی ہوئی ہے لیکن سانپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا جانور پوجا نہیں گیا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: ثعبان و حیان

حیتان - مچھلیاں (جمع - واحد: حوت)

پٹ - سورۃ الاعراف ۷۱ - ۷۲

یہ لفظ ایک ہی جگہ وارد ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کی مسلسل نافرمانیوں کے سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ سمندر کے کنارہ ایک مقام پر احکام سبت کی خلاف

ورزی کر رہے تھے، جب کہ عین سبت ہی کے دن مچھلیاں ان کے پاس آئی تھیں۔
 شریعت یہودی میں سبت (سینچر) کے دن ہر قسم کا شکار ممنوع تھا، چنانچہ مچھلی کا بھی۔
 لیکن یہ لوگ ایک حیلہ کر کے عین سبت ہی کو مچھلی کا شکار کیا کرتے۔ مفسرین کا بیان
 ہے کہ یہ مقام ایلہ تھا۔ ایلہ وہی مقام ہے جسے موجودہ جغرافیہ و نقشہ میں عقبہ کہتے ہیں۔
 بحر احمر کے شمالی و مشرقی گوشہ میں خلیج عقبہ کے کنارے۔
 مچھلی کا شکار اب تو ایک مستقل فن ہو گیا ہے اور اس کے بیسیوں طریقے نکل
 آئے ہیں۔ رواج ان کا شروع سے چلا آ رہا ہے۔
 ملاحظہ ہو عنوان: حوت

خ

خوٹوم - سوٹڈ، ناکڑا

۲۹۔ سومۃ القلم، ع ۱۔

لفظی معنی سوٹڈ کے ہیں جو ہاتھی کے ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے مجازاً اسے ایک کافر کی ناک کے لئے، اس کی تحقیر کے موقع پر استعمال کیا ہے، یعنی ہم عنقریب اس کے ناکڑے کو داغ لگائیں گے۔

اہل زبان کا بیان ہے کہ یہ توہین و رسوائی کی غرض سے ہے۔ سَتَّىٰ اَنْفَهُ خُطْمًا استقباحاً لہ (راغب)۔ اردو محاورہ میں ایسے موقع پر بجائے ناک کے، ناکڑا بولتے ہیں۔

ہاتھی ایشیا اور افریقہ کا جانور ہے۔ دونوں کی ساخت مختلف ہوتی ہے۔ اور یہ اختلاف دونوں کی سوٹڈوں میں بھی نمایاں ہے۔ افریقی کی سوٹڈ کھردری ہوتی ہے اور ایشیائی کی چکنی۔ ہاتھی اپنے اکثر کام سوٹڈ ہی سے لیتا رہتا ہے اور یہ بڑی حد تک اس کے ہاتھ کا کام دیتا ہے۔
ملاحظہ ہو عنوان ذیل

خلق کل دابة من مایہ۔ دالہ نے ہر چلنے والے جانور کو پانی سے پیدا کیا

۳۰۔ سومۃ النور، ع ۵۔

اس سے ملتی ہوئی ایک آیت بک سورۃ الانبیاء میں گزر چکی ہے (آیت ۳) لیکن جانوروں کی صراحت اسی سورۃ النور کی آیت میں ہے۔ ارشاد یہ ہوا ہے کہ اللہ نے ہر چلنے والے جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے۔

اب ماء (پانی) کا لفظ عام ہے۔ مراد مطلق پانی سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس صورت میں بارش کے پانی سے چھوٹے بڑے ہر جانور کا براہ راست یا بالواسطہ مستفید ہونا ظاہر ہی ہے۔ اہل تفسیر میں سے ایک گروہ نے بھی مطلق پانی سے مراد لی ہے۔ اسے خلقنا من الماء کل حیوان (کشاف)

دوسری مراد نطفہ، جوانی سے بھی ہو سکتی ہے۔ تو اس سے بھی ہر جانور کا وجود میں آنا ایک مشابہہ کی چیز ہے۔ مفسرین کا ایک گروہ ادھر بھی گیا ہے۔ قال قطرب وجماعۃ المراد بالماء النطفۃ (روح)

حیاتیات کی جدید تحقیق کے لحاظ سے ہر جاندار کی ترکیب میں اصلی عنصر ”پروٹو پلازم“ ذخیرہ صائیہ کا ہوتا ہے۔ یہ اگر مان لیا جائے، تو اس جوہر میں بھی حصہ غالب پانی ہی کا ہوتا ہے۔

عربی محاورہ میں لفظ ”کل“ صرف عموم یا بہت بڑی اکثریت کے لئے آتا ہے، اس لئے اگر کسی خاص جاندار کی پیدائش اس عام قاعدہ سے الگ نکلے، تو وہ اس عموم قانون کے منافی نہیں۔

(ال) خنازیر۔ سور (جمع۔ واحد: خنزیر)

پ۔ سورۃ المائدۃ۔ ۹۷

لفظ ایک ہی جگہ آیا ہے۔ کسی مفضوب قوم کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا۔
 (مسخ معنوی و صوری کی بحث الگ ہے، اس کا اس کتاب کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔)

ملاحظہ ہو عنوان: خنزیر

(ال) خنزیر۔ سور

پ۔ سورۃ البقرة ۲۱ ع۔ پ۔ سورۃ المائدة ۱۴

پ۔ سورۃ الانعام ۱۸ ع۔ پ۔ سورۃ النحل ۱۵

سور ایک معلوم و معروف گندہ جانور ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر چار موقعوں پر آیا ہے اور چاروں مرتبہ حرمت ہی کے سلسلہ میں۔ پہلی باریہ کہ ”اللہ نے تمہارے اوپر مردار اور خون اور گوشت خنزیر حرام کیا ہے۔“ دوسری بار بھی خفیف لفظی تغیر کے ساتھ یہی کہ ”تمہارے اوپر حرام کئے گئے ہیں مردار اور خون اور گوشت خنزیر، تیسرے موقع پر اسی حرمت حیوان ہی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ”کھانے کی چیزوں میں حرام تو بس یہی کی گئی ہیں، مردار ہوا، بہتا ہوا خون ہوا، گوشت خنزیر ہوا، کہ وہ بالکل گندہ ہے۔“ چوتھے موقع پر پھر پہلی مرتبہ کی طرح ارشاد ہوا ہے کہ ”اللہ نے تمہارے اوپر مردار اور خون اور گوشت خنزیر کو حرام کیا ہے۔“

گو حرمت کا اعلان چار چار مرتبہ صراحت کے ساتھ اور ایک مرتبہ اس اضافہ کے ساتھ کہ ”لانہ یرجس“ (وہ تمام تر گندہ ہے یا اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام

کی نظر میں یہ جانور گندگی مجسم ہے۔ اس کی گندگی یہودیت اور مسیحیت کو بھی مسلم ہے چنانچہ توریت میں اس قسم کی صراحتیں موجود ہیں۔

”..... اور سور کہ کھڑ اس کا دوحہ ہوتا ہے اور اس کا پاؤں چرا ہے، پر وہ جنگلی نہیں کرتا۔ وہ بھی تمہارے لئے ناپاک ہے۔ تم ان کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ اور ان کی لاشوں کو نہ چھوئو کہ یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں“

(اجبار ۷: ۱۱ نیز استثناء ۸: ۱۴)

اور یہاں ہی کے قفقہ میں پیمبر کی زبان سے ایک ”سرکش“ اور مغضوب قوم کا ذکر کر کے اس کی یہ عادت بتائی ہے کہ ”وہ سوروں کا گوشت کھاتی تھی“ (۶۵: ۴) نیز ۶۶: ۱۷-۱۸ اسی طرح صحیفہ اشمال سلیمانی میں سور کا نام جس سیاق میں آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحفیر کے موقع پر یہ نام ضرب المثل تھا۔

”شکیل عورت جو بے امتیاز ہو ویسی ہے جیسے سونے کی تھ سور کی نتھی ہیں“ (۶۶: ۱۱) اور جیوش انٹیکلوپڈیا (جلد ۱ ص ۶۹) میں تالمود کے حوالوں سے ذکر ہے کہ شریعت یہود میں سور کا پالنا رکھنا، سب حرام تھے۔ اور یہ جانور گندگی کا مجسمہ خیال کیا ہے۔

انجیل میں تین جگہ سوروں کا ذکر اس حیثیت سے ہے کہ حضرت مسیح نے بدوؤں (شیاطین) انھیں کے قالب میں داخل کی ہیں۔ متی ۸: ۳۲، مرقس ۵: ۱۳، لوقا ۸: ۲۲۔ اور انجیل ہی میں حضرت مسیح نے بے دینوں کی تشبیہ سوروں سے دی ہے۔

”پاک چیزیں کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا

نہ ہو وہ انھیں پاؤں کے نیچے روندیں اور پلٹ کر تمھیں پھاڑیں۔“

(متی ۷: ۶)

قدیم قوموں میں مصری اور فینیقی بھی سور کو ایسا ہی نجس سمجھتے تھے، اور فلسطین کے مسیحی بھی عموماً آج تک یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ دہیٹنگر کی ڈکشنری آف دی بائبل جلد ۴ ص ۶۳۳۔

خود انگریزی زبان میں اس کے لئے جو چلے ہوئے الفاظ ہیں وہ سب مجازاً تحقیر کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

یہ جانور جیسا بد شکل ہوتا ہے ہر شخص پر روشن ہے۔ نجاستوں پر بسر کرتا ہے اس کا گوشت خاص طور پر مضر صحت اور مُورثِ امراض ہے۔ مگر باوجود اس کے فرنگیوں کی میز پر بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے، اور ڈبوں میں بند ہو ہو کر دنیا کے مختلف حصوں میں خوب بکنا رہتا ہے۔

خواس۔ گائے یا بیل کی آواز۔ بھیں بھیں۔

۶۔ سوۃ الاعراف، ۲۸ ع۔ ۷۔ سوۃ طہ، ۷ ع۔

قرآن مجید میں ذکر صرف دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ اس سلسلہ میں کہ سامری نے حضرت موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے لئے بچھڑے کی جو طلائیٰ مورتی بنائی تھی وہ محض ایک جسم تھا جس کے اندر سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ جیسے آج بھی بہت سے بولتے ہوئے کھلونے ہوتے ہیں۔

(ال) خیل - گھوڑے، سوار د اسم جمع

خیل (لک) - (تیرے) گھوڑے مجازاً تیرے سوار

- پ۔ سورۃ ال عمران، ع ۲ - پنا۔ سورۃ الانفال، ع ۴
 پنا۔ سورۃ النحل، ع ۱ - پنا۔ سورۃ بنی اسرائیل، ع ۷
 پنا۔ سورۃ الحشر، ع ۱

قرآن مجید میں یہ لفظ پانچ جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ نفس بشری کے مرغبات و محبوبات کے سلسلہ میں، کہ انسان کو محبوب یہ چیزیں ہوتی ہیں، بیویاں، بیٹے، سونے چاندی کے ڈھیر، نشان پڑے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیت پات۔ دوسری جگہ مسلمانوں کو یہ حکم ملا ہے کہ دشمنان دین سے مقابلہ کے لئے اور ان پر اپنی ہیبت طاری رکھنے کے لئے سامان تیار رکھو اپنی قوت سے اور پہلے ہوئے گھوڑوں سے تیسرے موقع پر یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے ہیں، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور وہ تمہارے لئے زینت کا بھی کام دیں۔ چوتھی جگہ ذکر ابلیس کے مکالمہ کا ہے، جب وہ جنت سے نکالا گیا ہے، اس وقت اس سے ارشاد ہوا، کہ تو ہمارے بندوں پر اپنے سواروں اور پیادوں سمیت چڑھ دوڑنا۔ پانچویں جگہ

لہ یہی لفظ واحد کے معنوں میں بھی آجاتا ہے۔ الخیل جماعۃ للافشاش ولا واحد لہ من لفظہ وهو مؤنث سماعی (د۔ ج)

غزوہ بنی نضیر کے سلسلہ میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اس میں تو تمہیں اتنی دولت خود بخود ہاتھ لگ جائے گی، بغیر اس کے کہ تم گھوڑے دوڑاؤ یا اونٹ۔
قرآن مجید کے یہ پانچوں مقامات کسی قدر تفسیر طلب ہیں۔

(۱) الخیل المسومة (ال عمران)

گھوڑے یوں بھی ان ان کے لئے ایک قابلِ قدر جائیداد ہیں اور پھر جو گھوڑے نشان زدہ یا نمبر پڑے ہوں، گھوڑ دوڑ میں کام آئیں۔ پولو (چوگان) کے میدان جیت سکیں۔ جنگ میں سوار فوج کی خدمت انجام دے سکیں۔ ان کی قدر و قیمت اور اہمیت کا کیا کہنا۔ ان کو ایسی دولت ہمیشہ عزیز رہی ہے اور آئندہ بھی عزیز رہے گی یہ اشارہ اسی ظرف ہے۔

(۲) سرباط الخیل۔ (الانفال)

ایسے گھوڑے جو سرحد پر چوکی پہرے کے کام آئیں۔ دشمنوں سے مقابلہ کے لئے ضرورت تو بہت سے سامان کی پڑتی ہے۔ اس عموم میں مرتبہ مخصوص و امتیاز فوجی ٹریننگ پائے ہوئے، سارے ہوئے گھوڑوں کو حاصل ہے۔ مشینی دور سے پہلے تو عسکری قوت و تنظیم کا مدار بہت بڑی حد تک سواروں ہی کی قوت و تنظیم پر تھا، لیکن اب بھی فوج میں (Cavalry) گھوڑ چڑھے دستوں کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا حال کوئی فوج ہی کے سرداروں سے پوچھے۔ جنگ جرمنی (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) بلکہ جنگ عمومی (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) تک میں بار بار اس کے تجربے

ہو چکے۔

(۳) الخیل والبغال۔ (النحل)

سواری اور اس سلسلہ کے سارے متعلقات میں انسان کے کام آنے والے جانوروں میں سب سے بڑھ کر گھوڑا اور بچہ اور گدھا ہی ہیں اور ان تینوں میں بھی نمبر اول پر گھوڑا ہے۔ قدرۃ اسی لئے قرآن مجید نے بھی محل انعام پر اسی کو سب سے اول رکھا ہے۔ سواری و بار برداری کے سلسلہ میں بھی اور تحمل و آرائش کے سلسلہ میں بھی۔ دَوْنِيَّةٌ

(۴) بخيلك، ورجلك (نبی اسرائیل)

ابلیس جب اپنی صریح نافرمانی کی پاداش میں مردود ہوا ہے، تو اسے اپنی قوت اغوا کا بڑا زعم تھا۔ اس وقت اس سے ارشاد ہوا کہ اچھا تو ہمارے بندوں پر اپنے سواروں اور پیادوں چڑھا لا، یہ بھی کر کے دیکھ لے۔ یہاں بخیل، گھوڑے کے معنی میں نہیں، بلکہ رَجِل (پیادے) کے مقابل، سوار کے معنی میں ہے۔ اور لغت میں خیل کے معنی گھوڑے اور سوار دونوں کے ہیں۔ و الخیل فی الاصل اسم للافراس والفسان (راغب)، اور پورا فقرہ اپنے لفظی معنی میں نہیں، بلکہ محض مجازاً استعمال ہوا ہے۔ محاورہ میں اس سے مراد مطلق لشکر ہوتی ہے۔ امام رازیؒ کے الفاظ میں المراد منه ضرب المثل كما تقول للرجال المجد في الامر جئت بخيلك ورجلك وهذا الوجه اقرب (کبیر)، اور اہل لغت نے بھی یہی معنی قبول کر لئے

ہیں۔ تاج العروس میں ہے وقد جاء في التفسير ان خيله كل خيل تسعي في معصية الله ورجله كل ماش في معصية الله۔ جیسے اردو میں کہا جائے کہ تو ان پر اپنا حمل پوری طرح کر دیکھ۔

اور اگر کوئی یہی معنی لے کہ شیطان سوار ہو کر آتا ہے تو اس کے بھی امتناع پر کوئی دلیل نہیں۔

تابعین بلکہ بعض صحابیوں سے، ایک تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ دنیا میں جو بھی سوار اور جو بھی پیادے معصیت کی راہ میں چلتے ہیں، یہ سب شیطان ہی کے سوار اور پیادے ہیں۔

عن ابن عباس ومجاهد وقتادة كل ساجل او ماش اثم معصية الله من الالف والجن فهو من ساجل الشيطان وخيله (جصاص، فعلى هذا التقدير خيله ورجله كل من شاركه في الدعاء الى المعصية۔ (دکبر)

(۵) مِنْ خَيْلٍ وَلَا سِرْكَابٍ۔ (الحشر)

سیاق غزوہ بنی نضیر کا ہے اور اس سلسلہ میں مسلمانوں سے ارشاد ہوا ہے کہ تمہیں تو یہ فتح مفت ہاتھ لگ گئی اور اتنا مال حاصل ہو گیا نہ تمہیں تو گھوڑے دوڑانے پڑے تھے اور زاونٹ۔ یعنی کوئی خاص مشقت اٹھائے بغیر اتنی کامیابی حاصل ہو گئی۔

گھوڑا دنیا کا ایک معروف ترین جانور ہے۔ خوبصورت، خوشنما، جسم کا سٹول

انسانی ضرورتوں کے لئے نہایت درجہ کارآمد، اور حیوانی دنیا میں انسان کا بہترین رفیق صحرائی یا جنگلی قسم کا گھوڑا اب صرف منگولیا کے دشت و ریگزار میں پایا جاتا ہے۔ بانی دنیا کے ہر حصہ میں اہلی یا پالتو ہی گھوڑے کے انواع و اقسام ملتے ہیں۔ جہاں تک سواری کا تعلق ہے، گھوڑا انسان کی ران سواری کا بھی کام دیتا ہے اور اس کی طرح طرح کی گاڑیاں بھی گھسیٹتا ہے، بار برداری کے بھی کام آتا ہے اور بعض ملکوں میں بیل اور اونٹ کے بجائے زراعت کے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ مثلاً ہل چلاتا ہے، پانی کے پرحینچتا ہے وغیرہ۔ اور بنجر خالص برفانی علاقوں کے انسان کا وجود اس دنیا کے جس جس حصہ میں ہے وہاں گھوڑا بھی پایا جاتا ہے۔

گھوڑے جسامت کے لحاظ سے مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض بڑے قد اور اور قوی ہیکل چھ بلکہ سات سات فٹ کے اور بعض بہت چھوٹے قد کے، جو ٹانگیں اور ٹوکھلاتے ہیں۔ تین تین فٹ کے بلکہ اس سے بھی کم کے اور قد و قامت ہی کی طرح اس کے رنگ میں بھی نہایت درجہ تنوع پایا جاتا ہے۔ سیاہ، تیلیا، سفید، ابلق، سرخ، بادامی سب ہی رنگ کے پائے گئے ہیں۔ اصطلاحی نام سبز، مشک، فقرہ وغیرہ ہیں۔ اولیٰ قسم کے گھوڑے لدو کہلاتے ہیں۔ گھوڑے کا خاص وصف اس کی تیز رفتاری ہے۔ ماہرین کا بیان ہے کہ اس کے جسم کی ساخت ہی ایسی رکھی گئی ہے جو اسے دوڑنے میں بہت تیز رکھ سکے، اور جب تک ریل اور مشینی سواریاں ایجاد نہیں ہوئی تھیں، انسان کے لئے تیز ترین سواری یہی تھی۔

گھوڑے کی اوسط عمر ۱۸-۲۰ سال ہے اور اس کی عمر کا اندازہ اس کے دانتوں سے کیا جاتا ہے۔ گھوڑا انسان کا بہترین رفیق شاید تاریخ کے ہر دور اور دنیا کے ہر ملک

میں رہا ہے۔ اس عوم میں عرب کو ایک خاص جھڑپ مل رہی ہے۔ عربوں کا بہترین رفیق اونٹ کے بعد اگر کوئی جانور ہے تو یہی گھوڑا ہے اور عربی گھوڑے کا نام آج تک مشہور چلا آ رہا ہے۔ اس کے دانت شمار میں ۳۴ سے چالیس تک ہوتے ہیں اور اس کی اصل غذا اچھی اور تازہ گھاس ہے، جسے وہ بڑی مقدار میں کھاتا رہتا ہے۔ گھاس کے علاوہ غلہ بھی کھاتا ہے ہندوستان میں عام روئے کا دروہنہ لکھے۔ فرنگی ملکوں میں دوسرے غلے دیئے جاتے ہیں۔

فرعون نے جب موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلیوں کا تعاقب کیا ہے تو وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اسی حال میں ڈوبا ہے تو ریت میں اس کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے، صمدباری کے سلسلہ میں کہ :-

”اس نے گھوڑے کو اس کے سوار سمیت دریا میں ڈال دیا“ (خروج ۱۵: ۲۱، ۲۲) اسی طرح کوئی دس جگہ اور گھوڑے کا ذکر توریت اور عہد عتیق کے دوسرے صحیفوں میں آیا ہے۔ متعدد قوموں میں گھوڑا مقدس سمجھا گیا ہے۔ خصوصاً یونان، ایران و ہندوستان میں۔ اس کی قربانی بہت اہم سمجھی گئی ہے۔ ہندوستان میں اس کی قربانی کا بڑا جشن منایا جاتا ہے۔ اور سفید گھوڑا ایران وغیرہ میں صرف بادشاہ کی سواری کے لئے مخصوص رہا ہے۔ قرآن مجید میں قوم نوح میں جس دیوتا یلوق کا ذکر آیا ہے، اس کی مورتی بھی ایک تیز رفتار گھوڑا کے شکل میں تھی۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: حیات و عادات

۵

دابة - چلنے والا، رینگنے والا، پیر رکھنے والا، جانور

- ۲۱۔ سورۃ البقرة ۲۰ ع ۲۱۔ سورۃ الانعام ۴ م
 ۲۲۔ سورۃ ہود ۱ ع ۱۲۔ سورۃ ہود ۵ ع ۵
 ۲۳۔ سورۃ النحل ۸۵ ع ۲۴۔ سورۃ النور ۴ ع ۴
 ۲۵۔ سورۃ التمل ۶ ع ۲۶۔ سورۃ لقمان ۱ ع ۱
 ۲۷۔ سورۃ سبا ۲ ع ۲۸۔ سورۃ فاطر ۵ ع ۵
 ۲۹۔ سورۃ الشوریٰ ۲ ع ۳۰۔ سورۃ الجاثیہ ۱ ع ۱

قرآن مجید میں یہ لفظ کثرت سے آیا ہے اور قرآن نے اسے بہت وسیع معنی میں لیا ہے، جس میں ہر قسم کا منکر جانور آگیا ہے۔ فاذہا عام فی جمیع الہیوانا (راغب) ——— حدیث میں اس سے اشارہ کسی مخصوص جانور سے متعلق معلوم ہوتا ہے جو قرب قیامت میں ظاہر ہوگا۔

توریت و انجیل میں جانوروں کا ذکر تو کثرت سے آیا ہے، کوئی ایسا جامع و وسیع لفظ نہیں ملتا جو دابة کا مرادف ہو سکے۔

سورۃ البقرہ اور سورہ لقمان میں یہ مضمون ہے کہ اللہ نے زمین پر ہر طرح کے حیوانات پھیلادیئے ہیں۔ سورۃ الانعام میں ہے کہ زمین پر چلنے والا جانور اور پروں سے اڑنے والا پرندہ ایسا نہیں کہ وہ سبھی تمھاری طرح ایک جماعت نہ ہو۔ دشوڑ ہوئے

میں، سورۃ ہود میں یہ مضمون ہے کہ کوئی جانور زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ پھر اسی سورہ میں آگے چل کر حضرت ہود کی زبان سے ہے کہ کوئی جانور ایسا نہیں کہ میرا پروردگار اس کی پیشانی پکڑ کر اسے لے نہ آئے۔ سورۃ النحل میں پہلی جگہ ہے کہ آسمان وزمین پر جو بھی حیوان و فرشتہ ہیں سب اللہ کو سجدہ مکوینی کرتے ہیں اور دوسری جگہ ہے کہ اگر اللہ کل انسانوں کی گرفت ان کی زیادتی پر لیا کرتا تو زمین پر کوئی ابھی حرکت کرنے والا باقی نہ رہ جاتا۔ سورۃ نوز میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے سورۃ النمل میں بطور پیش خبری کے ہے کہ جب لوگوں پر قول پورا ہو چکا ہوگا (یعنی قیامت کے دن) ہم اس کے لئے زمین سے ایک جانور نکال دیں گے۔ سورۃ فاطر میں (سورۃ النحل کی طرح) ہے کہ اگر اللہ لوگوں کو ان کے کرتوتوں پر (فوراً) پکڑ لیتا تو پشت زمین پر کوئی بھی حرکت کرنے والا باقی نہ رہ جاتا۔ سورۃ الشوریٰ میں ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، آسمان وزمین، اور ان دونوں پر اس نے جو جانور پھیلا رکھے ہیں، اور جب وہ چاہے ان کے اکٹھا کر لینے پر قادر ہے۔ اور سورۃ الجاثیہ میں ہے کہ تمہاری خلقت اور ان جانوروں کی خلقت میں جو اس نے پھیلا رکھے ہیں نشانیاں ہیں اہل یقین کے لئے۔

سورۃ سبأ میں ”دابۃ الایمہن“ سے منتر بننے سے مراد دیکھ لی ہے۔ یہ سفید رنگ کا چوہنٹی کے برابر کبڑا خاص طور پر موزی ہے۔ اور لکڑی کا خصوصی دشمن ہے کھجور کے اندر کا گودا اس کی اصل غذا ہے۔ اس کی ۱۹۰۰ قسمیں آج تک دریافت ہو چکی ہیں۔ اس جانور کا ایک خاص اور اعلیٰ نظام زندگی ہے۔ جس پر ماہرین کے لکھے ہوئے مقالے کثرت سے موجود ہیں۔

دفعہ۔ موسم سرما کی گرم پوشاک، جڑا دل۔

پہلا۔ سورۃ النحل - ع ۱۔

اللہ کے لطف و کرم اور صنائی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس نے چوپائے پیدا کئے ہیں، ان میں تمہارے لئے گرم پوشش رکھ دی ہے۔
اونٹ کے بال نیز بھیڑ کی اون جیسی پوششیں انسان کے لئے حجاز، نجد، ایران، کشمیر، عراق، شام، فلسطین، مصر، مراکش، طرابلس اور دنیا کے بہت سے حصوں میں تیار ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے لحاظ سے یہ بالکل قدرتی تھا کہ اتنی بڑی نعمت کا ذکر خاص طور سے کیا جائے۔ اور اس غموم کے تحت میں گرم کوٹ، اونی چادریں، شال، دوشالے، مکمل، مکلیا دھتے، پوسٹیں اور خیمہ، ڈیرے سب آگئے۔

عہدِ عتیق کے صحیفوں میں اونی پوشاک اور پشمینہ کا ذکر متعدد بار اور عہدِ جدید میں ایک آدھ بار آیا ہے۔

دنیا کے سرد ملکوں کے لئے تو ہمیشہ اور معتدل آب و ہوا کے ملکوں میں موسم سرما کے لئے ہمیشہ، _____ اُون یا

پشمینہ کا وجود ایک نعمت بے بہا ہے۔ اگر یہ نہ موجود ہوتی تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں بسر کی صورت کیا ہوتی۔ یہ نعمت زیادہ تر بھیڑوں کی اون سے حاصل ہوتی ہے، جو سال میں کہیں ایک بار اور کہیں دو بار کتری جاتی ہے۔ پہلے یہ کام قینچیوں سے لیا جاتا تھا اب اور مشینیں اس کے لئے لکل آئی ہیں۔ انقرہ کے بکرے اور کشمیر کے بکرے بھی وہی کام دیتے ہیں، جو بھیڑ دیا کرتی ہے۔ پشمینہ کی تجارت دنیا کے اور

ملک بھی آج بہت بڑے پیمانہ پر کر رہے ہیں، لیکن آسٹریلیا کا نمبر اس تجارت میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔

}

دم
ال، دم

خون - لہو -

- پ۔ سورۃ البقرہ، ع ۲۱ پ۔ سورۃ المائدہ، ع ۱۷۰
 پ۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۷۴ پ۔ سورۃ یوسف، ع ۲۰
 پ۔ سورۃ النحل، ع ۱۵۹

سرخ رنگ کا وہ رقیق وسیلہ مادہ جس کا نام خون ہے، ایک معروف و متعارف چیز ہے، انسان و حیوان دونوں میں مشترک ہے۔ قرآن مجید میں دم جہاں جہاں بھی صیغہ واحد میں آیا ہے، حیوانات کے ہی سلسلہ میں آیا ہے۔ چار جگہ البقرۃ المائدہ اور النحل میں مکرر، تو مردار وغیرہ کے ساتھ عطف میں بطور ایک حرام اور ممنوعہ غذا کے، کہ حلال جانوروں کا بھی خون حرام ہے۔ ایک جگہ الاعراف میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اندازی معجزہ کے طور پر، کہ فرعونینوں کے لئے دریائے نیل جو ناخون کر دیا گیا تھا۔ اور ایک جگہ یوسف میں، اس سلسلہ میں کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کے کرتے پر کسی جانور کا خون لگا لائے تھے، اور ظاہر یہ کیا تھا کہ یہ خون خود حضرت کا ہے۔ توریت میں یہ تصریح درج ہے کہ وہ خون بکری کے بچہ کا تھا۔

خون اونچی حیوانی زندگی کے لئے ایک اہم ترین درجہ رکھتا ہے، بلکہ کہنا چاہیے کہ حیوانی زندگی کا دار و مدار ہی ایک بڑی حد تک خون اور اس کی گردش پر ہے۔ اگر کچھ دیر قیٹلے بھی یہ گردش رُک جائے تو زندگی کا خاتمہ ہے اور خون جب فاسد ہو جاتا ہے تو جسم میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

خون کا ذکر توریت اور انجیل میں بڑی کثرت سے آیا ہے: حیوانات کے خون کا ذکر زیادہ تر حرمت ہی کے سلسلہ میں۔ مثلاً:

”سب جیتے جیتے جانور تمہارے کھانے کے لئے ہیں، میں نے ان سب کو نباتات کی مانند تمہیں دیا۔ مگر گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اس کی جان ہے مت کھانا۔“ (پیدائش ۹: ۴)

”تم نہ چربی کھاؤ نہ لہو۔“ (اجار ۳: ۱۷)
 ”اور تم کسی پرندے اور چرندے کا کچھ لہو اپنے سب مکانوں میں نہ کھائیو اور جو ان کسی خون میں سے کھائے گا وہ اپنی قوم میں سے کٹ جائے گا۔“ (اجار ۷: ۲۶)

اور کہیں معجزہ موسیٰ کے سلسلہ میں ہے مثلاً:-
 ”اور وہ پانی جو دریا سے لے گا، خشکی پر لہو ہو جائے گا۔“ (خروج ۹: ۲۶)
 اور مسیحی شریعت میں بھی حرام ہی لکھا ہوا ہے۔ پولوس کے صحیفہ کے رسولوں کے اعمال میں ہے:

”بتوں کی مسکروہات اور حرام کاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں۔“ (اعمال ۵: ۲۰)

”تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلہا گھوٹے ہوئے جانوروں

اور حرام کاری سے پرہیز کرو۔“ (اعمال ۱۵: ۲۹)

مشرک قوموں نے بعض دیوی دیوتاؤں کی غذا ہی جانوروں کا خون مانی ہے اور ان کے استھانوں پر بکری بکرے یا بھینس بھینسے وغیرہ کے خون کے چڑھا دے بڑھا جاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : دما

دما (مسفوحاً)۔ (دہتا ہوا) خون

پ۔ سورۃ الانعام - ع ۱۸

قرآن مجید میں یہ ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے۔ ممنوع و حرام غذاؤں کی فہرست میں دوسری چیزوں کے ساتھ عطف ہو کر بھی۔

ملاحظہ ہو عنوان : دم

دماء (دھا)۔ (ان کے) خون (جمع۔ واحد: دم)

پ۔ سورۃ الحج، ع ۳۔

لفظ دماء (دم کا صیغہ جمع) قرآن مجید میں دو جگہ اور بھی آیا ہے۔ لیکن حیوان کے سلسلہ میں صرف ایک ہی بار آیا ہے۔ مشرکانہ جاہلی عقیدہ کی تردید میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کو قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی کے سلسلہ میں ایک بہت بڑی اصل اس آیت نے بیان کر دی۔ ورنہ جاہلی تخیل تو یہ تھا کہ بھینٹ کا خون اور گوشت دیوتاؤں کی غذا ہے، اور وہ انھیں کھا کر خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل بابل کا عقیدہ یہ تھا کہ دیوتاؤں کی آسمان پر دعوت ہوتی ہے، ان کے نام جو بھینٹ چڑھائی جاتی ہے وہ اس کی خوشبو محسوس کرتے ہیں اور اسے کھاتے ہیں۔

مشرکوں کو چھوڑیے، اہل کتاب تک یہ سمجھتے تھے کہ جانوروں کا خون بہانا ایک درجہ کفارہ کا ہے۔ توریت میں ہے :-

”بدن کی جان لہو میں ہے۔ سو میں نے مذبح پر وہ تم کو دیا ہے کہ اس سے تمہاری جانوں کے لئے کفارہ ہو، کیوں کہ وہ جس سے جان کا کفارہ ہوتا ہے سو وہ لہو ہے۔“ (اجبار۔ ۱۱:۱۷)

اور عہد جدید کے ایک صحیفہ میں ہے :-

”تقریباً ساری چیزیں شریعت کے مطابق خون سے پاک کی جاتی ہیں

اور بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔“ (عبرانیوں۔ ۹:۲۲)

سو قرآن نے بار بار اس عظیم الشان غلطی کی اصلاح کی۔

فقہاء نے کہا ہے کہ نفس ذبیح کی نیت جو ایک فعل قلب ہے حق تعالیٰ

بی کے لئے مخصوص رہنا چاہئے اور بغیر اللہ کی رضا و تقرب کی خاطر ذبیح کرنا ایک

صورت شرک کی ہے، البتہ گوشت کھانے کھلانے یا اس قسم کے دوسرے فائدہ

سے کرنے کے لئے ذبیح بالکل جائز ہے کہ لحم و دم وغیرہ سے وہ ذات بالکل

بے نیاز و بری ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : دم، لحم۔

(ال، دواب - جانور رنگنے والے، پیروں سے چلنے والے و جمع - واحد: دابہ)

پٹ - سورۃ الانفال، ۲۷ پٹ - سورۃ الانفال، ۸

پٹ - سورۃ الحج، ۲ پٹ - سورۃ فاطر، ۷

یہ لفظ چار جگہ قرآن مجید میں آیا ہے، پہلی دو جگہ محض مجازی معنی میں جہاں اس کا اطلاق حیوانات پر نہیں، بلکہ بدترین کافروں پر ہوا ہے۔ پہلی آیت کا مضمون ہے کہ بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے اور گونگے ہیں، جو عقل سے کام نہیں لیتے، اور مراد اس سے وہ کفار اور منافقین ہیں جن کا ذکر چل رہا ہے۔

عنی به الاشياء الذین هم فی الجہل بمنزلة الدواب

(راغب)

اور دوسری آیت میں بھی یہی مراد ہے، الفاظ بھی پہلی سے ملتے جلتے ہیں، کہ اللہ کے نزدیک بدترین حیوانات وہ کافر ہیں، سو وہ تو ایمان لانے کے نہیں، جن سے آپ عہد لے چکے اور وہ اپنا عہد (ہر بار) توڑ ڈالتے ہیں۔ تیسری جگہ مطلق حیوانات کے معنی میں ہے کہ پہاڑوں اور درختوں اور دوسری مخلوقات پر عطف کے ساتھ کہ اللہ کو سجدہ (انقیاد و تسلیم) کرتے رہتے ہیں، جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور حیوانات اور کثر سے انسان جو کچھ بھی مطلق حیوانات کے معنی میں ان انوں اور چوپایوں پر عطف

کے ساتھ آیا ہے کہ اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی ایسے ہیں کہ ان کے رنگ مختلف ہیں۔

اگر قربانی مفہوم مطلق حیوانات کا رکھا جائے تو عہد عتیق و عہد جدید دونوں کے صحیفوں میں حیوانات کا ذکر بڑی کثرت سے ہے۔ قرآن نے اس معنی میں دو ہی جگہ ذکر کیا ہے اور دونوں جگہ اپنی قدرت کا ملہ پر استدلال کا کام لیا ہے۔
ملاحظہ ہو عنوان: داجہ

www.KitaboSunnat.com

ذ

مکھی { ذُباب
ذُبَاباً۔

پکا۔ سویرا لاٹھی، ع ۱۰ (دوبار)

قرآن مجید میں دوبار یہ لفظ ایک ہی سیاق میں اور پاس پاس آیا ہے، مضمون یہ ہے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ ایک مکھی تو پیدا نہیں کر سکتے، چاہے سب ہی اس غرض کے لئے اکٹھے ہو جائیں، پھر مکھی ان کے سامنے سے کچھ اٹھا لے جائے تو وہ اس سے چھین کر بھی نہیں لاسکتے۔

مکھی عام انسانوں کی نظر میں حیوانی مخلوقات میں سے ایک بہت ہی حقیر و ادنیٰ مرتبہ رکھتی ہے، چنانچہ اردو، عربی و غیرہ متعدد زبانوں کے محاورہ میں یہ لفظ گویا حقارت کے لئے ضرب الثل ہے۔ قرآن مجید نے گویا اس حقیقت کے پس منظر میں مشرکوں سے خطاب کر کے کہا ہے کہ تمہارے یہ معبود اور ان کے بت تو اتنے بے حقیقت اور بے بساط ہیں کہ آسمان اور زمین، چاند اور سورج، دریا اور پہاڑ کا خلق کرنا الگ رہا، مکھی تک تو ان کے کئے پیدا ہو نہیں سکتی، بلکہ ان کے چڑھاؤں کے ڈھیر سے اگر وہ چیز اچک لے جلے، تو یہ وہ تک اس سے چھین نہیں لاسکتے۔

توں اور مورتیوں کی بے بساطی کی کیسی مؤثر تصویر کھینچ دی ہے!
انگریزی بائبل میں ”مکھیاں“ برصیغہ جمع (وضاحت) کا لفظ کوئی چارجہ آیا،
مگر اردو مترجمین نے اس کا ترجمہ ”چھروں“ سے کیا ہے۔
مشرق بھر میں مکھیاں غلاظت و گندگی کے لئے بھی معروف ہیں۔

ذبح - وہ جانور جو ذبح کیا جائے۔ قربانی

پ۔ سورۃ الصافات ع ۸

حضرت اسمعیل کی قربانی کے سلسلے میں وارد ہوا ہے کہ ان کے والد ماجد
نے جب انھیں زمین پر لٹا ہی دیا تو ہم نے ان سے کہا کہ بس اپنا خواب آپ پورا کر چکے
اور ہم نے اسمعیل کا بدلہ ایک بڑی قربانی سے کر دیا۔

روایات حدیث میں آتا ہے کہ یہ ایک دنبہ تھا، جسے جنت سے لا کر فرشتوں
نے حضرت ابراہیم کے سامنے عین اس وقت لٹا دیا تھا جب وہ
اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے حلق اسمعیل پر چھری پھرنے ہی کو تھے۔

حیوانات کی قربانی دنیا کے اکثر مذہبوں کا جزو رہی ہے اور توریت و انجیل دونوں
میں اس کا ذکر کثرت سے آیا ہے، خاص اس واقعہ قربانی کا ذکر بھی توریت میں بڑی
تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ چند فقرے ملاحظہ ہوں۔

”..... ابراہام نے اپنا ہاتھ بڑھا کے چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح
کرے، وہیں خدا کے فرشتہ نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے
ابراہام! اے ابراہام، وہ بولا میں حاضر ہوں، پھر اس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ

رط کے پرمت بڑھا، اور اسے کچھ مت کہہ..... تب ابراہام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں، اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینک جھاڑی میں اٹکے ہیں، تب ابراہام نے جا کر اس مینڈھے کو لیا، اور اس کو اپنے بیٹے کے بدلہ میں سوختی قربانی کے لئے چڑھایا۔“

دہریش - ۲۲ : ۱۱-۱۳

ملاحظہ ہوں عنوانات : ذبحوہا وما کذب علی النصب

ذَبْحٌ { ذبح کیا گیا ہو۔ ملاحظہ ہو عنوان : ما کذب علی النصب
ذبحوہا { اس کو انھوں نے ذبح کیا۔

چپ۔ سورة البقرة ۸۷

جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے واسطے سے ملا تھا، اس کے سلسلہ میں ہے کہ بالآخر انھوں نے اسے ذبح کر دیا، گو وہ ایسا کرتے معلوم نہیں ہوتے تھے۔

مصدر ”ذبح“ سے قرآن مجید میں اور افعال آئے ہیں، مگر ان کا تعلق بجز اس لغت کے جو ابھی گزر چکا ذبح حیوانات سے نہیں، بلکہ ہلاکت انسانی سے ہے، ذبح حیوانات کا اب جو معروف و متعارف طریقہ ہے، یہ تو اسلام کے بعد کی چیز ہے، اور اب یہ لفظ ایک فقہی و شرعی اصطلاح بن گیا ہے، قرآن مجید میں اپنے مطلق معنی میں ہے یعنی ہلاک کرنے کے مفہوم میں ہے۔

جانوروں کے ہلاک کرنے کے اور بھی طریقے رائج ہیں، گردن مروڑ دینا، بجلی کی رو دوڑا دینا، بیکھخت گردن مار دینا وغیرہ۔ لیکن جو رعایتیں طبی نقطہ نظر سے اور ذائقہ کے لحاظ سے کھانے والوں کے لئے اور کم سے کم اذیت کے لحاظ سے خود ذبح شدہ جانور کے لئے اسلامی ذبح کے طریقہ میں ہیں، وہ کسی اور صورت سے حاصل نہیں ہوتیں۔ ملاحظہ ہوں عنوانات: بقوة، قذبحوا، ذبح، وما ذبح علی النصب!

ذَرَّكَ - چھوٹی چوٹی، ذرہ۔

پ۔ سورۃ النساء ۴ پ۔ سورۃ یونس ۷

پ۔ سورۃ سبا ۷۷ ع ۳ پ۔ سورۃ النمل ۱۷ (دوبار)

لفظی معنی النملة الصغیرۃ کے ہیں، قرآن مجید میں چھ جگہ یہ لفظ آیا ہے لیکن جہاں جہاں بھی آیا ہے مشقال کے ساتھ مضاف ہو کر آیا ہے۔ محض وزن کی کم سے کم مقدار کے اظہار کے لئے گویا اردو کی ”رتی“ کے مفہوم میں چوٹی نامی جانور کے معنی میں کہیں بھی نہیں آیا ہے۔ اس لئے اس لغت حیوانات میں اس کے لئے جگہ بھی نہیں۔

دال، ذکرین۔ (دونوں نر) واحد (ذکر)

پ۔ سورۃ الانعام ۷۱ ع ۱۴ (دوبار)

مشرکین عرب جو اپنی وہم پرستیوں کی بنا پر جانوروں کے حلال و حرام ہونے کا فیصلہ کیا کرتے تھے، اسی سیاق میں قرآن مجید نے کہا ہے کہ بھڑکی بھی دو قسمیں ہیں،

(نروادہ) اور بکری کی بھی دو قسمیں (نروادہ)۔ تو آپ پوچھئے کہ اللہ نے دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادوں کو بہ اور پھر یہی سوال اونٹ اور گائے کے سلسلہ میں دہرایا ہے۔ بس انھی دو جگہ قرآن میں یہ لفظ آیا ہے۔

(ما ذبیحتم۔ جس کو تم نے ذبح کر دیا ہو۔

پ۔ سورۃ المائدۃ، ع ۱

تذکیرہ کے معنی ذبح کرنے کے ہیں، وذکیت الشاة ذبیحتمہا۔ (راغب)
قرآن مجید میں اس سیاق میں آیا ہے کہ وہ جانور بھی حرام ہیں جسے دو سکر جانور کھانے لگیں، بجز اس صورت کے کہ تم اسے ذبح کر ڈالو قبل اس کے کہ اس کا دم نکلے۔
یعنی ایسی صورت میں وہ بدستور حلال رہے گا۔

آیت میں اوپر ذکر جانور کے حرام ہو جانے کی اور کئی صورتوں کا بھی ہے، مثلاً جانور کی گردن مروڑ دی گئی ہو یا جو جانور چوٹ کھا چکا ہو، استثناء کا تعلق ان سب صورتوں سے ہے، یعنی اس کا دم نکلنے سے قبل اگر اسے ذبح کر دیا جائے وہ ان سب صورتوں میں حلال ہی رہتا ہے۔ قرآن میں اسی ایک موقع پر یہ لفظ آیا ہے۔

ذلول۔ پست، مطیع، محنت کرنے والا۔

پ۔ سورۃ البقرة، ع ۸۶۔

ایک ہی جگہ آیا ہے، اس گائے کی صفت میں، جسے ذبح کرنے کا حکم نبی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے توسط سے ملا تھا۔ ارشاد ہوا ہے کہ وہ گائے

ایسی نہ ہو جو مشقت کرنے والی ہو، زمین کو جوتتی ہو۔ لایزالوں اے لیست
بصعۃ۔ (راغب)

ذئب
بھیڑیا {
ال، ذئب

۲۱۔ سورۃ یوسف ع ۲ (تین بار)

قرآن مجید میں ایک ہی سلسلہ و سیاق میں یہ لفظ تین مرتبہ آیا ہے۔ پہلے
جب حضرت یعقوبؑ کے پاس ان کے بیٹے اجازت لینے آئے ہیں کہ ہم یوسف
کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں، تو آپ ان کی کم سنی پر نظر کر کے فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو
کہ انھیں بھیڑیا کھا جائے، اور تم غفلت میں پڑے رہو، دوبارہ جوان اور پر قوت
لڑکے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر اسے بھیڑیا کھا جائے، درآخی لیکہ ہم پوری
جماعت کے جماعت موجود ہیں، تو ہم نرے ناکارہ ہی ٹھہرے، سہ بارہ اس
موقع پر کہ وہ برادران یوسف جنگل سے واپس آئے ہیں اور اپنے والد ماجد کی خدمت
میں عرض کیا ہے کہ ہم یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے تھے، تو واقعی
انھیں بھیڑیا کھا گیا۔

بھیڑیا جنگلی جانوروں میں اپنی خونخواری و خون آشامی کے لئے ضرب المثل
ہے، قد و قامت میں بڑے کتے کے برابر ہوتا ہے اور اسی کے خاندان کا جانور
ہے۔ شکل خوف ناک ہوتی ہے اور اپنی ہوشیاری و چالاکی کے لئے مشہور

بھی ہے جلد کا رنگ سیاہ بھی پایا گیا ہے ، اور سمجھو اور خاکسری بھی ، مشرق و مغرب کے اکثر ملکوں میں اس کا وجود پایا گیا ہے ، ارض شام و فلسطین میں بھی بہت رہا ہے اور اب بھی یہاں اس کا وجود کثرت سے پایا جاتا ہے ، عہد عتیق و عہد جدید دونوں کے صحیفوں میں اس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اور یہاں کے بھیڑیے قد آور بھی زیادہ ہوتے ہیں ۔

بھیڑیا بڑا شوقین بھیڑ اور بکری کے شکار کا ہے ، لیکن موقع ملنے پر انسان کے بچوں کو بھی اٹھالے جاتا ہے ، بلکہ جب لاگو ہو جاتا ہے تو اچھے بڑے سن کے لڑکوں بلکہ سن دار انسانوں پر بھی حملہ کر ڈالتا ہے ۔ چنانچہ عین ان سطور کے تحریر کے وقت (۱۹۵۱ء) میں اخباروں میں متواتر خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ نہ صرف لکھنؤ و نواح لکھنؤ بلکہ یوپی کے اور بھی دور دراز مقامات پر لاگو بھیڑیوں کے حملہ کا سلسلہ انسانی آبادی پر جاری ہے ، حضرت یعقوب کا یہ اندیشہ بالکلی قدری تھا کہ فلسطین کے جنگل میں کہیں بھیڑیا کم سن بچہ یوسف کو اٹھانہ لے جائے ۔ اور بعد کو بڑے بھائیوں نے بھی یہاں بنا سب سے زیادہ آسان یہی خیال کیا ۔

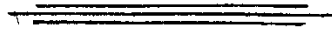
توریت میں اس خاص موقع پر بھیڑیے کا ذکر نہیں صرف اتنا ہے کہ برادران یوسف نے یوسف کی قبا کو بکری کے خون سے تر کیا اور اسے اپنے والد ماجد کے پاس لاکر بولے کہ اسے پہچانئے کہ یہ آپ کے بیٹے کی قبا ہے یا کہ نہیں ؟

دی ظفر ۔ کھڑوالا جانور ۔

پ۔ سورۃ الانعام ع ۱۸۔

ظُفْر کا ترجمہ اردو میں کسی ایک لفظ سے کرنا مشکل ہے۔ پرندوں میں ذی ظُفْر کے تحت میں کل وہ جانور آجاتے ہیں، جن کے پنجے ہوتے ہیں، مثلاً چیل، شِکرا باز، گدھ وغیرہ اور پرندوں میں وہ سارے جانور آجاتے ہیں جن کے سُم ہوتے ہیں مثلاً گھوڑا، گدھا، خچر اونٹ وغیرہ۔

قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل پر کل ناخن دار جانور حرام کر دیئے تھے موجودہ توریت میں حرام جانوروں کا ذکر بڑی تفصیل سے ملتا ہے، صحیفہ اُجبار کا باب پورے کا پورا اور صحیفہ استثناء کے باب ہم اکابر احصاء اسی بیان کے لئے وقف ہے۔



س

سہراب - اونٹ ، سواریاں -

۲۸۔ سورۃ الحشر، ع ۱۔

غزوہ بنی نضیر کے سلسلہ میں مسلمانوں سے خطاب بہ طور احسان کے ہے کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو بہ طور انعام کے ان سے دلویا ، سو تم نے اس کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ ، یعنی بغیر اس کے کہ تم مشقت اٹھا کر منزل دو منزل کرتے وہاں تک پہنچو ، قتل و قتال کے بغیر ہی اللہ نے تمہیں اتنا مال دلوا دیا۔

سہراب کا استعمال اونٹوں ہی کے لئے مخصوص ہے ، الركب للبعین خا^{صۃ} (قاموس) اور لفظ رکاب کا واحد ، خلاف قیاس سہرابة ہے ۔ الرحاب الابل واحد منہا سہرابة (قاموس) ولا واحد لہا من لفظہا۔ (تاج)
اونٹ کے لئے ملاحظہ ہوں عنوانات: ابل، بعیر، جمل، جمیل، حام، ناقۃ۔

سہرعب (ہم) - (ان کا) سوار ہونا ۔

۲۹۔ سورۃ یسین ع ۴۔

موقع لطف و انعام پر آیا ہے کہ ہم نے ان انوں کے لئے چوپایوں کو مسخر کر لیا ہے، پھر ان میں سے ان کے لئے سواریاں بھی ہیں، اور ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہیں، یہ کوہ ہر سواری کے جانور کے لئے عام ہے، اونٹ کے لئے مخصوص نہیں۔ وقیل الکوہ محلہ ترکب (تابع) آیت قرآنی میں لفظ کو فتح سے پڑھا گیا ہے تاکہ مصدری معنی پیدا ہوں۔ قال الفراء اجمع القراء علی فتح الراء لان المعنی فمنها یوکیون ویقوی ذالک قولی حالستہ فی قرأتہا فمنہا مھویہم (تابع)

چوپایوں کا ان انوں کے حق میں ایک نعمت عظیم ہونا اس حیثیت سے بھی ہے کہ وہ اس کی سواری کے کام آتے ہیں۔ بیل اور بیل گاڑیاں، اونٹ اور اونٹ گاڑیاں اگر دنیا میں نہ ہوتیں تو ایک نہیں متعدد ملکوں میں سفر اور نقل و حمل کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ ہندوستان کے دیہات میں اور پہاڑ جنگلی میں اور عرب وغیرہ کے ریگستان میں ان جانوروں کی مدد کے بغیر اب بھی بڑی دشواریاں ہیں۔ اور بیل، موٹر و سائیکل کے دور سے پہلے تو فیہ کوئی صورت ہی نہ تھی۔

س

مزینۃ - زینت ، زیبائش ، تجمل -

پلا - سورۃ النحل ، ۱۷ -

یہ لفظ اور اس کے مشتقات قرآن مجید میں بہ کثرت آئے ہیں ، لیکن جانوروں کے سیاق میں یہ لفظ کل ایک ہی جگہ آیا ہے ، چوپالیوں اور گھوڑے اور خیر اور گدھے کا ذکر موقع لطف و احسان پر کرنے کے ارشاد ہوا ہے ، کہ یہ اس لئے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو اور یہ تمہارے لئے باعثِ تجمل بھی ہیں ۔

مراد واضح اور ظاہر ہے ، جانوروں کی کھالوں سے اور ان کے بالوں سے یکسے کیسے نفیس سامان آرائش و زینت کے انسان کو حاصل ہوتے رہتے ہیں اور خود یہ جانور بھی انسان کی تزئین و تجمل کا کتنا بڑا ذریعہ ہیں ۔ کیا عرب اور کیا ہندوستان کیا مہر اور کیا شام ، پرانی قوموں میں تو دولت و ثروت ، مال و حشمت کے اندازہ کا پیمانہ یہی سمجھا کہ فلاں امیر کے پاس اتنے اونٹ ، اونٹنیاں ، سانڈنیاں ہیں ، فلاں تاجدار کے پاس اتنے گھوڑے خاصہ کے ہیں ، اتنے سوار اس کی فوج میں ہیں ، اتنے گھوڑوں کی سواری پر سوار ہو کر وہ نکلتا ہے ، فلاں راجہ کے پاس گائے اور بیل بچھڑے اتنی تعداد میں ہیں ، فلاں شیخ قبیلہ سمیٹروں اور بکریوں کے اتنے گلوں کا مالک ہے ۔ اور اونٹوں کے رسالے گھوڑوں

کے رسالے، توپ خانہ کے گھوڑے اور نچر بار برداری کے اوتھ اور گھوڑے اور
نچر اور گدھے تو آج تکھے، اس مشینی دور دورہ کے باوجود فوجی عظمت اور عسکری
قوت کا نشان سمجھے جا رہے ہیں۔ عرب قدیم کو اس عہد میں ایک مرتبہ خصوصاً
متھا۔ چنانچہ بعض فاضلوں نے لکھا ہے کہ اہل بادیہ کی زبان میں مال و اموال سے مراد یہی
سمیٹوں کے گلے ہوتے تھے۔

www.KitaboSunnat.com

س

سائبہ۔ بتوں کے نام پر آزاد چھوٹا ہوا چوپایہ، سائڈ

پ۔ سورۃ المائدہ ۱۳۷۔

صرف ایک جگہ قرآن میں یہ نام آیا ہے، مشرکین عرب، مشرکین ہند کی طرح جانوروں میں طرح طرح کی مشرکانہ ریت رسمن رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک اسی طرح کے آزاد چھوٹے ہوئے جانور کو ان کی اصطلاح میں سائبہ کہتے تھے۔ قرآن نے اس کے ساتھ کے دو سر جانوروں کی طرح اس کی بھی حرمت کا اعلان کیا ہے کہ اللہ نے نہ بکیرہ کو جائز رکھا ہے نہ سائبہ کو..... الخ
ملاحظہ ہو عنوان: بحلیہ

(ال) صبیح۔ درندہ

پ۔ سورۃ المائدہ ۷۱۔

یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے۔ حرمت حیوانات کے سلسلے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ وہ جانور بھی حرام ہو جاتا ہے جسے کوئی درندہ کھا جائے۔

درندہ سے مراد ایسا جانور ہے جو پیر نے پھاڑنے والا ہو، جیسے شیر،

چینا، تیندوا، ریچھ، بھیڑیا، کتا، لکڑ بگھا وغیرہ۔
 توریت میں ایک جگہ عذاب الہی کے موقع پر ہے کہ:
 ”میں ان پر درندوں کے دانتوں کو اور زمین کے زہر دار سانپوں کو چھوڑ
 دوں گا۔“ (استثنا ۲۲: ۲۴)

بائبل کے مسیحی شارحین کا بیان ہے کہ عہد قدیم و عہد جدید دونوں کی اصل میں
 یہ لفظ متعدد مقامات پر آیا ہے لیکن مترجمین نے ترجمہ ”گھیں“ جانوروں“ سے کیا ہے اور
 ”گھیں“ چوہاؤں سے۔۔۔ درندوں کے وجود سے جنگل کے جنگل بھرے پڑے ہیں
 اور ان کی بعض قسمیں مثلاً کتے اور بلیاں ان کی رقیق ہو کر ان کی آبادی کے
 اندر بھی بڑی کثرت سے رہنے لگے ہیں۔

سلویٰ - سلوا، بٹیر

پ۔ سورۃ الاحراف ع۔ ۲۰

پ۔ سورۃ البقرہ ع۔ ۶

پ۔ سورۃ لہٰۃ ع۔ ۴

یہ نام قرآن مجید میں تین بار آیا ہے۔ اور تینوں بار عہد موسوی میں قوم بنی اسرائیل پر
 الغامات الہی کے سلسلہ میں ایک دوسرے غذا مَنّ پر عطف ہو کر، کہ ہم نے ان کے
 اوپر مَنّ اور سلویٰ اتارا۔

فرعون کے پنجے سے آزاد ہونے اور ملک سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل
 ایک مدت تک خانہ بدوش زندگی گزیرہ نائے سینا کے دشت و میدان میں بسر
 کرتے رہے اور اس مدت میں ایک وقت تک ان کی خاص غذا یہی جانور رہا،

مفسرین نے اس کا ذکر بطور معجزہ کے کیا ہے ، لیکن قرآن نے اس کا ذکر بطور ایک نعمت خاص کے کیا ہے اور یہ ضرور کہ نہیں کہ ہر نعمت خاص معجزہ ہی ہو۔ اور نہ لفظ اَنْزَلَ سے محاورہ قرآنی میں یہ معنی لازم آتے ہیں کہ جس نعمت کا ذکر ہے اس کا نزول کسی خلق عاقل اور معجزانہ ہی طریق پر ہوا ہے ، کھانے کا سامان ، بارش کا پانی ، لوبا وغیرہ انسانی ضروریات کی ایسی چیزیں جو معمولی اور طبعی طریقوں پر پیدا ہوتی ہی رہتی ہیں۔ قرآن مجید میں ان سب موقعوں پر یہی فعل اَنْزَلَ آیا ہے۔

توریت کا بیان ہے کہ اسرائیلیوں کو مصر سے نکلے ہوئے جب دو ستر مہینہ کی پندرہویں تاریخ ہوئی تو ان کا پڑاؤ سین کے بیابان میں تھا جو اہلیم اور سینا کے درمیان واقع ہے ، تو وہاں یہ ہوا کہ :

”..... شام کو بٹیر میں وہاں آئیں ، اور پڑاؤ کو چھپا لیا ، اور صبح کو لشکر

کے آس پاس اوسیں پڑیں“ (دخروج - ۱۴: ۱۴)

اس قسم کا بٹیر جزیرہ نمائے سینا کا ایک خاص پرند ہے ، وہاں کثرت سے پایا جاتا ہے ، گرمیوں میں شمال کی سمت چلا جاتا ہے ، اور جاڑوں میں جنوب کی جانب پھرتا ہے ، اونچا زیادہ نہیں اڑتا ، نیچا ہی رہتا ہے ، اڑان بھی زیادہ نہیں رکھتا ، تنہک بہت جلد جاتا ہے اور شکار بڑی آسانی سے ہو جاتا ہے۔ شمالی سفر مصر سے فلسطین کی جانب مارچ میں کرتا ہے اور جنوبی سفر فلسطین سے مصر کی طرف عموماً نومبر میں ، گوشت چکنا اور چریلا ہوتا ہے ، لیکن رکھنے کے قابل نہیں ہوتا ، خراب جلد ہو جاتا ہے۔

فرنگی محققین کا بیان ہے کہ یہ اسرائیلی عہد کے بٹیر وہ تھے ، جو مارچ اپریل

میں رات کے وقت اپنی شمالی پرواز میں ہوتے تھے۔ بحرِ قلزم اپنے شمالی حصہ میں جس مقام پر دو شاخوں میں تقسیم ہوا ہے وہاں تک تو یہ اپنے سالانہ سفر میں آتے تھے اور وہاں سے جزیرہ نمائے سینا کا راستہ اختیار کر لیتے تھے۔ سمندری ہواؤں کے جھونکے ان کی بے شمار تعداد اسرائیلی خیمہ و خراگاہ تک لے آتے تھے۔

قرآن مجید نے نزول من و سلویٰ کا ذکر جو کیا ہے وہ واقعہ کی اعجازی حیثیت سے نہیں، صرف اس کی احسانی والہ تعالیٰ حیثیت سے، اس لئے اگر کبھی نزول من و سلویٰ کے طبعی (سائنٹفک) اسباب دریافت ہو جائیں تو اس سے قرآن کے تذکیری بیان کو مطلق ضرر نہیں پہنچ سکتا۔

سمان - موٹی، فربہ - (جمع - واحد: سمین)

۱۲۔ سورۃ یوسف ع ۴ (دوبار)

قرآن مجید میں گائے کی صفت کے لئے آیا ہے، فرعون مصر و معاصر حضرت یونس نے خواب میں دیکھا کہ سات دہلی گائیں سات موٹی گایوں کو نگلے جاتی ہیں، اس کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے آکر یہ دی ہے کہ سات موٹی گایوں سے مراد خوش حالی کے سات سال ہیں اور سات دہلی گایوں سے بدحالی کے سات سال اوریت میں یہ خواب تفصیل سے اور دوبار بیان ہوا ہے اور خواب و تعبیر کے سلسلہ میں موٹی گایوں کی تصریح بھی بار بار آئی ہے۔

لاحظہ ہو عنوان : سمین

سمیں۔ موٹا، فرہ۔

۲۶۔ سورۃ الذاریات ع ۲۔

یہ لفظ قرآن مجید میں ایک بار آیا ہے۔ جب فرشتے انسانی شکل میں حضرت ابراہیم کے پاس آئے ہیں دیار لوط کو جاتے ہوئے تو آپ انھیں ان اور اپنا مہمان سمجھ کر ان کی ضیافت پر فوراً آمادہ ہو گئے، اور ان کے لئے بھون کر یا تل کر ایک موٹا تازہ بچھڑا پیش کیا ہے۔ لفظ ”سمیں“ بطور اس بچھڑے کی صفت کے آیا ہے۔

توریت میں بھی اسی موقع پر ہے :-

اور ابراہام گلے کی طرف دوڑا، اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لاکر ایک جوان کو دیا اور اس نے جلد اسے تیار کیا۔ (پیدائش ۱۸:۸)
ملاحظہ ہو عنوانات: جمل۔

ش

شحوم (ھما)۔ ان دونوں کی چربیاں (جمع، واحد: شحم)

ب۔ سورۃ الانعام ۱۴۶۔

قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی جگہ آیا ہے۔ حرمت حیوانات کے سلسلہ بیان میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ بنی اسرائیل پر ان کی مسلسل نافرمانیوں کے پاداش میں گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی گئی تھی، و بجز اس چربی کے جو ان کی پشت پر یا انگریزوں میں پائی جائے یا ہڈی میں لپٹی ہوئی ہو۔

چربی جسم حیوانی کا ایک مشہور کیمیائی مرکب ہے جس کی ترکیب کلین، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے ہوتی ہے، عام طور سے یہ پانی میں حل نہیں ہوتی، لیکن بنزول، کلوروفارم، ایتھر وغیرہ میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ بعض جگہ کھانے بجائے گھی یا تیل کے حیوانی چربی میں پکتے ہیں، جن کا اثر صحت پر زیادہ اچھا نہیں پڑتا، بعض جانوروں کی چربی کھانے میں خاص طور سے لذیذ ہوتی ہے۔

عہد عتیق، عہد جدید دونوں کے صحیفوں میں یہ لفظ کثرت سے آیا ہے، توریت کے صحیفہ اجبار کے باب ۳ میں تو چربی کے احکام شریعت اسرائیلی کے مطابق بڑی تفصیل و تکرار سے بیان ہوئے ہیں، اور جگہ بھی یہ سلسلہ حرمت ان کا بیان آیا ہے مثلاً:

” بنی اسرائیل کو حکم کر کہ بیل، بھیڑ اور بکری کی کوئی چربی نہ کھائو، اس حیوان کی چربی جو خود بخود مر گیا ہو، یا جس کو درندوں نے بھاڑا ہو، تم اسے اور کاموں میں لا سکتے ہو، پر اس کو ہرگز نہ کھائو۔“

(اجبار - ۷ : ۲۳، ۲۴)

شُرْعاً - پانی کے اوپر ظاہر ہونے والیاں (جمع، واحد: شامع)

پ۔ سورۃ الاحزاب، ۲۱۔

یہ لفظ بھی ایک ہی بار آیا ہے، لب دریا کسی بستی کا ذکر ہے کہ وہاں کے بسنے والے بنی اسرائیل احکام سبت کی کھلی ہوئی نافرمانی کرتے رہتے تھے، تو وہاں مچھلیاں عین سبت کے ہی دن سطح آب پر پانی سے سر نکال نکال کر نمودار ہو جاتی تھیں اور باقی دنوں میں غائب رہتی تھیں۔ شُرْعاً ای سوامع ظاہرۃ علی الماء کثیرۃ (قرطبی)

ملاحظہ ہو عنوان: حیتان

شہ - داغ، دھبہ۔

پ۔ سورۃ البقرة، ۸۔

ایک ہی جگہ قرآن مجید میں یہ لفظ آیا ہے، بنی اسرائیل کو جب گائے کے دُج کرنے کا حکم ملا ہے اور وہ تعمیل حکم میں طرح طرح کی شاخیں نکال رہے ہیں تو وہاں ان سے گائے کی مزید شناخت کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ

وہ گائے صحیح و سالم ہو، اس میں کوئی داغ و دھبہ نہ ہو۔
 اہل مصر ایک طرف بیل کی تقدیس کے بھی قائل تھے، مگر دوسری طرف
 قربانی بھی اسی کی چڑھاتے رہتے تھے، البتہ قربانی کے بیل میں بڑی بال کی کھال
 نکالتے رہتے تھے، اس کا رنگ یکسر سفید ہو، جسم پر بال ایک بھی سیاہ نہ ہو،
 دم بالکل صحیح و طبعی حالت میں ہو، وغیرہا طرح طرح کی قیدیں اور شرطیں تھیں، مگر
 پوری ہولیتیں، جب کہیں جا کر نوبت قربانی کی آتی، اسرائیلیوں نے جو طرح
 طرح کی ہوشگافیاں کی تھیں، عجب نہیں یہ اثر اہل مصری کی طویل صحبت کا ہو۔
 ملاحظہ ہوں عنوانات : بقرة قد رجوا

ص

صافات۔ پر پھیلائے ہوئے (جمع۔ واحد: صافۃ)

۱۸۔ سورۃ النور، ۳۴۔ ۲۹۔ سورۃ المائد، ۲۴۔

پہلی آیت میں یہ مضمون ہے کہ اللہ کی تسبیح میں ہر مخلوق لگی ہوئی ہے، اور ان میں سے صف بستہ طور ہیں۔ اور دوسری جگہ مشرک و ملحدانوں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ یہ لوگ کیا اپنی نظر اوپر اٹھا کر سنہیں دیکھتے کہ پرندے پر پھیلائے بھی ہوئے ہیں اور پھر پرسمیٹ بھی لیتے ہیں، دونوں جگہ پرندوں کے جھنڈ غور و توجہ کے لئے پیش کئے ہیں۔

یہ وصف تو کم و بیش اکثر پرندوں میں پایا جاتا ہے، بعض پرند اس باب میں اور زیادہ ممتاز ہوتے ہیں، مثلاً: قازیں۔

(ال) صافات۔ اصل گھوڑے، (جمع واحد: صافۃ)

۲۳۔ سورۃ ص، ۲۴۔

یہ لفظ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ آیا ہے، حضرت سلیمان کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ان کے سامنے اسیل تیز رو گھوڑے پیش کئے گئے تھے۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام تا ۹۸۰ ق م) جن کے حدود سلطنت ساحلِ قرآن سے لے کر ساحلِ مصر تک وسیع تھے، ان کے دو سرگرم جاہ و حشم کی طرح ان کے گھوڑے بھی مشہور ہیں۔

گھوڑا یوں بھی ایک بڑا کارآمد اور شریف جانور ہے، چہ جائیکہ ایسے گھوڑے جو شریف نسل کے ہوں اور جن کی دیکھ بھال، گھسائی پلائی کبھی خوب ہوتی رہی، جیسی کہ سلیمانی اصطبل میں لازمی تھی، اور ہر شاہی اصطبل میں ہوتی رہتی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: خیل، جیاد، عادیات

صُرْ (ھُتْ) - ان (پرنڈوں) کو ہالے، مانوس کر لے۔

ب۔ سورۃ البقرۃ ع ۳۵۔

لفظ ایک ہی بار قرآن مجید میں آیا ہے، رئیس الموحدین حضرت ابراہیمؑ بارگاہ الہی میں یہ عرض کرتے ہیں کہ اپنے مزید اطمینان کے لئے یہ جان لینا چاہتا ہوں کہ آپ کس طرح مردوں کو جلاتیں گے، ارشاد ہوا کہ اچھے چار پرنڈے لے لو، اور انھیں اپنے سے ہلاؤ، پھر پہاڑ پر ان کے ایک ایک جزد کو رکھ دو۔

سارے قصہ کو دہرانے کا یہ محل نہیں، یہاں تو صرف لفظ صُر سے بحث ہے۔ یہ صیغہ امر واحد حاضر ہے، مصدر "صُر" ہے جس کی تفسیر عموماً "املھن اور جھٹھن" سے کی گئی ہے، ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

یہ چار پرنڈے کون سے تھے، قرآن مجید یا حدیث صحیح میں اس کی کوئی تصریح نہیں۔

مفسرین نے بعض روایتوں کی بنا پر کچھ نام گنائے ہیں، بہر حال وہ جو بھی ہو، جانوروں کا پل جانا اور انسان سے ہل جانا انسان کے حق میں بڑی نعمت ہے۔
 پہلے ہوئے جانوروں کے نام اور تذکرے توریث و انجیل دونوں میں کثرت سے ملتے ہیں، پرندوں میں جو انسان سے ہل جاتے اور گھروں میں آسانی سے پل جاتے ہیں، مشہور نام مرغ، کبوتر، تیتھر، مور اور بٹ کے ہیں، لغت عرب میں صامہ بصوسا اور صاڑی صلیو دونوں کے معنی قطع کرنے یا کاٹنے کے بھی آئے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن جریر نے جو تفسیر کے ساتھ ساتھ زبان و لغت کے بھی امام ہیں، اس پر بسط اور تفصیل سے گفتگو کی ہے، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ان پرندوں کی بوٹی بوٹی کر ڈالو۔

صواف۔ کھڑے ہوئے۔ (جمع۔ واحد: صافہ)

پکا۔ سورۃ الحج، ۵۴۔

لفظ ایک ہی جگہ قرآن مجید میں آیا ہے، قربانی کے جانوروں کے سلسلہ میں (بہ سیاق ادا لے ج) کہ ان پر اللہ کا نام لو اس حال میں کہ وہ کھڑے ہوں۔
 اشارہ خصوصی اونٹ کی قربانی کی جانب ہے، اس کو اس طرح ذبح کیا جاتا ہے کہ پہلے کھڑا رکھتے ہیں پھر کروٹ کے بل زمین پر گراتے ہیں، بُدز جس کا ذکر آیت کے شروع میں ہے اس کا بھی اطلاق اصلاً اونٹ ہی پر آتا ہے، اور افضل بھی اونٹ ہی کی قربانی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : بُدز

صوت الحمیر - گدھے کی آواز

پ۔ سورۃ لقمان ۲۷

جوانی سلسلہ میں لفظ صوت ایک ہی جگہ قرآن مجید میں آیا ہے، حضرت لقمان اپنے فرزند کو کچھ اخلاقی و دینی ہدایتیں دے رہے ہیں، اور اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ اپنی آواز کو پست رکھنا، بدترین آواز گدھے کی ہوتی ہے (جو بے اختیار چیخنے لگتا ہے)۔ گدھے کے آواز کی سامع خراشی مشرق میں مسلمات میں داخل اور ایک مشہور حقیقت ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : حمیر

(ال) صیل - شکار

پ۔ سورۃ المائدۃ - ۱۳ (دوبار)

لفظ دوبار قریب ہی آیا ہے پہلی آیت کا مضمون یہ ہے کہ اے ایمان والو اللہ تمہاری آزمائش کرے گا، قدرے شکار کے متعلق، جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں، تاکہ اللہ معلوم کرے کہ کون اس سے بے دیکھے ڈرتا ہے۔ — مراد یہ ہے کہ وہ شکار تم سے بہت قریب قریب ہوں گے۔ تمہیں تیر اندازی وغیرہ کی بھی ضرورت نہ ہوگی، تمہارے نیزے ہی کافی ہو جائیں گے، اور آزمائش بھی کہ تمہیں شکار سے روکا جائے گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اشارہ مقام حدیبیہ کی جانب ہے وہیں جانور

اُس پاس پھر رہے تھے لیکن مسلمان احرام میں تھے، اس لئے انھیں بہر حال شکار سے محترز رہنا تھا، انزلتِ ہذہ الایۃ فی عمرۃ الحدیدیۃ و نکانت الوحش والطیر و الصيد تفشاھم فی سجالہم (ابن کثیر)

اور دوسری آیت اس کے معابعد یہ ہے کہ اے ایمان والو! شکار مت کرو، جب تم حالتِ احرام میں ہو اور تم میں سے جو کوئی دانستہ اسے مار دے گا تو اس کا جواز اسی طرح کا ایک جانور ہے جس کو اس نے مار ڈالا ہو۔

حالتِ احرام میں شکار کی حرمانت ہے، اسی طرح اس جانور کی بھی جو حدودِ حریم کے اندر ہو خواہ شکاری حالتِ احرام سے باہر ہو، بجز ان جانوروں کے جن کے قتل کا جواز اس حال میں بھی کسی قرآنی آیت حدیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا ہو۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: اصطادوا، صید البحر، صید البر۔

شکار، دنیا کی کیا وحشی اور کیا مہذب ہر قوم کا ایک محبوب مشغلہ رہا ہے، اور مشرق و مغرب سب کہیں اس کا زور آج بھی ہے، بنو اسمعیل اپنے نامور مورثوں کی طرح صید افگنی میں خاص طور سے ممتاز رہے ہیں، شریعت نے صرف اسے جائز ہی نہیں رکھا، بلکہ بعض صورتوں میں مستحسن قرار دیا ہے۔ چنانچہ فقہ کی کتابوں میں ایک مستقل عنوان کتاب الصيد والذبايح کا ہوتا ہے اور ورزش و تفریح دونوں کے اعتبار سے یہ بھی ایک مردانہ شغل۔

شکار کے طریقہ قدیم و جدید بیسیوں رائج ہو چکے ہیں، اور اب بھی ہیں، پیدل، گھوڑے کی سواری پر، ہاتھی پر سوار ہو کر، درختوں پر چبان باندھ کر وغیرہ۔ سپر گونی سے، چھڑے سے، تیرے سے، غلیل سے، نیزہ سے، تلوار سے، پھندا لگا کر، جال ڈال کر،

لا سالنگ کر، پرندے اور چرندے اور درندے شکار کئے جاتے ہیں۔ شکاری درندوں، کتے، چیتے وغیرہ کے ذریعہ سے نیز شکاری پرندوں شکرے، شاہین وغیرہ کے ذریعہ سے شکار کرنے کے دستور جاری ہیں۔

صيد البحر۔ دریائی شکار

پک۔ سورۃ المائدہ ۹۶

احرام اور اس کے ممنوعات ہی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا جائز کر دیا گیا ہے، تمہارے نفع کے لئے اور قافلوں کے لئے، بس بحری شکار کا ذکر کل اسی ایک جگہ ہے۔

بحری مسافروں کے لئے بحری جانوروں کے شکار کی اجازت جیسی مرحمت خاص ہے، ظاہر ہے یہ ساری ہدایتیں و انتہاؤں ہی کے تحت میں مل رہی ہیں۔

”بحر سے اس سیاق میں مراد صرف سمندر ہی نہیں، دریا، ندی، جھیل، تالاب وغیرہ پانی کا ہر بڑا ذخیرہ اس کے تحت میں آجاتا ہے، اصل البحر محل مکان واسع جامع للماء الكثير (راغب) والمراد بالبحر جميع المياه (معالم) والمراد بالبحر جميع المياه والاظہار (کبیر)

آبی جانور کی تعریف اہل فقہ نے یہ کی ہے کہ وہ وہ جانور ہو جو پانی میں پیدا ہو اور رہے بھی پانی ہی میں، اور اس تعریف کے بعد مرغابی، بط، بگلا وغیرہ آبی جانوروں کے حکم سے نکل گئے۔

آیت میں جو صید البحر کے معاً بعد طعامہ آیا ہے، اس میں ضمیر اگر صید کی جانب سمجھی جائے حیب تو آگے کوئی سوال ہی نہیں چلتا لیکن بعض نے ضمیر البحر کی طرف انی ہے تو گویا اب دو چیزیں ہو گئیں ایک صید البحر دوسری طعام البحر اور اس تفریق کے بعد صید البحر سے مراد وہ جانور لیا گیا ہے جس کا انتظار کر کے اسے مارا جائے اور طعام البحر سے مراد وہ جانور جسے پانی خود پھینک دے یا جو پانی کے بہت آنے سے مر جائے، یہ تفریق تابعین اور بعض صحابہ بلکہ خود ابو بکر صدیق سے منقول ہے اور امام رازی نے اس تفسیر کو صحیح قرار دیا ہے وھذا ۲
 هو الاصح۔

دریائی شکار کی سب سے بڑی قسم مچھلی کا شکار ہے، جو دنیا کے ہر حصہ میں جہاں کہیں بھی پانی ہے، کثرت سے جاری ہے۔ اور ایک زبردست تجارتی و کاروباری حیثیت رکھتا ہے۔ باقی کچھوؤں اور گھونگھوں کا پکڑنا اور موزی آبی جانوروں، گھڑیاں، مگر گچہ وغیرہ کو مارنا، یہ سب بھی دریائی شکاری کی قسمیں ہیں، گھڑیاں اور مگر گچہ کی کھالیں تجارت کے بڑے کام آتی ہیں اور ان کے چمڑے سے بڑا بڑا چرمی سامان بنتا ہے، کچھوے کے خول سے بھی کنگھے، فرنیچر اور سامان آرائش بنتے رہتے ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : اصطادوا، صید

صید (البر) خشکی کا شکار

پ۔ سورۃ المائدہ ۱۳۶۔

ذکر ایک ہی جگہ ہے وہ یہ کہ تمھارے لئے خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے،

فشکی کے جانور شکار کے قابل بڑی کثرت سے ہیں ،
 ملاحظہ ہوں عنوانات : اصطادوا ، صید ، صید البحر ۔

www.KitaBoSunnat.com

ضی

ضامی۔ دبلا، پتلا، کمزور۔

کجا۔ سورۃ الحج، ع ۱۰۔

قرآن مجید میں یہ لفظ سواروں کی صفت کے طور پر آیا ہے، اور سواروں سے مراد اوشنیاں سمجھی گئی ہیں، حج کے سلسلہ میں حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملتا ہے کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، تمہارے پاس لوگ پیدل چل کر بھی آئیں گے اور دہلی اوشنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔

سواروں یا اونٹنیوں کے دہلی ہونے سے اشارہ یہ ہے کہ طویل طویل سفر کی مشقتیں اٹھاتے وہ دہلی اور کمزور ہو جائیں گی۔ صوبات سفر کا مشاہدہ آج اس وقت بھی سفر ج میں ہو سکتا ہے۔

(۱۱) ضمان۔ بھڑ

پ۔ سورۃ الانعام، ع ۱۷۔

مشرکین عرب نے جن چند جانوروں اور ان کے نزو مادہ سے متعلق حرمت کے احکام اپنی طرف سے گڑھ لئے تھے ، ان کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں ، دو قسمیں نزو مادہ بھیڑ میں ہے ، اور

دو قسمیں (نروادہ) بکری میں ہے۔ الخ — بس اس خاص لفظ کے ساتھ بھیڑ کا ذکر اسی ایک موقع پر آیا ہے، باقی نام کی صراحت کے بغیر بھیڑ کا ذکر وہاں بھی ہے جہاں یہ مضمون آیا ہے کہ (پ سوماۃ القصص ۲۶) حضرت موسیٰ کو مدین کے کنوئیں پر حضرت شعیب کی صاحبزادیاں اپنے جانوروں کو پانی پلاتی ہوئی ملیں، جانور سے مراد بھیڑ ہی ہیں اور اسی طرح کچھ ہی آگے چل کر وہاں بھی جہاں یہ مضمون ہے کہ حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ کو اپنے جانوروں کی چرواہی کے لئے رکھ لیا۔

بھیڑ کا شمار دنیا کے مشہور ترین اور مفید ترین جانوروں میں ہے، اس کا گوشت اور اس کا دودھ دونوں عمدہ غذاؤں کا کام دیتے ہیں اور اس کے بالوں کے ادنیٰ کپڑے اپنی تعداد اور اپنی کیفیت دونوں کے لحاظ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں، کہا جاتا ہے کہ دنیا کا پہلا جانور جس کی پوستیں انسان نے لباس کے طور پر استعمال کی ہے بھیڑ ہی ہے، اس کے گوشت، دودھ، اون سب کی تجارت دنیا کے مختلف حصوں میں بہت بڑے پیمانہ پر جاری ہے۔ بھیڑ اپنی سادہ لوحی، بے مہمتی اور اندھی تقلید کی وجہ سے مشہور ہے، چنانچہ مینیوں مادہ بھیڑیاں ایک نر کے پیچھے بالکل انڈھا دھند چلتی رہتی ہیں اور بھیڑ چال، زبان میں ایک مثل بن گئی ہے، لیکن دنبہ جو انھیں کے نر کی ایک قسم کا نام ہے اپنی قوت و مہمت دونوں کے لئے بہت مشہور ہے اور بیل تک سے ٹکر لینے کو تیار رہتا ہے۔

بھیڑ بہت ہی بے ضرر اور بے زبان جانور ہے، اس کا پالنا بھی آسان ہوتا ہے۔ دن رات میں اسے کل ایک دفعہ پانی پینے کی حاجت ہوتی ہے اور موٹے جھوٹے سے اپنا پیٹ بھر لیتی ہے۔ گائے، بھینس، بکری وغیرہ عام

جانوروں کا قاعدہ یہ ہے کہ ان کے چرواہے انھیں پیچھے سے ہانکتے چلتے ہیں ، لیکن بھیڑیں اپنے چرواہے کے گنے نہیں ، اس کے پیچھے چلتی ہیں۔ چرواہا ان کے آگے جدھر چلتا جاتا ہے بس اسی طرف وہ بھی چلتی ہیں جنکلی بھیڑوں کی نسل اب بہت کم باقی رہ گئی ہے۔ دنیا میں زیادہ تر یہی پالتو بھیڑیں پائی جاتی ہیں ، ایسے دشوار گزار مقامات پر پہنچ جاتی ہیں کہ وہاں بجز بھیڑیوں ، بکریوں کے کسی کی رسائی نہیں ہوتی۔

بھیڑوں کی موجودہ مجموعی تعداد کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا میں کوئی ۵۷ کروڑ ہے ۱۹۴۶ء میں آسٹریلیا میں ۹,۰۰,۰۰,۰۰۰ تھی اور غیر منقسم ہندوستان میں ۵۰,۰۰,۰۰,۰۰۰

اسرائیلیوں کے ہاں اس کا بڑا درجہ ہوا ہے ، ان کے قبیلوں کے شیوخ اپنی دولت و ثروت کا اندازہ بھیڑوں کی تعداد ہی سے کرتے تھے ، سچیموں کے ہاں بھی بھیڑ اور بھیڑچمات کی حیثیت رکھتے ہیں ، اور توریت و انجیل دونوں کے صحیفوں میں بھیڑ کا نام کم و بیش سو بار آیا ہے۔ توریت کے صفحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحقؑ حضرت یعقوبؑ اور ان کے سبھائی عیسو سب بڑے بڑے گلوں کے مالک تھے ، اور ان کے زمانہ میں گلہ بانی ایک شہرت و عظمت کا پیشہ تھا ، اور ان علاقوں کے لوگ نہ صرف دودھ مکھن ، پنیر ، گوشت بھیڑوں سے حاصل کرتے تھے ، بلکہ اپنا لباس بھی انھیں کی اون سے بناتے تھے۔ اور سکے کی طرح جنس مبادلہ بھی انھیں کو قرار دئے ہوئے تھے ، حضرت ایوبؑ کے پاس ان کے زمانہ ثروت میں ۷۰ ہزار بھیڑ تھیں ، جو بعد کو دو گنی ہو کر کم از کم ۱۴۰ ہزار ہو گئیں تھیں۔

مؤدب کا فرماں روا شاہ اسرائیل کی خدمت میں جو خراج پیش کرتا ، وہ ایک لاکھ مہینوں اور ایک لاکھ دہائیوں کی شکل میں ہوتا ، حضرت سلیمانؑ کے باورچی خانہ

۱۳۰

میں سو بھڑوں روز ذبح ہوتیں، اور جب آپ نے ہیکل کی تعمیر کی ہے تو نذرانہ میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار بھڑوں کی قربانی پیش کی — انجیل میں حضرت یحییٰ کی زبان سے حضرت مسیح کو ”خدا کا بڑہ“ کہا گیا ہے :

”دو کھردن اس نے یسوع کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا دیکھو یہ خدا کا

بڑہ ہے، جو دنیا کا گناہ اٹھائے جاتا ہے۔ (یوحنا ۱: ۲۹)

اور خود حضرت مسیح نے اپنے کو ”بھڑوں کا دروازہ“ اور ”اچھا چرواہا“ کہا

ہے :-

”میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھڑوں کا دروازہ میں ہوں، جتنے مجھ سے

پہلے آئے سب چور ڈاکو ہیں۔ اچھا چرواہا میں ہوں، اچھا چرواہا بھڑوں

کے لئے جان دیتا ہے۔ اچھا چرواہا میں ہوں، میں اپنی بھڑوں کو جانتا

ہوں، اور میری بھڑیں مجھے جانتی ہیں، اور میں بھڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔

(یوحنا ۱۰: ۱۵)

متعدد مشرک قوموں نے بھڑ کو ایک مقدس جانور مانا ہے، اور اس کی بوجا کی ہے۔ بعض ملکوں میں اسے آج بھی ایک مقدس جانور سمجھا جاتا اور شادی بیلہ کے موقع پر اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

ضبحاً۔ گھوڑے دوڑنے میں ہانپتے ہوئے، سرپٹ دوڑتے ہوئے۔

نپٹ۔ سویمۃ العادیات

قرآن مجید مجاہدین کے گھوڑوں کو ان کی مختلف حالتوں کو موضع بشارت میں

پیش کر کے ان کی قسم کھاتا ہے، اور سب سے پہلے اسی سرپٹ دوڑنے والی حالت کا ذکر کرتا ہے کہ قسم ہے گھوڑوں کی جب وہ دوڑ سے ہانپ رہے ہوں۔
گھوڑے میں دوڑنے کی قوت بہت ہوتی ہے، اور وہ دم بھی رکھتا ہے، تاہم ہر جانور کی طرح بہت تیز دوڑ کے بعد بھی اس کی سانس پھولنے لگتی ہے، قرآن مجید اس کی اسی حالت سے استشہاد کرتا ہے، گھوڑے کے دوڑ کی کئی قسمیں ہیں۔ دُکلی، پونی وغیرہ سب سے زیادہ تیز دوڑ کا نام بکٹ یا سرپٹ ہے۔

(ال، ضفادع۔ مینڈک (جمع، واحد: ضفدع)

پ۔ سوماء الاحرف ۱۲۷

قرآن مجید میں صرف ایک جگہ یہ نام بغیر کسی تفصیل کے آگیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے انکار کے پاداش میں چند عذاب فرعونوں پر راجحی رنگ میں نازل کئے گئے تھے، ان میں ایک عذاب یہ مینڈکوں کا بھی تھا۔ قرآن میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ ”پھر ہم نے نازل کی ان پر بلا اور طہایاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون (یہ سب) جدا جدا نشان تھے۔“

عذاب کی تفصیل توریت میں یوں آئی ہے :-

”پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ فرعون کے پاس جا اور یہ اس سے کہہ خداوند یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے، تاکہ وہ میری عبادت کریں، اور اگر تو جانے نہ دے گا تو دیکھ میں تیرے ملک کی سب اطراف کو مینڈکوں سے بھر دوں گا، اور دریا بے شمار مینڈک پیدا کرے گا، اور

وہ ادھر آ کے تیرے گھر میں اور تیری آرام گاہ میں اور تیرے پلنگ پر اور تیرے ملازموں کے گھر میں اور تیری رعیت اور تیرے سب نوکر پر چڑھیں گے اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ ہارون سے کہہ اپنا ہاتھ عصا کے ساتھ نہروں اور دریاؤں اور حوضوں پر بڑھا اور مینڈکوں کو ملک مصر پر چڑھا، چنانچہ ہارون نے مصر کے پانی پر ہاتھ بڑھایا اور مینڈک چڑھ آئے، اور مصر کی زمین چھپادی، اور جادوؤں نے بھی جادوؤں سے ایسا ہی کیا اور مصر کی زمین پر مینڈک چڑھ آئے۔“

(خروج ۸۰: ۱-۷)

خلاصہ یہ کہ مینڈکوں کی کثرت سے مصریوں کا کھانا پانی سب حرام ہو گیا تھا، مصریوں کے ہاں مینڈک ایک مقدس جانور بھی تھا، اس لئے ان کی حیرانی اور پریشانی قدرتا اور زیادہ تھی۔

عہد جدید میں ایک جگہ ناپاک روجوں کو مینڈک کے قالب میں متشکل دکھایا گیا ہے: ”پھر میں نے اس اژدھے کے منہ سے اور اس حیوان کے منہ سے اور اس کے منہ سے تین ناپاک روجیں مینڈک کی شکل میں نکلنے دیکھیں۔“ (مکاشفہ ۱۴: ۱۳)

مینڈک ایک مشہور آبی جانور ہے۔ ماہرین کے بیان کے مطابق اس کی سیگڑوں قسमें ہیں۔ ہندوستان میں برسات کے زمانہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے، زیادہ تر تالابوں اور گڈھوں میں رہتا ہے، لیکن خشکی پر بھی گزر کر لیتا ہے۔ خصوصاً ترائی کے علاقوں میں، برسات کے ختم پر مینڈکوں کے ڈھانچے خشک ہو جاتے ہیں اور جب برسات کا موسم آتا ہے تو پھر انھیں خشک ڈھانچوں میں جان پڑ جاتی ہے، ہستی کے زمانہ میں نر مینڈک بہت زور سے چلاتے ہیں، اور ٹر ٹر اتے رہتے ہیں، خصوصاً رات

کے وقت مینڈک کی غذا برساتی کٹرے کوڑے اور پتنگے ہیں، مینڈک انھیں صاف نہ کرتا رہے تو ان کی کثرت انسان کی جان کو ایک عذاب بن جائے، اور یہ خود سانپ کی مرغوب غذا ہے، مینڈک تین سال کی عمر میں انڈے دینے کے قابل ہو جاتا ہے اور پوری جوانی کو وہ سال کی عمر میں پہنچتا ہے، اس کی عمر کا تخمینہ بیس اور چالیس کے درمیان کیا گیا ہے، مینڈک کا پھد کنا بچوں کو بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے، اور جس طرح اپنی شکل و صورت کے لحاظ سے وہ بچوں کا کھلونا بنا رہتا ہے۔ اسی طرح اہل سائنس اپنی تجربہ گاہوں میں شاید سب سے زیادہ تجربے اسی جانور کے کرتے رہتے ہیں، اس کی بعض قسمیں درختوں پر رہا کرتی ہیں۔

قدیم مصری مذہب کی طرح بعض اور مذہبوں نے بھی اسے ایک مقدس جانور

مانا ہے۔



ط

طائر۔ پرندہ، عمل۔

ب۔ سورۃ الانعام، ع ۴ م بھا۔ سورۃ بنی اسرائیل، ع ۲

لفظی معنی پرندہ کے بھی ہیں اور عمل کے بھی، لفظ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے، لیکن ایک جگہ عمل کے معنی میں ہے جس کا اس کتاب سے کوئی تعلق نہیں، پرندہ کے معنی میں صرف ایک جگہ ہے، سورہ الانعام میں، اور وہاں مضمون یہ ہے کہ زمین پر نہ کوئی چلنے پھرنے والا جانور ایسا ہے اور نہ کوئی اپنے دونوں پروں سے اڑنے والا پرندہ مسگر یہ کہ وہ بھی تمھاری ہی طرح کے گروہ ہیں، اور محقق مفسرین کا بیان ہے کہ یہ تشبیت فحشور ہونے کے لحاظ سے ہے۔ ۱۰۱ للجزء (۱۰۱ قمری) فی انہم یحشون (کبیر) قبل فی الخلق والسنن والبعث (معالم، حضرات صحابہ سے یہی تفسیر منقول ہے وَلَیْسَ بِهَٰذَا اَنْ ابرہائم تحشور بومہ القیامۃ وھذا قول ابی ذرہ والی ہریرۃ والحسن وغیرہم (قمری)۔

مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ التزام و انتظام جب غیر مکلفین اور نیم مکلفین کیلئے ہے تو ان کو پوری طرح مکلف و ذمہ دار ہے، کیوں کر اس سے بچ سکتا ہے۔ پرندے بھی حشرات الارض، درندوں، چرندوں کی طرح حیوانات کی ایک مستقل صنف ہیں اور دنیا کے ہر حصے میں پائے جاتے ہیں، ان کی آبادی کے اندر بھی اور جنگلوں میں بھی یہاں تک کہ دریاؤں اور سمندروں میں بھی، ان کی فسیں

صدیا نہیں ہزار ہا ہیں، ماہرین کے آخری شمار کے مطابق ۸ ہزار محض چونچوں کی ساخت کے لحاظ سے دس قسم کی چڑیاں پائی گئی ہیں۔ بعض کی چونچ بہت لمبی، بعض کی ٹیڑھی، بعض کی بہت ٹیڑھی و قس علیٰ هذا ان کے بچے انڈوں سے نکلتے ہیں، اور یہ انڈے خود ہی سیتی ہیں، بعض خارجی طور پر بھی گرنی پہنچانے سے نکل آتے ہیں پچڑیوں کی خوراکیں بھی مختلف ہیں، سمندری چڑیاں مچھلیاں، گھونگھے وغیرہ کھاتی ہیں، لبطخوں کی غذا مچھلیاں اور مینڈک ہیں، اکثر چڑیاں غلہ کے دانوں اور کٹرے کوڑوں، کینچوں پر بسر کرتی ہیں۔ بعض پرندے مثلاً گدھ مدر خوار ہوتے ہیں، اور بعض مثلاً باز، شکرہ، چوہوں، چوہیوں کو کھا جاتے ہیں۔ چڑیوں کے پران کے پوشش کا کام دینے ہیں، اور ان کے اڑان کا ذریعہ بھی یہی ہوتے ہیں۔ بعض پرندے گھروں میں پلتے ہیں اور ان سے مانوس رہتے ہیں مثلاً مرغی، لبطخ، چنیا لبطخ، کبوتر، مینا، فاختہ، قمری وغیرہ اور بعض شکاری ہوتے ہیں جو سکھائے جانے کے بعد دوسری چڑیاں ان کے لئے کھڑکھڑاتے ہیں مثلاً باز یا شکرہ بہت سے پرندے شریعت میں حلال ہیں اور عموماً چڑیوں کا گوشت بہت لذیذ سمجھا گیا ہے، خصوصاً مرغ، ہریل، تیتیر، بٹیر، مرغابی، قاز، فیل مرغ، دہلیں، مور وغیرہ کا، بعض چڑیوں کا اڑان ۵۰۰ میل فی گھنٹہ پایا گیا ہے، اور بعض چڑیاں بڑے بڑے لمبے فاصلہ تک تحت بغیر کہیں رکے ہوئے طے کرتی رہتی ہیں۔

پرندوں کے جسم کی ساخت حسن صنعت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہوتی ہے، ہڈیاں، جسمی ریشے اور رابلط، پر بازو، سب کی ترکیب ایسی ہوتی ہے جو انھیں اڑان کے لئے خاص طور پر موزوں بنا دے، چنانچہ یہ ہوائی جہاز جو نکلے ہیں، ان کی تیاری میں پرندوں خصوصاً سمندری بگلے کے ڈھانچہ کو بہ طور نمونہ سامنے رکھا گیا ہے۔

رنگ اور جسامت کے لحاظ سے بھی پرندے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، بعض چڑیوں کی آوازیں اور ہر لہجہ انسان کو نغمہ کی طرح دل آویز معلوم ہوتے رہے ہیں۔ بعض پرندوں کو مشرک قوموں نے منحوس سمجھا ہے، اور ان کی آواز کو بدشگونی قرار دیا ہے مثلاً: اٹو، کھوسٹ، کو آؤغہ، اور بعض پرندوں کو انھیں مشرک قوموں نے مقدس سمجھ کر ان کی پوجا کی ہے مثلاً نیل کنٹھ، عقاب، مور، کالا بھنگا۔

توریت اور انجیل دونوں میں پرندوں کا ذکر کثرت سے آیا ہے، توریت کا بیان ہے کہ پرندوں کی خلقت، تخلیق کائنات کے پانچویں دن ہوئی۔

”اور خدا نے کہا کہ..... پرندے زمین پر آسمان کی فضا میں اڑیں..... اور خدا نے ہر قسم کے پرندوں کو ان کی جنس کے مطابق پیدا کیا..... اور خدا نے ان کو برکت دے کر کہا کہ پرندے..... زمین پر بہت ہوں، سو شام اور صبح پانچواں دن ہوا۔ (پیدائش ۱: ۲۰، ۲۳)

اور توریت ہی کا بیان ہے کہ حضرت نوحؑ نے طوفان کے وقت حکم خداوندی سے اپنے سینے پر پاک پرندوں میں سے سات سات نر اور مادہ رکھ لئے تھے۔ (پیدائش ۷: ۱-۲)

ملاحظہ ہوں عنوانات: جناحیہ و طیور۔

(حکما) طریقاً - تروتازہ (گوشت)

۱۴۔ سورۃ النحل ع ۲ ۱۵۔ سورۃ فاطر ع ۱
لفظ قرآن میں دونوں جگہ گوشت کی صفت میں آیا ہے، یعنی تروتازہ گوشت

اور دونوں جگہ سیاق بحر کی جانوروں کا ہے، یعنی مچھلیوں کا گوشت، پہلی آیت کا مضمون ہے کہ وہ وہی (اللہ) ہے جس نے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس میں سے تر و تازہ گوشت کھاؤ اور دوسری آیت میں ہے کہ دونوں دریا ایک ا نہیں، ایک شیریں ہے پیاس بجھانے والا کہ اس کا پینا بھی آسان اور ایک شور و تلخ اور تم تر و تازہ گوشت ہر ایک سے کھا سکتے ہو۔ یعنی کھانے والی مچھلیاں ایک ایسی نعمت ہیں جو نمکین اور کڑوے سمندر والے پانی میں بھی پیدا ہوتی ہیں اور شیریں و خوش گوار دریائی پانی میں بھی۔

مچھلی کا گوشت کیا بہ لحاظ ذائقہ اور کیا بہ لحاظ نفع طبی، سارے گوشتوں میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اور قرآن مجید نے اس کا شمار اللہ کی نعمتوں میں کیا ہے۔ عہد عتیق و عہد جدید دونوں میں مچھلی کا ذکر تو کثرت سے ہے، عہد جدید میں ایک جگہ صراحت کے ساتھ مچھلی کے گوشت کا ذکر دوسرے گوشتوں سے الگ کر کے کیا ہے:-

”سب گوشت یکاں گوشت نہیں بلکہ آدمیوں کا گوشت اور ہے چوپایوں کا

گوشت اور پرندوں کا گوشت اور ہے، مچھلیوں کا گوشت اور“

(۵: ۳۹ لا)

پرند۔ چڑیاں (واحد و جمع دونوں)

طبراً

طبر

پ۔ سورۃ آل عمران ع ۵ (دوبار)

پ۔ سورۃ البقرۃ ع ۲۵

۱۲۔ سورۃ یوسف ع ۵ (دوبار)	۱۴۔ سورۃ المائدہ ع ۱۴
۱۳۔ سورۃ الانبیاء ع ۴	۱۵۔ سورۃ النحل ع ۱
۱۶۔ سورۃ النور ع ۴	۱۷۔ سورۃ الحج ع ۴
۱۷۔ سورۃ سبا ع ۲	۱۸۔ سورۃ النمل ع ۲ (دوبار)
۱۸۔ سورۃ الواقعہ ع ۱	۱۹۔ سورۃ ص ع ۲
۱۹۔ سورۃ الفضل	۲۰۔ سورۃ الملک ع ۲

پرنندوں بہ صیغہ جمع کا ذکر قرآن مجید میں ان اٹھارہ مقامات پر آیا ہے۔ سورہ بقرہ میں تو یوں کہ ”ہم نے ابراہیم سے کہا کہ چار پرندے پکڑ لو، سورہ آل عمران میں دونوں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کہہ کہ میں پرندوں کے بنے ہوئے پتلیوں کو لیتا ہوں، اور ان میں جب نفع کر دیتا ہوں تو حکم الہی سے اصل پرندے بن جاتے ہیں، سورہ مائدہ میں بھی یہی مضمون ہے، سورہ یوسف میں نان پتیر کے خواب کے سلسلہ میں کہ وہ پرندوں کو اپنے سر کے اوپر سے روٹیاں نوچتے ہوئے دیکھتا ہے، اور تعبیر خواب حضرت یوسف یہ دیتے ہیں کہ اسے سوئی پر چڑھا دیا جائے گا اور پرندے اس کی کھوپڑی نوچ کر کھا لیں گے۔ سورہ النحل میں پرندوں کی اڑان کی طرف متوجہ کر کے صنعت باری پر استدلال کیا گیا ہے۔ سورہ الانبیاء میں یہ ذکر ہے کہ حضرت داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح میں شریک ہوتے تھے۔ سورہ الحج میں مشرک کی مثال دی گئی ہے کہ وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے، اور پرندے اسے راہ میں اچک لیں۔ سورہ النور میں یہ بیان ہے کہ آسمان وزمین کی ساری زندہ مخلوق کی طرح پرندے بھی قطار و قطار اللہ کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں، سورہ النمل میں حضرت سلیمان کی زبان سے یہ شکر گزاری

کہ ہم کو پرندوں کے زبان کی فہم عطا ہوئی، اور دوسری جگہ یہ کہ آپ پرندوں کا جائزہ لے رہے تھے، سورہ سبا میں حضرت داؤد کے سلسلہ میں ان کے ساتھ تسبیح کا حکم پہاڑوں اور پرندوں کو، سورہ ص میں حضرت داؤد کے تذکرہ کے ذیل میں ہے کہ پرند بھی عبادت میں لگے رہتے ہیں، سورہ الواقعہ میں پرندوں کے گوشت کا ذکر جسے انسان رغبت کے ساتھ کھاتا ہے۔ سورہ الملک میں پرندوں کی اڑان سے صفت باری پر استدلال ہے اور سورہ الفیل میں یہ ذکر کہ اصحاب فیل پر حملہ کے لئے پرندوں کے جھنڈ بھیجے گئے۔

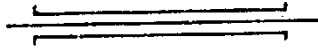
قرآن مجید نے پرندوں کی عبادت و تسبیح کا بار بار اثبات کیا ہے، اپنے درجہ وجود کے لائق اور درجہ تعقل کے مناسب حال وہ یقیناً تسبیح میں مشغول رہتے ہوں گے ان کے گوشت کی لذت کا ذکر موقع مدح پر کیا ہے، اور ان کی پرواز سے حق تعالیٰ کی صنائی پر استدلال کیا ہے۔

خشکی کے پرند دنیا کے ہر ملک میں پائے جاتے ہیں، بعض پرند آبی بھی ہوتے ہیں، مثلاً بگلا، مرغابی وغیرہ۔ پرندوں کے رہنے کی اصل جگہ باغوں اور جنگلوں کے درخت ہوتے ہیں لیکن بعض پرند، مکانون اور عمارتوں کے روزنوں، روشن دانوں کانسوں میں گھونسلے بنانے کے عادی ہوتے ہیں، مثلاً کبچنک (دگرگیا)، کبوتر، مینا وغیرہ، اور بعض گھر بونالابوں میں مثلاً بطخ،

حیاتیاتی حیثیت سے ماہرین فن کا بیان ہے کہ پرندوں کا ارتقائی مرتبہ حشرات الارض سے اونچا، اور پستان دار چوپایوں سے نیچا، لیکن پرندوں کے خون کی طبعی گرمی... اڈگری فارن ہائٹ کی ہے، جو پستان دار چوپایوں سے زیادہ ہے،

پرندے عموماً انسان کو ہر ملک میں اور تاریخ کے ہر دور میں عزیز و مرغوب رہے ہیں، کبھی اپنی خوش نمائی کے باعث، کبھی اپنی خوش الحانی کے لئے کبھی اپنے گوشت کی لذت کے خاطر کبھی کسی اور افادی بنیاد پر، کبوتر سے پیام رسانی کا کام شاہی فوجوں میں ہمیشہ لیا گیا ہے، یہاں تک کہ اس ٹیلی فون اور تار اور لاسکی کے دور میں بھی کبوتر کی یہ افادیت ختم نہیں ہوئی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : طائر!



ظ

ظفر - سُم، کھر، ناخن۔

پ۔ سورۃ الانعام ع ۱۸۔

حرمت حیوانات کے سلسلہ میں آیا ہے کہ یہود پر ہم نے ناخن دار جانور حرام کر دئے تھے۔

ملاحظہ ہو عنوان : ذی ظفر۔

ظہوسر (ہا)۔ ان کی پشتیں، پیٹھیں۔ (جمع، واحد: ظہر)

پ۔ سورۃ الانعام ع ۱۴

پ۔ سورۃ الزخرف ع ۱

پہلی جگہ یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے کشتیاں اور چوہائے پیدا کئے ہیں، جن پر تم سوار ہوئے ہو، تاکہ تم ان کی پشتوں پر قبضہ جاؤ در ضمیرہ کی تذکیر یہاں لفظ 'ما' کی رعایت سے ہے، اور تقدیر کلام یوں مانی گئی ہے، لنسوا علی ظہور ما ترکوا کبیر، دوسری آیت میں ذکر مشرکین عرب کی جاہلی رسموں کے سلسلہ میں ہے کہ بعض جانوروں کی پشتوں کو وہ اپنی طرف سے حرام ٹھہرا لیتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اُسے کسی دیوی دیوتا کے نام چھٹا

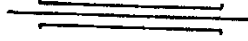
چھوڑ دیتے تھے، اور اس پر سواری اور بار برداری سب ناجائز سمجھتے تھے۔

فلا قركب ولا يحمِل عليها۔ (روح)

وليعبر عن المراكب بالظهور (راغب)

ہندی مشرکوں میں بھی بیل بھینسے وغیرہ کو بھوانی جی کے نام پر چھوڑ دینے

کا عام رواج ہے۔



ع

(ال) عادیات - سرپٹ دوڑنے والے گھوڑے۔ (جمع، واحد: عادیہ)

نپ - سوۃ العادیات

قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کا افتتاح اسی لفظ کو محل قسم میں لانے سے ہوا ہے کہ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑنے میں ہانتے ہوں۔

مراد ہیں لڑائی کے گھوڑے، اونٹ کی طرح گھوڑوں کے لئے بھی عربی میں بہت سے لفظ ہیں۔ اکثر اسما، ان کی کسی نہ کسی صفت کو ظاہر کرنے والے، اہل عرب گھوڑوں کی ان صفات سے خوب واقف تھے، اور غازیوں اور مجاہدوں کے گھوڑوں کی بڑی

فضیلتیں آئی ہیں۔

جنگ میں گھوڑ چڑھی فوج یا سواروں کی اہمیت خصوصی شروع سے چلی آئی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ سواروں کے دستہ سے سب سے پہلے کام سکندر نے اپنی فوج میں کیا اور اس کے بعد سواروں کی اہمیت تاریخِ حرب کے ہر دور میں رہی ہے یہاں تک کہ اب جب مسلح موٹروں، موٹر سائیکلوں وغیرہ نے میدانِ جنگ پر قبضہ جالیا ہے اب بھی گھوڑ چڑھی فوج ہی کار نمایاں انجام دے رہی ہے، اور مسلمانوں کی تاریخ کا تو کوئی باب بھی سوار دستوں کی اہمیت سے خالی نہیں رہا ہے۔

تاریخ اسرائیل میں گھوڑے کی جو حیثیت سب سے زیادہ نمایاں رہی ہے

۱۳۴

وہ بجائے عام سواری اور بار برداری کے جانور کے فوجی ہی سواری کی ہے ، اور حضرت سلیمان کے گھوڑوں کے سلسلہ میں تھانوں کی تعداد ۴۰۰ ہزار اور سواروں کی بارہ ہزار عہد عتیق میں درج ہے ،

عجاف - دُہلی

پ۔ سورۃ یوسف ع ۴ (دوبار)

سورہ یوسف میں گائے (بقرات) کی صفت کے موقع پر شاہ مصر کے خواب اور تعبیر خواب کے سلسلہ میں دو مرتبہ لفظ آیا ہے ۔ جب اس نے سات دہلی پتی گایوں کو دیکھا تھا کہ وہ سات موٹی تازی گایوں کو نگل گئی ہیں ، اور حضرت یوسف نے اس سے تعبیر سات قحط والے سالوں کی دی تھی ۔

ملاحظہ ہو عنوان : سہان

دال (عجل

عجلاً

عجل

بچھڑا ، گوسالہ

پ۔ سورۃ البقرۃ ع ۱۱ (دوبار)

پ۔ سورۃ البقرۃ ع ۲۲ (دوبار)

پ۔ سورۃ الاحزاب ع ۸ اور ۱۴

پ۔ سورۃ النساء ع ۲۲

پکے۔ سورۃ ہود ع ۷
پکے۔ سورۃ الذاریات ع ۲۰

پچھڑے اور گوسالہ کا نام قرآن مجید میں آیا تو نو مقام پر ہے، لیکن موضوع ذکر کل دو ہی ہیں، ایک یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریث لینے گئے ہیں ان کی غیبت میں بنی اسرائیل نے ایک طلائی بچھڑا بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی تھی، اس پر انھیں حکم ملا کہ اس مورتی کو جلا کر خاک کر دو، اور اس کی خاکستر پانی میں بہا دو، اس پر بھی بچھڑے کی عقیدت ان لوگوں کے دل میں بسی رہی، یہ بھی ارشاد ہوا کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ان پر غضب الہی اور عذاب ذلت اسی دنیا میں نازل ہوگا۔ سورۃ بقرہ ع ۴ (مکرر) سورۃ بقرہ ع ۱۱ (مکرر) سورۃ النساء ع ۲۲ سورۃ الاعراف ع ۱۸-۱۹ اور سورہ طہ ع ۸۴ میں یہی مضمون ہے، باقی دو جگہ یعنی سورہ ہود ع ۷ اور سورہ الذاریات ع ۲۰ میں مضمون یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتہ اناہی صورت میں آئے ہیں تو آپ نے انھیں مہمان سمجھ کر جھٹ ایک موٹا تازہ بچھڑا سمجھ کر ان کی ضیافت کے لئے پیش کر دیا۔

کنعان اور اس کے مضافات میں گوسالہ کی پرستش عام تھی، اسیر اعلیٰوں نے انھیں مشرک قوموں کی دیکھا دیکھی خود بھی گوسالہ پرستی شروع کر دی تھی، توریث (باب خروج) میں اس کا تفصیل سے ذکر ہے، اگرچہ اس میں اس کی ذمہ داری خواہ مخواہ اللہ کے ایک نبی حضرت ہارون پر ڈال دی ہے اور قرآن مجید نے شاید اسی غلطی کے ازالہ کے لئے صراحت کے ساتھ سامری کا نام لینا ضروری سمجھا۔ بچھڑے کے مال اور باپ یعنی گائے اور بیل یوں بھی بہت سی قوموں

میں مقدس سمجھے گئے ہیں ، اور گائے کی تقدیس تو ہندی شرک کا ایک اہم جزو ہے۔

پھر طے کا گوشت طبی فوائد نیز اپنے ذائقہ کے لئے مشہور ہے ، ضیافت کے موقع پر ایک مسلم گوسالہ تل کر یا بھون کر پیش کر دینا مہمان نوازی کی اعلیٰ صورت ہے۔ انجیل لوقا (۱۵: ۲۲، ۲۳) میں گھر کے پلے ہوئے پھرے سے ضیافت کرنے کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : حنیذ ، سمین

(۱۱) عشاسر۔ دس مہینہ کی گابھن اونٹنیاں (جمع ، واحد : عشور)

ب۔ سورۃ التکویر

ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے۔ منظر حشر کے فقرہ اول کے سیاق میں جب کہ دس مہینہ کی گابھن اونٹنیاں بھی چھوٹی ہوئی پھریں۔

عرب میں ایسی اونٹنیوں کی بڑی قدر و قیمت تھی ، تو مراد یہ ہوئی کہ وہ وقت اب انفسا نفسی کا ہوگا کہ اتنے قیمتی مال کی طرف بھی کسی کی توجہ باقی نہ رہ جائے گی ، ہر شخص اپنی فکر میں پڑا ہوگا۔ اونٹ نر اور مسادہ یوں بھی عرب میں بڑی قدر و منزلت کی چیز ہے ، اور اونٹنی کی اس خاص قسم کی قیمت تو اور بھی زائد ہے۔

ملاحظہ ہو عنوانات : ابل ، جمل ، ناقہ۔

(جمع، واحد: عظم)

ہڈیاں

{ دال، عظام
عظاماً }

پ۔ سورۃ البقرۃ ۳۵ ع

قرآن مجید میں یہ لفظ آیا تو ہے نو یا دس بار، لیکن اور ہر جگہ انسانی ہڈیوں کے سلسلہ میں، حیوانی سیاق میں ایک جگہ آیا ہے۔ ایک بندہ مقبول کے سلسلہ میں جنہیں موت کی نیند سے شو برس کے بعد معجزانہ طریق پر اٹھایا گیا، اور ان سے کہا گیا کہ اپنے کھانے کو دیکھو، اور اپنی سواری کے گدھے کی ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم انہیں کس طرح از سر نو جلا رہے ہیں، قرآن میں یہ تصریح نہیں کہ ہڈیاں گدھے ہی کی ہیں، لیکن سیاق عبارت صاف دلالت اسی پر کر رہا ہے۔

ہڈیاں جس طرح انسانی ڈھانچ کا ایک لازمی اور اہم ترین جزو ہیں۔ اسی طرح جسم حیوانی کا بھی، اور ہڈیوں میں جان ڈال دینا گویا کل جسم انسانی کو دوبارہ جلا کھڑا کرنا ہے۔ ہڈیوں کا لفظ توریت و انجیل دونوں میں کثرت سے آیا ہے۔

عظم۔ ہڈی

پ۔ سورۃ الانعام ۱۵ ع

لفظ تو قرآن مجید میں ایک سے زائد بار آیا ہے، لیکن حیوانات کے سلسلہ میں صرف ایک موقع پر یہود کے ذکر میں ہے کہ ان پر گائے اور بکری کی چرنی

۱۲۸

حرام کی گئی ہیں مگر وہ چربی نہیں جو ہڈی کے ساتھ ملی جلی ہو۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: حویا، عظام

(ف) عقر ہلاک کر ڈالا، کوئیں کاٹ دیں۔

پ۲۔ سورۃ القصص ۲۷۔

ذکر صرف قوم ثمود کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان سرکشوں نے اپنے رفیق یا سردار کو پکارا، سو اس نے اس اونٹنی پر وار کیا، اور اس کو ہلاک کر ڈالا۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: عقر و، نافقہ۔

عقر و (ھا) اس کی کوئیں کاٹ دیں۔

پ۳۔ سورۃ ہود ۴۱۔

پ۴۔ سورۃ الاحزاب ۱۷۔

پ۵۔ سورۃ الشمس ۱۔

پ۶۔ سورۃ الشعراء ۱۸۔

چار بار یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے، اور چاروں مرتبہ حضرت صالح (قوم ثمود) کے پیغمبر کے اونٹنی کے سلسلہ میں، یہ اونٹنی بطور معجزہ کے ظاہر ہوئی تھی اور قوم ثمود کو حکم ملا کہ اسے کسی طرح کا گزند نہ پہنچایا جائے، انھوں نے اس کی تعمیل نہ کی، بلکہ اس کی کوئیں کاٹ کر ہلاک کر دیا، قرآن مجید میں چار مختلف موقعوں پر ذکر اسی عقر کا ہے،

اونٹ کے ذبح کا طریقہ عام جانوروں سے الگ ہے۔ اسے پہلے اس کے پچھلے پیروں میں گھٹنے کی اٹلی طرف رخ لگایا جاتا ہے، پھر اسے گرا کر ذبح کیا جاتا ہے

۱۴۹

اسی زخم لگانے کو کوئی نہیں کاٹ دینا کہتے ہیں۔
ملاحظہ ہو عنوان : ناقۃ۔

دال (عنکبوت - مکڑی

۲۱۔ سورۃ العنکبوت ۵۶ (دوبار)

یہ نام صرف دو بار آیا ہے، ایک ہی سلسلہ میں اور ایک دوسرے سے متصل مضمون یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے اپنے کار ساز ٹھہرا رکھے ہیں۔ ان کی حالت مکڑی کی سی ہے، وہ اپنا گھر بناتی ہے، اور بہت ہی نامضبوط گھر مکڑی کا ہوتا ہے، گویا شرک کی تشبیہ مکڑی کے جانے سے دی ہے۔

مکڑی دنیا کا ایک معلوم و معروف گھناؤنا سا جانور ہے، شاید بجز قطبین کے شدید برقی علاقوں کے ایورسٹ کی بلند چوٹی سے لے کر زیر زمین تارک غاروں تک میں پایا جاتا ہے۔ ماہرین فن نے اس کی ہم ہزار قسمیں شمار کی ہیں۔ اس کے آٹھ پیر ہوتے ہیں، بہ خلاف عام مکوڑوں کے جن کے صرف ۶ پیر ہوتے ہیں، اور اسی بنا پر بعض ماہرین نے اسے مکوڑوں کے طبقہ سے نکال کر حیوانات کے اس خاندان میں جگہ دی ہے جس کے اور ارکان کیکڑا، بچھو، کھنکھورا وغیرہ ہیں، متعدد آنکھیں جن سے ہر طرف دیکھ سکتی ہے اور اس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے۔ بعض اصناف میں دو، اور بعض میں آٹھ آٹھ زہریلی ان کی کم و بیش سب ہی قسمیں ہوتی ہیں، اور بعض ان کے لئے مہلک ہیں۔ اس کی غذا دوسرے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں اور یہ بغیر غذا بھی مدتیں گزار سکتی ہے۔ یہاں تک کہ دو دو، ڈھالی ڈھالی برس، جسامت کے لحاظ سے

مکڑیاں مختلف ہوتی ہیں، بعض بہت بڑی، بعض بہت چھوٹی۔
 جائے کا نہایت نفیس تانان گراس کے اندر رہتی ہے، یہ جالا اپنی کمزوری اور
 نازکی کے لئے ضرب المثل کی شہرت رکھتا ہے۔ ہوا کے ہر تیز جھکڑ اور بارش سے تارتار
 ہو جاتا ہے اور مکڑی پھر نئے سرے سے اس کے تانے میں لگ جاتی ہے، اس کے جالے
 کے کمزوری کی تمثیل عہد عتیق میں بھی موجود ہے۔
 ”ان کی امید کی جڑ ٹکٹ جاتی ہے اور ان کی آس مکڑی کے جالا سا ہے“

(ایوب، ۸: ۱۲)

”وہ بطلالت پر تو کلی کرتے ہیں، اور جھوٹ بولتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ناگ کے
 انڈے سیٹے ہیں، اور مکڑی کی طرح جالا بنتے ہیں“ (یسعیاہ ۵۹: ۷۵)

عنوان۔ درمیانی عمری، پوری جوان۔

پ۔ سورة البقرة ع ۸

ذکر صرف ایک جگہ ہے۔ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ
 میں حکم ذبح گاؤ کا ملا ہے اور وہ طرح طرح کی کریدا اس کے متعلق کر رہے ہیں، تو سن
 کے سلسلہ میں انھیں ایک جواب یہ ملا ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی بلکہ درمیانی
 عمر کی ہو۔ العنوان المتوسط بین السنین (راغب)

ملاحظہ ہو عنوان: بقرة

غ

راہ (غراب) کو
غراباً

پ۔ سو صاۃ الماخذ ۵۷ (دوبار)

اس پرندے کا نام قرآن مجید میں دوبار آیا ہے اور دونوں مرتبہ ایک ہی سیاق میں یہ سلسلہ بیان ہے کہ روئے زمین پر سب سے پہلا انسانی قتل قابیل کے ہاتھ قابیل ہوا، اب اس کے بعد قاتل کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مقتول کی لاش کو کیا کرے، اللہ نے اپنی قدرت و حکمت سے ایک کوئے کو بھیجا، جو زمین کی مٹی ہٹا کر ایک دو سر کوئے کی لاش کو اس میں دبا رہا تھا، یہ دیکھ کر قابیل کے بھی اتنی سمجھ آگئی اور اس نے حسرت کے ساتھ کہا کہ مجھ پر توف ہو، میں اس کوئے کی اتنی بھی سمجھ نہیں رکھتا۔

کوّا ایک معلوم و معروف جانور ہے، اور اس کا وجود دنیا کے ہر حصہ میں پایا گیا ہے، شاید بحر جنوبی امریکا اور آسٹریلیا کے بعض علاقوں کے اس کی قسمیں بہت زائد ہیں، اور مینا، تلوری وغیرہ متعدد جانور جو اپنا مستقل وجود رکھتے ہیں، اسی کے خاندان کے سمجھے گئے ہیں، بعض ماہرین کا خیال ہے کہ پرندوں میں سب سے

بڑی آبادی دنیا میں کووں ہی کی ہے، ہمارے ملک میں کوئے زیادہ تر ہلکے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں، جن کے گردنوں کے ارد گرد کازنگ خاکستری ہوتا ہے، بعض ایک تخت گہرے اور چمک دار سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں، جو ڈوم کوئے کہلاتے ہیں۔ کوئے کی عمر طبعی تئیس سال ہے۔

کوئے کی سوچہ بوجھ، سیانے پن اور حرص و طمع کے قصے عام طور پر زبان زد ہیں۔ بعض ماہرین حیوانات نے کہا ہے کہ کوّا دنیا کا ذہین ترین پرندہ ہے، اپنی غذا کے لحاظ سے کوّا ہم غور ہے۔ غلہ، سبزی، پھل، گوشت، مردار، ہڈی، کیڑے مکوڑے سب ہی اس کی خوراک کے کام آجاتے ہیں، اچھے بڑے کوئے کی جسامت لمبان میں ۱۸ انچ ہوتی ہے۔ بعض اور پرندوں کی طرح یہ اپنی سحر خیزی کے لئے مشہور ہے، تڑکے سے بولنے لگتا ہے، اور بہت سویرے سے غذا کی تلاش میں نکل جاتا ہے، اس کی بونی سے سگون لینے کا دستور مشرک قوموں میں عام رہا ہے۔ عرب جاہلیت میں خاص طور پر تھا۔ اسے ایک مقدس جانور آج بھی امریکا کے شمال مغربی ساحل کی آبادیوں میں سمجھا جاتا ہے۔ بعض روایتیں اس کی بھی ہیں کہ کوئے کو پال کر اور سدھا کر اس سے کام پہرے کا لیا گیا ہے۔

عہد عتیق میں اس کا ذکر چھ بار آیا ہے، اور عہد جدید میں ایک بار، قوریت میں ہے کہ حضرت نوح نے طوفان نھنے پر سب سے پہلا پرندہ جو اپنے جہاز سے اڑایا وہ کوّا ہی تھا۔

”اور چالیس دن کے بعد یوں ہوا کہ نوح نے کشتی کی کھڑکی جواٹھوں نے بنائی تھی، کھول دیا، اور اس نے ایک کوئے کو اڑایا، سو وہ نکلا، اور جب

تک کہ زمین پر سے پانی سوکھ نہ گیا، وہ آیا جانا کرتا تھا۔“

(پیدائش - ۸: ۷)

شریعت موسوی میں کو ابالاتفاق حرام تھا، علما، اسلام میں سے بعض نے
حلت زراعت پر رسالے لکھے ہیں۔

(ال، غنم) بکریاں، بکرے (اسم جمع)

غنمی میری بکری

پ۔ سومۃ الانعام ۱۸ ع ۱۷۔ سومۃ الانبیاء ۴ ع ۱۶

پ۔ سومۃ طہ ۲ ع ۱۷

قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ اس سیاق میں کہ بنی اسرائیل پر چربیاں
گائے اور بکری کی حرام کردی گئی تھیں۔ دوسری جگہ حضرت موسیٰ کی زبان سے ان کی عصا
کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ ادا کرایا گیا ہے کہ میں اس سے اپنی بکری ہنکاتا رہتا ہوں
تیسری جگہ یہ ذکر ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے سامنے ایک جھگڑا بکری
کے متعلق پیش ہوا۔

بکری ہندوستان و پاکستان کا ایک مشہور جانور ہے، اور اس کا گوشت لذت
اور طبی منفعت دونوں لحاظ سے ایک بہترین گوشت ہے، کثرت سے ہر جگہ
کھایا جاتا ہے۔ سادہ قورمہ، ترکاری دارقلید، سوپ (خالی شوربہ)، بخنی، قیمہ، پلاؤ،
بریانی، متجن، پسندے، کباب، کوفتہ کباب، شانی کباب، سیخ کے کباب

اور طرح طرح سے استعمال ہوتا ہے، اس کے پائے مقوی اعضا دگو کسی قدر دیر بہنم، اور اس کا مغز (بھیجا) نیند لانے والا مانا گیا ہے۔ اس کے بچہ دھلوان، کا گوشت لذیذ اور مفید ہونے میں مشہور ہے۔ شریعت اسلامی کے علاوہ شریعت موسوی وغیرہ میں بھی یہ جانور حلال ہے۔ بعض جاہلی مذہبوں نے اس کا خون دیویوں کے استھانوں پر چڑھانے کا حکم دیا ہے۔

مشرقی دنیا کا کہنا چاہئے کہ یہ ایک مخصوص جانور ہے، انقرہ (ٹرکی) اور کشمیر کی بکریاں اپنے بڑے قد و قامت، بڑے بڑے بالوں اور چربی دار گوشت کے لئے خاص طور پر مشہور ہیں۔ پہاڑی بکریاں اور جنگلی بکریاں عام و دیہاتی بکریوں سے قوت اور جسامت دونوں میں کہیں بڑھی ہوئی ہیں۔ بکری عام طور پر صرف سبزی خور جانور ہے لیکن سبزی کے علاوہ بھی بہت کچھ جھاڑتی ہے اور کھانے کو اسے ملتا رہے تو اس کا منہ دن بھر چلے جائے، بکری ایک کم ہمت اور بزدل جانور ہے اور لفظ "بزدل" کی ساخت خود ہی اس کا پتہ دے رہی ہے، (د بزدل: وہ جس کا دل بکری کا سا ہو)۔

بکری سینک ضرور رکھتی ہے، مگر اس میں مقابلہ کی قوت بہت ضعیف ہوتی ہے، لیکن ماہرین فن کا بیان ہے کہ بکری بھیڑ سے زیادہ ہمت و جرأت رکھتی ہے۔

بکری کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ سفید، سیاہ، ابلق، کتھی، سرخی مائل، سرنگ کی بکری مختلف ملکوں میں پائی گئی ہے، ایک ایک جھول میں کبھی دو پچر دیتی ہے کبھی چار، اس کے نرمیں مستی کے زمانہ میں ایک خاص قسم کی بو یا خوشبو پیدا ہو جاتی ہے، نر کے چہرہ پر ٹھوڑی کے نیچے بال مثل داڑھی کے ہوتے ہیں، بکری

کا دودھ مقدار میں بہت زیادہ ہوتا ہے، اور دن میں کئی کئی بار دہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جس گھر میں بکری ہو وہاں کبھی فاقہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا دودھ تاثیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے اور دق، آتشکٹ وغیرہ متعدد ایسے امراض میں دیا جاتا ہے جو گرمی سے پیدا ہوتے ہیں، بکری کی ہوا کہا جاتا ہے کہ دق کے مریضوں کے لئے مفید ہوتا ہے چنانچہ بعض اطباء کی تاکید رہتی ہے کہ دق کے مریض کے پاس بکری بندھی رہے، بہت سے قدیم ملکوں میں اونٹ اور گائے اور بیل اور بھیر کی طرح بکریوں کے گلے بھی سرمایہ کے قائم مقام ہوئے ہیں، اور وہاں دولت و ثروت کا اندازہ بکری کے ریوڑوں ہی سے کیا جاتا ہے۔ بکری کا چمڑا بہت کام آتا ہے، مشک، مشکیر اور خیمے ڈیرے اسی سے بنائے جاتے ہیں، بکری کے بال بھی دھسوں، پشمینوں اور پوششوں میں کام آتے ہیں جینگلی بکریوں کے سینگ بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں، بعض کے ایک ایک گز کے پائے گئے ہیں۔ اس جانور کا ذکر امثال سلیمانی میں یوں آیا ہے:

”برے تیری پوشش کے لئے ہیں، اور بکرے تیرے میدانوں کی قیمت

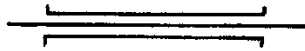
ہیں اور بکریوں کا دودھ تیرے کھانے کے لئے اور تیرے گھرانے کے لئے

اور تیری لونڈیوں کی گزران کے لئے کافی ہے۔ (۲۷:۲۷)

عہد عتیق و جدید کے صحیفوں میں اسی طرح چار پانچ جگہ بکری بکروں کا ذکر اور ہے، متعدد جاہلی قوموں میں بکری کی پرستش ہوئی ہے اور دیویوں کا قالب بکریوں کو سمجھا گیا ہے، بکری اور بھیر دونوں حیوانات میں ایک ہی نوع کے ماتحت ہیں، اور دونوں کی جسمانی ساختیں بہت ملتی جلتی ہوتی ہیں، سوا اس کے کہ بکری کی سینگ

اوپر کی طرف اٹھے ہوئے اور سامنے یا پیچھے کی طرف ٹپے ہوئے ہوتے بہ خلاف
بھیڑ کے سینگوں کے دبے ہوئے اور آڑی طرف ٹپے ہوئے ہوتے ہیں۔ بکری کی
دم بھی چھوٹی ہوتی ہے، اور دونوں جانوروں کی جلدیں مختلف ہوتی ہیں، گو خود بکریوں
میں بھی پہاڑیوں کی جلد میدانیوں سے بہت مختلف ہوتی ہے۔

اس کا گوشت شریعت اسلامی کی طرح شریعت موسوی میں بھی حلال رہا ہے
اور نبی اسرائیل برابر اس کی قربانی پیش کرتے رہے ہیں، بکری کی قربانی عید الاضحیٰ کے
موقع پر مسلمانوں میں بکثرت ہوتی رہتی ہے، مشرک قوموں میں استھانوں پر بکری کے
بیضٹ چڑھانے کا دستور بھی عام ہے۔



ف

فارض۔ بوڑھی

پ۔ سورۃ البقرۃ ع ۸۔

قرآن مجید میں ایک ہی جگہ یہ لفظ آیا ہے، بنی اسرائیل جب ذبح گاؤ کی فرمائش کے وقت اس گائے کی شناخت کے سلسلہ میں طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے تو انھیں ایک بتایہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ وہ گائے نہ زیادہ بوڑھی ہو اور نہ بن بیہی۔

ملاحظہ ہو عنوان : بقرۃ

دال (فراش)۔ پروانے، پتنگے (جمع، واحد : فراشتہ)

پ۔ سورۃ القاسمۃ

ستخیرِ حشر کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس روز انسان ایسے نظائیں گے جیسے منتشر پروانے یا پتنگے۔

فراش کے معنی پروانے یا پتنگے جو بھی لے جائیں اور ان کیڑوں کی جو بھی قسم مراد سمجھی جائے ان کی کثرت تعداد کی بنا پر اتنہ حشر سے ان کی تشبیہ نہایت موزوں اور بر محل ہے۔

عہد عتیق و جدید کے صحیفوں میں بھی ان کا ذکر متعدد بار آیا ہے۔

فَوْتُ (مِنْ قَسْوَةِ) - شیروں سے بھاگے ہوئے۔

پہلے۔ سورۃ الملک ۲۴

مشرکوں کے ذکر میں جو قرآن کے نام سے وحشت کھاتے تھے، مثال کے طور پر ارشاد ہوا کہ یہ لوگ وحشت کھائے ہوئے گدھوں کی طرح ہیں، جو شیروں سے بدک کر منہ اٹھائے بھاگے چلے جاتے ہیں۔
ملاحظہ ہو عنوان : قسوة

فَوْتُ - گوبر

پہلے۔ سورۃ النحل ۹

حق تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور صنائی کے سیاق میں ارشاد ہوا ہے کہ بے شک تمہارے لئے موشیوں میں بھی بڑا سبق موجود ہے۔ ان کے پیٹ میں گوبر اور خون کے قسم میں سے جو کچھ ہوتا ہے، اس کے درمیان سے صاف اور پینے والوں کے لئے خوش ذائقہ دودھ ہم تمہیں پینے کو دیتے ہیں۔

واقعی جہاں سے گوبر اور خون وغیرہ گندی چیزیں اور فضلہ وغیرہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، وہیں سے دودھ جیسی نفیس و پاکیزہ نعمت انسان کے لئے تیار کر دینا جس کے آگے بڑے سے بڑے کیمیا داں اور کیمیا ساز مع اپنی ساری تجربی کارگاہوں کے رنگ و حیران رہ جائیں، اگر ایک کھلی ہوئی دلیل ایک صنایع اعظم اور حکیم مطلق

کے وجود کی نہیں تو اور کیا ہے۔

فرشاً چھوٹے قد کا جانور

پٹ۔ سورۃ الانعام ۷۷۔

لغت میں ایسے جانور کو کہتے ہیں جو سواری اور بار برداری کے نہیں، بلکہ صرف کھانے پینے کے کام میں لایا جائے۔ جیسے بھیڑ، بکری، چھوٹے قد کے اونٹ وغیرہ۔ قرآن مجید میں ذکر صرف ایک جگہ ہے، ومن الانعام حمولةً وفرشاً جانوروں میں بڑے قد کے بھی ہیں اور چھوٹے قد کے بھی، اور تقدیر کلام عموماً یوں سمجھی گئی ہے، والنشاء حمولةً وفرشاً من الانعام (قرطبی)، وهو الذی النشاء لکھ من الانعام حمولةً وفرشاً (جاس) مراد ایسے جانور سے لی گئی ہے، جو زوج کے لئے ٹھایا جائے، یا جس کا صرف دودھ اور گوشت استعمال میں آجائے۔ ما یفوش للذبیح (کشاف، کبیر، مایوکل الحمد ماویحلب (قرطبی)

ملاحظہ ہو عنوان: حمولة

(ہل) فیل۔ ہاتھی

پٹ۔ سورۃ الفیل

ہاتھی ہمارے ملک کا ایک معلوم و معروف جانور ہے، اہل عرب کے لئے غیر معروف تھا۔ ظہور اسلام سے کوئی چالیس سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سال ولادت میں جب صوبہ یمن کے زیر مملکت حبشہ کے مسیحی صوبہ دار ابوبکر

نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی ہے توفوج میں اس کے ہمراہ ایک ہاتھی بھی تھا، جو اہل عرب کے لئے ایک نئی چیز تھا، اور اس لئے یہ واقعہ ان کی تاریخ میں ایک یادگار بن گیا۔ قرآن مجید میں یہ نام اسی جگہ اس تذکرہ میں آیا ہے کہ اے مخاطب تم نے دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔

خشکی کے موجودہ جانوروں میں قد و جثہ کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا جانور ہاتھی ہے۔ اس کی عمر طبعی ۱۵ سال ہے۔ یہ یورپ اور امریکا کا نہیں، صرف ایشیا اور افریقہ کا جانور ہے اور اس کی دو مختلف قسمیں ہوتی ہیں، ایک ایشیائی جو ہندوستان، سیلون، برما، کوچین، ملایا اور سماترا کے جنگلوں میں پائی جاتی ہے، دوسری افریقی، جس کا وجود جنوبی و مشرقی افریقہ کے بیابانوں میں ملتا ہے، افریقی ہاتھی کی نسل قدیم تر ہے، اور قد و جسامت میں بھی یہ ہندوستانی ہاتھی سے بڑا ہوتا ہے۔ عام طور سے یہ ہاتھی ۱۰ فٹ کے ہوتے ہیں، بعض ۱۱ فٹ کے بھی پائے گئے ہیں، سنھنی کا قد ۱۲ فٹ چھوٹا ہوتا ہے۔ وزن میں یہ ہاتھی ۶ ٹن کے اور سنھنیاں ۴ ٹن کی پائی گئی ہیں، ان کے کے نمائشی دانت ۶، ۶ فٹ لمبے ہوتے ہیں، ان ہاتھیوں کا ذکر قرطاجہ والوں کے حاربات میں آتا ہے، اور ابرہہ کے لشکر کا ہاتھی بھی یقیناً اسی خاندان کا ہوگا۔ ان کا اوسط عمر ۲۰ سال سے ۳۶ سال تک پایا گیا ہے۔

ہندوستانی ہاتھی قد میں نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے اور ۱۰-۱۲ فٹ کی بلندی تک شاید ہی پہنچتا ہے، اس کے دانت بھی اتنے لمبے نہیں ہوتے، اس کی عمر البتہ طویل ہوتی ہے، کسی کسی کی عمر ۷۰ سال کی بھی پائی گئی ہے۔ سیلون کی ہاتھی کے دانت وجود نہیں ہوتے۔ ان بے دانتوں کے ہاتھیوں کو عوام ملنا ہاتھی کہتے ہیں۔

ہاتھی کہا جاتا ہے کہ بڑا ذکی الحس اور ذہین جانور ہوتا ہے، عموماً ایک جھول میں ہتھنی کے ایک ہی بچہ ہوتا ہے اور کبھی دو بھی۔ زمانہ حمل ۲۱ مہینہ سے کچھ اوپر ہوتا ہے، ہاتھی کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں، کان بڑے اور پنکھے کی طرح ٹکے ہوئے ہوتے ہیں اور ناک کی جگہ ایک لمبی ٹلکتی ہوئی سونڈ ہوتی ہے جس سے ہاتھی کھانے پینے میں ہاتھ کا کام لیتا ہے۔ ہاتھی کی عام غذا میں پتیاں، پتے، جڑیں، اور پھل پھلائی ہیں، ہندوستانی ہاتھی گھاس بھی چر لیتا ہے اور گنا اور پکے ہوئے موٹے موٹے روٹے بڑے شوق سے کھاتا ہے، گھوڑے کی طرح اس کو بھی کھڑے کھڑے سو جانے کی عادت ہے، باوجود اس بھاری بھر کم جسامت کے ہاتھی بہت تیز بھی چل سکتا ہے اور دل دل میں تو بڑے ہلکے پھلکے قدم خوب ہوشیاری سے رکھتا ہوا چلتا ہے۔ عام طور سے ایک حلیم، غیر جنگ جو، بزدل جانور ہے، لیکن غصہ کے وقت سخت خطرناک بن جاتا ہے اپنی جنگلی حالت میں دس دس، بیس بیس، سو سو کے غول بنا کر رہتا ہے، اس کی سونڈ کی طرح اس کے بڑے بڑے نمائشی دانت بھی اس کے خصوصی اعضاء میں ہیں، اور ”ہاتھی دانت“ کے بیسیوں مصنوعات تجارت کی منڈیوں میں بڑی قابل قدر چیز سمجھے جاتے ہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ افریقی نسل کے ۱۰۰۰ ہزار ہاتھی اسی ہاتھی دانت کی خاطر ہلاک کر ڈالے جاتے ہیں، ہاتھی پانی کا بہت شائق ہوتا ہے اور نہانا بڑے شوق سے ہے۔

اس کی جلد کا رنگ ہلکا سیاہ ہوتا ہے، سفید رنگ کا ہاتھی نادرہ روزگار سمجھا جاتا ہے اور ملک سیام میں اسے مقدس مانا جاتا ہے۔ ہندو دیومالا میں گنیش جی جو علم و حکمت کے دیوتا ہیں، ان کا چہرہ ہاتھی ہی کا ہوتا ہے۔

پروفیسر زیورن نے دسمبر ۱۹۵۳ء میں لندن کی سوسائٹی آف اینٹی کوریئر کے سامنے ایک لکچر میں بیان کیا کہ ہاتھی سے ٹینک کا کام لینا اسکندراعظم نے شروع کیا، اور اس کے بعد یہ جانور صدیوں تک اس کام میں اتارنا، قرطانیہ والے اس فن میں ماہر تھے، یہ سب کام افریقی ہی ہاتھی دیتے رہے، اور کانگو کا جنگل ان ہاتھیوں کا خاص وطن تھا۔

بائبل میں کہیں ہاتھی کا ذکر نہیں، صرف ایک جگہ ہاتھی دانت کا ذکر ہے اور وہ بھی ضمناً۔ (ارسلطین، ۱۸:۱۰)



ق

قَدْحاً - اگ نکال لینے والے دگھوڑے،

پ۔ سورۃ العادیات

اہل غزا و جہاد کے گھوڑوں کے سلسلے میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ ایسے گھوڑے
 ٹاپ مارنے والے ہیں کہ چھوڑان کی نعلوں کی زد سے آگ پیدا ہو جاتی ہے، اور یہ کنایہ
 ان کی کمال گرم روی اور تیز رفتاری سے ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: العادیات

قربان } قربانی، قربانی کا جانور
 قرباناً

پ۔ سورۃ آل عمران ۱۹۷ پ۔ سورۃ المائدہ ۵۷

پ۔ سورۃ الاحقاف ۴۷

ان تینوں مقاموں سے تیسری بار سورہ احقاف کی آیت میں تو قربان کا
 کوئی تعلق حیوانات سے نہیں، لفظ محض اپنے لغوی معنی تقرب میں ہے، والقربان
 ما يتقرب به الى الله (مفردات راغب) صرف پہلی دو آیتیں ایک حد تک اس

کتاب کے اندر لائی جاسکتی ہیں۔

پہلی آیت میں یہود کے اس قول کا ذکر ہے کہ ہم سے تو وعدہ خداوندی یہ ہے کہ ہم صرف اسی نبی پر ایمان لائیں، جو ایسی قربانی پیش کرتا ہو جسے آسمانی آگ اٹھا کر لے جائے۔ یہ اشارہ ہے اس یہودی عقیدہ کی طرف کہ نذر مقبول کی پہچان یہی ہے کہ آسمان سے ایک شعلہ آتش آئے، اور اسے اٹھا کر لے جائے۔ اور دوسری آیت میں یہ ذکر ہے کہ آدم کے دو بیٹوں نے اپنی اپنی نذریں بارگاہ الہی میں پیش کیں، تو ان میں سے ایک کی قبول کی گئی۔

غرض قربانی اور حیوانات کی قربانی جس اصطلاحی معنی میں چلی ہوئی ہے صافی التعماف اسما للنسیکۃ الیٰہی الذبیحۃ (مفردات راعب)، قرآن مجید میں اس کا صریح ذکر تو کہیں نہیں، البتہ ان دونوں مقاموں پر چونکہ نذر سے مراد قربانی کے جانور ہی کی نذر لی گئی ہے، اس لئے من وجہ قرآن مجید میں بھی یہ ذکر آگیا۔

حلال جانوروں کی قربانی تو اسلام میں ایک عبادت ہے ہی۔ یہود کے ہاں بھی اس کی بڑی اہمیت رہی ہے اور مشرک قوموں نے بھی اپنے دیوی دیوتاؤں کے لئے استھانوں پر خوب جانور کاٹ کاٹ کر بھینٹ چڑھائے ہیں۔

قربانی خصوصاً سوختنی قربانی کا ذکر عہد عتیق میں کثرت سے آیا ہے مثلاً:

”اور جب سلیمان دعا مانگ چکا، تو آسمان سے آگ اتری اور سوختنی

قربانی اور ذبحوں کو کھا گئی، اور گھر خداوند کے جلال سے بھر گیا۔“

(۲۔ تواریخ۔ ۷: ۱)

”ایلیا بنی نزدیک آیا..... تب خداوند کی طرف سے آگ نازل ہوئی،

اس نے اس سوختنی قربانی اور نکلڑیوں اور پتھروں اور پانی کو جلا دیا۔
(۱۔ سلطین ۱۱۸ : ۳۷، ۳۸)

قود

بندر

(جمع، واحد: قود)

دال، قردہ

پ۔ سورۃ المائدہ ع ۹

پ۔ سورۃ البقرة ع ۸

پ۔ سورۃ الاحزاب ع ۲۲

قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے دو بار تو اس سلسلہ میں کہ بنی اسرائیل میں سے جو نافرمان گروہ یوم السبت کے احترام کے بارہ میں احکام خداوندی کی مسلسل نافرمانی کر رہا تھا اسے بالآخر حکم ملا کہ ذلیل بندر بن جاؤ، اور تیسری جگہ بھی ایک مقہور و مغضوب قوم کا ذکر کر کے یہ ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے انھیں بندر اور سور بنا دیا۔ عربوں کے ہاں بندریوں بھی ایک ذلیل و حقیر جانور ہے، پھر قرآن نے تو تصریح کے ساتھ دو جگہ اس لفظ کے ساتھ خاسکین (حقیر ہنکائے ہوئے دھتکارے ہوئے) کا اضافہ کر کے اس پہلو کو اور واضح کر دیا ہے اور تیسری جگہ اس کا عطف سور پر کر کے جو مسلم طور پر ایک گندہ اور نجس جانور ہے، بندر کی انتہائی تحقیر پر مزید مہر تصدیق لگا دی ہے۔ عرب کے علاوہ بھی مسلم تہذیب جہاں جہاں ہے بندر اپنی خفیف الحركتی اور حرکات میمونی ہی کے لئے رسوا اور زباں زد خلائق ہے۔

مفسرین کے قولِ جہور کے مطابق وہ نافرمان اسرائیلی واقعتاً بھی بندر بن

گئے تھے، لیکن ایک جلیل القدر صحابی تابعی کا یہ قول بھی شروع سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے کہ مسخ صرف معنوی ہوا تھا نہ کہ صوری یعنی جسم انسانی ہی رہے تھے، صرف عادات و خصائل بندروں کے سے ہوئے تھے، اور تیسری آیت کے تحت میں امام لغت، راجب اصفہانی نے اپنے مفردات القرآن میں بھی کچھ ایسا ہی نقل کیا ہے۔

وفیل بل جعل اخلاقہم کا خلافتہا و ان لم تکن صون، تہم کصون تھا۔
کہ ان کے صرف اخلاق و عادات و بندروں کے سے ہو گئے تھے اور ان کی
تشکلیں اپنے خال پر قائم رہی تھیں۔

بندر اہل ہند کے لئے ایک معلوم و معروف موسیٰ جانور ہے، چیزوں کو توڑ پھوڑ ڈالنا، نوچ ڈالنا، برباد کر ڈالنا، اس کی عام عادت ہے، پھلوں اور بعض ترکاریوں کا خاص طور پر حرص ہوتا ہے، باغ کے باغ، کھیت کے کھیت اجاڑ دیتا ہے، اپنی نوع کے ساتھ ہمدردی صرف اپنے غول کے ساتھ محدود رکھتا ہے، چنانچہ ایک غول کا بندر الگ بھٹک کر کسی دوسرے غول میں چلا جائے تو وہاں کے سارے بندر اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ بہت قوی اور طاقت ور ہونے کے باوجود بزدل اور بدبہمت ہوتا ہے، صرف بھبکیاں دینا خوب جانتا ہے، لیکن کوئی اگر اس سے نڈر ہو کر مقابلہ پر آجائے تو فوراً بھاگ نکلتا ہے۔

بندروں کی قسمیں بہت سی پائی جاتی ہیں، اور جنگلوں میں ہر قدر وقامت کے پائے گئے ہیں، اتنے چھوٹے بھی کہ جیسے بلی اور اتنے بڑے اور جیم بھی جیسے ایک قد آور اور نموندا انسان۔ گوریلا، چمپانزی، اورنگ اوٹنگ وغیرہ جنگلی بندروں میں بعض قسمیں انسان سے بہت مشابہ پائی گئی ہیں، عوام انھیں کوہ بن مانس، لانس

صحرائی کہتے ہیں ، اور ان میں بعض لاٹھی کے سہارے سیدھے کھڑے ہو کر ان کی طرح اپنے دو پیروں سے چل لیتے ہیں ، لنگوری بندر کا چہرہ بجائے سرخ کے سیاہ ہوتا ہے ، اور اس کی دم بھی بڑی لمبی ہوتی ہے ، یہ جست بھی عام بندروں سے بہت زیادہ لگالیتا ہے ، اور ان کی طرح موذی اور شریر بھی نہیں ہوتا کہ انسان کے کام آنے والی چیزوں کو خواہ مخواہ برباد اور ضائع کرتا رہے ۔

بندر بڑا پھرتیلا جانور ہے اور ان کی نقالی میں اسے ملکہ ہوتا ہے ، افریقہ وغیرہ کے بھی بعض مشرک قبیلوں میں بندر کو ایک مقدس جانور مانا گیا ہے ، اور ہندوؤں کے ہاں تو ہنومان جی کی حیثیت ایک مستقل دیوتا کی ہے ، اور عام عقیدہ یہ ہے کہ جب رام چندر جی نے لنکا کے بدکردار راجہ راوَن پر چڑھائی کی ہے تو ان کے ایک بڑے معاون و ناصر جنوبی ہند کے سردار ہنومان جی تھے ۔ ہنومان دیوتا اور مہا بھیر سوانی کے مندر اب بھی متعدد ہیں ، اور ان کے نام کے میلے بھی لگتے ہیں ہنونا گڑھی اودھیا میں ایک زیارت گاہ ہے ۔

عہد نامہ جدید بندر کے ذکر سے خالی ہے ، عہد نامہ عتیق میں اس کا ذکر دو جگہ آیا ہے ، مگر دونوں جگہ محض ایک مال ، تجارت کی حیثیت سے ۔

” (عہد سلیمانی میں) تین برس میں ایک بار ترسیسی بحر آئی تھی ، اور سونا اور روپا اور ہاتھی دانت اور طاؤس اور بندر لائی تھی “ (۲ - سلطین - ۱۰ - ۲۲)

بادشاہ کے جہاز حواریم کے نوکروں کے ساتھ ترسیس کو جاتے تھے ، اور وہاں سے ان پر تین برس میں ایک بار سونا اور روپا اور ہاتھی دانت اور بندر اور سور اس کے لئے پہنچتے تھے ۔ (۲ - تواریخ - ۹ : ۲۱)

قصوۃ - شیر

۲۹ - سوۃ المدثر ۲۷

قرآن مجید میں یہ نام ایک ہی جگہ آیا ہے۔ مشرکین عرب رسولؐ کی تبلیغ اور قرآن سے وحشت کھا کر بھاگتے تھے، قرآن ان کی مثال بیان کرتا ہے کہ جیسے وہ بدلتے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے دبھڑک کر بھاگے ہیں، — تشبیہ نے مشرکین عرب کی حق وحشت زدگی کی پوری تصویر کھینچ دی ہے۔

”شیر کھنچا چائے کہ ہر قوم اور ہر زبان کے ادب میں پیکر شجاعت و قوت تسلیم کیا گیا ہے، اور عرب میں علی الخصوص۔ عرب اس جانور کی خصوصیات سے خوب مانوس تھے، اور لغت عرب میں کہا جاتا ہے کہ اس کے نام چار سو کی تعداد میں آئے ہیں عہد نامہ عتیق میں شیر، شیرنی اور اس کے متعلقات کا ذکر کثرت کے ساتھ آیا ہے، اور عہد نامہ جدید میں بھی شیر کا ذکر جا بجا ہے۔

بڑا شیر تین فٹ اونچا ہوتا ہے اور لمبان میں ۱۰ فٹ کا ہوتا ہے۔ شیرنی ۹ فٹ کی ہوتی ہے، یہ جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے، اور اب صرف افریقہ اور ہندوستان کے بعض حصوں گجرات، کچھ وغیرہ میں پایا جاتا ہے، لیکن ماہرین کا بیان ہے کہ چند سو سال قبل تک ایران، عراق، فلسطین اور جنوبی یورپ میں پایا جاتا تھا، اس کے جسم میں ایک خاص چیز اس کے گردن کے لمبے بال ہوتے ہیں، جن کو ایال کہتے ہیں، اور جس سے اس کی شکل خاص طور پر شا انداز اور بارعب ہو جاتی ہے ایال پورے طور پر شیر کے بلوغ پر اس کے پانچ یا سات سال کی عمر میں نمودار

ہو جاتی ہے، شیرنی ایک جھول سے دو چار تک بچے دیتی ہے، اور سال میں ایک ہی بار بچہ دیتی ہے، اس کی حمل کی مدت پانچ مہینہ کی ہے، شیر کا حملہ غضب کا ہوتا ہے، وہ ایک جست ۲۰، ۳۰ فٹ کی کر سکتا ہے اور وہ اپنے طمانچہ کی ایک ضرب سے گھوڑے کی ہڈی، پسلی اور بیل کی کھوپڑی توڑ دیتا ہے، اور ایک چوڑے بیل کو اپنے جھڑوں میں دبا کر لے جاتا ہے۔ اس کی اوسط عمر بیس سال کی ہے۔ شیر اپنا شکار عموماً رات کو کرتا ہے۔ بلی کی طرح بالکل دبے پاؤں اس کے قریب پہنچ جاتا ہے، اور پھر چانک ایک گرج کے ساتھ اسے دبوچ لیتا ہے، شیر عام طور سے مردم خور نہیں ہوتا ہے، لیکن جب ایک بار اس کی زبان کو ان کا خون لگ جاتا ہے، تو بس اس کو اس کا چسکا پڑ جاتا ہے، اور وہ لاگو ہو جاتا ہے، جنگل میں اس کی عام و مرغوب غذا جانوروں کا گوشت رہتا ہے۔ خصوصاً بھینسے، گورخ، ہرن، نیل گائے، گائے، بیل اور بکری کا گوشت۔

عہد عتیق و عہد جدید دونوں میں شیر، شیرنی اور ان کے متعلقات کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ مصر میں شیر ایک مقدس جانور سمجھا گیا ہے، اور قوم نوح جو عراق میں آباد تھی، اس میں بغوث جہانی قوت اور شہ زوری کا دیوتا سمٹا، اس کی مورنی شیر ہی کی شکل کی تھی۔ اس کی پوجا کا رواج جنوب عرب و یمن میں تھا۔

قلائد۔ پٹے، پرتلے جمع، واحد: قلاحة

پ۔ سورة المائدة ع ۱۳۔

قرآن مجید میں جہاں یہ لفظ آیا ہے وہاں مراد ذات القلائد سے ہے، یعنی گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانور، اور آیت کا مضمون یہ ہے کہ اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو..... ان جانوروں کی جو حرم میں قربانی کے لئے مخصوص ہو چکے ہیں، اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑ چکے ہیں۔ یہ پٹے گلے میں پڑے ہوئے اس بات کی علامت تھے کہ یہ جانور اللہ کی نذر کے ہیں، حرم ہی میں ذبح ہوں گے۔
ملاحظہ ہو عنوان: ہدیٰ

قمل - جون

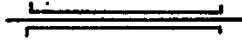
پ. سورۃ الاعراف ع ۱۴

قرآن مجید میں یہ نام ایک ہی بار آیا ہے اور وہ اس سلسلہ میں کہ فرعونوں پر حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جو نوعذاب یکے بعد دیگرے آئے تھے ان میں ایک عذاب یہ بھی تھا کہ ان کے بالوں اور کپڑوں میں جوئیں پڑ گئے تھے۔

”اور ہم نے ان پر نازل کئے طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک
_____ جو ننھا سا ایک گندہ جانور ہے جو بالوں میں اکثر ان کی
گندگی اور ناصفا کی وقت پڑ جاتا ہے۔ اہل مصر بڑے نفیس مزاج
تھے، اپنے جسم و لباس کی صفائی و نفاست کا بڑا خیال رکھتے تھے
ان کے حق میں یہ عذاب اور بھی سخت تھا۔“

توریت میں ہے :

” اور ہارون نے اپنا ہاتھ عصا کے ساتھ بڑھایا ، اور زمین کی گرد کو مارا اور انسان و حیوان پر جوئیں بن گئیں ، اور سب گرد زمین کی تمام ملک مصر میں جوئیں ہو گئیں ، اور جادو گروں نے بھی چاہا کہ اپنے جادوؤں سے جوئیں نکال دیں ، پر نکال نہ سکے ، اور انسان و حیوان کو جوئیں لپٹ رہی تھیں ۔
(خروج - ۸ : ۱۷ : ۱۸)



ک

کلب - کتا

ب۔ سورۃ الاحزاب ۷۲ ۵۱۔ سورۃ الصف ۳۴ (دین بار)
 مشہور و معروف جانور ہے، مشرق میں اسے عموماً گندہ سمجھا گیا اور حقارت کی
 نظر سے دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ عہد نامہ عتیق ۲۔ سموئل - ۸: ۹، اور عہد جدید مکاشفہ
 ۱۵: ۲۱، دونوں میں کتے کا ذکر اسی سیاق میں آیا ہے۔
 قرآن مجید میں ایک جگہ ذکر اس سیاق میں ہے، ایک بدکردار شخص کے ذکر میں
 ہے کہ خدائی نعمتوں کے باوجود وہ زمین کی پستی پر مائل ہو گیا، اور اپنی خواہش نفس
 کی پیروی کرنے لگا، تو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اسے دھتکارو تو اور چھوڑے
 رہو تو دہر حال، وہ زبان نکالے ہانپتا ہی رہتا ہے۔ لیکن کتے کی ایک صفت انسان
 کے ساتھ اس کی رفاقت بھی ہے۔ قرآن مجید میں دو کتبہ موقع پر اس کا ذکر
 اس سیاق میں ہے اصحاب کہف کے ایک قصہ میں ہے کہ وہ ایک غار میں ہیں،
 اور ان کا کتا ان کے ہمراہ دہلیز کی طرف ہاتھ پارے ہوئے ہے، اور پھر کتے کا
 نام تین مرتبہ اور اسی ایک سلسلہ میں ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ تین تھے
 اور چوتھا ان کا کتا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا، یہ سب
 اٹکل کے تیر ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا۔

اور بعض روایتوں میں اس کا نام قطمیر آیا ہے۔

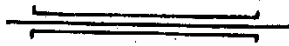
قرآن مجید کے ان دو گونہ تذکروں ہی کا شاید یہ اثر ہے کہ مسلمانوں میں ایک طرف تو کتنا بطور ایک حقیر و گندہ جانور کے ضرب المثل بن گیا ہے، اور دوسری طرف اصحاب کہف کے ساتھ اس کے تلبس نے اس کی وقعت بھی ایک حد تک ذہنوں میں پیدا کر دی ہے، بعض روایتوں کی بنا پر مسلمانوں کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ عالم غیب کے بعض غیر مرئی مخلوقات مثلاً جنات اور مسلمانوں کے عذاب کتوں کو خاص طور پر مکشوف ہو جاتے ہیں۔

عہد عتیق و جدید دونوں میں کتے کا ذکر کثرت سے آیا ہے، عموماً موقع ذم پر مسلمانوں کی طرح یہود کے ہاں بھی کتا ایک ناپاک جانور ہے، روایات میں کتا بے حیائی کا منظر ہے، مذاہب اکثر کتے کی نجاست اور پستی ہی کے قائل ہیں، لیکن کچھ قومیں ایسی بھی گزری ہیں جنہوں نے کتے کی تقدس کی ہے، اور اس کی پوجا تک کی ہے، مثلاً عصر قدیم کے اہل مصر، اہل شام و اہل حبشہ۔

کتا حیوانیاتی حیثیت سے گیدڑ، بھڑیے اور لوٹری کے خاندان کا جانور ہے، اور دنیا کے ہر حصہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کی قسمیں صدہا ہیں، صرف موٹی موٹی قسمیں ۴۲ تک پہنچی ہیں۔ قد و قامت، شکل و صورت اور رنگ کے لحاظ سے کتے کئی قسم کے پائے گئے ہیں۔ سرخ، سیاہ، سفید، ابلق، بھورے وغیرہ، بعض بالکل ننھے ننھے سے، بعض بڑے گراں ڈیل، بعض بالکل کھری صفا چٹ جلد کے بعض اتنے جھبرے کہ بالوں سے بالکل لدے ہوئے، بعض بڑی ہیبت ناک شکل کے بعض سیدھے سادھے، دوڑ کے ساتھ قوت شام بھی کتے کی خاص طور پر تیز ہوتی ہے۔ اس کی اوسط عمر

۱۴ سے ۲۰ سال تک پائی گئی ہے، عاداتوں کے لحاظ سے بھی اس کی نسلیں مختلف ہوتی ہیں، بعض بڑے شکاری، بعض صرف چوکیداری و پاسبانی کے کام کے اور بعض اپنے شوقین مالکوں کی گود میں صرف گھلونا اور سامان زینت بننے کے قابل۔

کئے حفاظت اور چوکیداری کے کام کے ہمیشہ سے سمجھے گئے ہیں۔ چنانچہ چرواہے اور گڑھے اپنے ریوڑوں اور گلوں کی حفاظت کے لئے کئے شروع سے پالتے چلے آ رہے ہیں، اور کجھڑ، نٹ اور دوسرے خانہ بدوش قبیلوں کی تو معاشرت کا ایک لازمی جزو کئے ہیں، حفاظت اور سپہ داری کی ہی طرح کئے شکار کے لئے بھی مخصوص ہیں اور شکار کتوں کی بعض مخصوص اور مستقل قسمیں بھی ہیں۔ مجرموں کی سراغ رسانی میں خصوصاً گھون کے مقدمات میں بھی کتا بہت کام آتا ہے، اور پولس اور فوج کے محکموں میں کتوں کی ٹریننگ کا خاص انتظام ہے۔ کتا تمام جانوروں میں ذہین ترین خیال کیا جاتا ہے، اس کی عام غذا گوشت ہے کہیں کہیں یہ حشرات الارض اور کیڑے وغیرہ بھی کھاتا رہتا ہے اور بعض سرد ملکوں میں پھسلی پر گزر کر رہتا ہے، جن میں ایک قسم کے کتے ایسے بھی ہیں جو صرف سبزی خور ہیں۔



ل

لبن۔ دودھ

چک۔ سورۃ النحل: ۹۷ ۲۶۔ سورۃ محمد: ۲

دودھ سفید رنگ کا وہ لذیذ مشروب ہے جو مادہ جانوروں کے تھنوں سے نکلتا ہے اور جو ان کے بچوں کے پینے کے کام آتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر دو جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ تو بطور ایک دنیوی نعمت کے، اس عبارت میں کہ ”تمہارے لئے مویسیٰ کے اندر بھی ایک بڑا سبق ہے، ان کے پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے گوبر اور خون کے قسم سے، ہم اس کے درمیان تمہیں صاف اور پینے والوں کے لئے ذائقہ دار دودھ پینے کو دیتے ہیں اور دوسری جگہ بہ طور جنت کی ایک نعمت کے کہ جس نعمت کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ ایسے پانی کی ندیاں اس میں ہوں گی جو کبھی متغیر نہ ہوتا ہو، اور ایسے دودھ کی ندیاں جس کا ذائقہ متغیر نہ ہوتا ہو۔

دودھ اپنی غذائیت، لطافت، لذت، صحت بخشی، قوت بخشی کے لحاظ سے ایسا بے نظیر قدرتی مشروب ہے جس کی خوش ترکیبی اور خوش امتزاجی کے سامنے آج دنیا کے بڑے سے بڑے کیمیا داں اور کیمیا ساز مع اپنے سارے معلوں اور تجربی کارگاہوں کے حیران ہیں، لذت کے اعتبار سے بھینس کا اور بٹی

فوائد کے اعتبار سے گائے کا دودھ شاید سب سے بہتر ہے، بہت سے ڈاکٹروں کی رائے میں انسان کی فطری غذا دودھ ہی ہے جو بچہ، جوان، بوڑھے اور مرد، عورت سب ہی کو دی جاسکتی ہے۔ بکری اور اونٹنی کے دودھ بھی اپنی اپنی جگہ بہت مفید پائے گئے ہیں اور بہت سی بیماریوں میں مریضوں کو دئے جاتے ہیں، بعض امراض میں گدھی کا دودھ بھی اطباء کے تجربہ میں مفید ثابت ہوا ہے۔ گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹنی کے دودھ مشرق و مغرب میں مختلف ملکوں میں بڑی کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ بطور غذا کے بھی اور بطور دوا کے بھی، اور خدا معلوم کتنی مٹھائیاں اور کتنے حلوے دودھ ہی سے تیار ہوتے ہیں۔ خالص دودھ کے علاوہ دہی، مٹھا، مکھن، گھی، کھویا، پنیر، بالائی، ربڑی وغیرہ کی فروخت دنیا کے بازار میں کیا شہر کیا دیہات، کیا یورپ، اور کیا ایشیا، کیا امریکا اور کیا افریقہ ہر جگہ چھائی ہوئی ہے۔

موقع تسوئق و ترغیب پر تو قرآن میں تو ایک ہی جگہ لیکن حدیث میں بکثرت آیا ہے کہ جنت میں دودھ کی ندیاں پڑی بہہ رہی ہوں گی، اور مدح اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے؟

عہد عتیق میں اس کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے اور عموماً محل مدح پر مثلاً:

..... وہ زمین جس میں شیر و شہد (نشوع ۵: ۶)

عہد جدید میں بھی یہ نام چارجیک آیا ہے لیکن ہر جگہ محض مجازاً و استعارہً۔
نازہ ترین ڈاکٹری تحقیق کے مطابق، عورت کے اور بعض جانوروں کے دودھ کی کیمیائی ترکیب حسب ذیل ہے:

عورت	پانی	پروٹین	چربی	شکر	نمک	فی صدی
۸۷	۱.۵	۱۷	۷	۰.۵۲		
گائے	۸۷	۳.۵	۳.۵	۵۹	۰.۵۷	"
بکری	۸۷	۳.۵	۸.۵	۵۸	۰.۵۷	"
بھٹ	۸۲	۵.۵	۵.۵	۵۵	۰.۵۹	"
گھوڑی	۹.۵	۲	۱.۵	۵۹	۰.۵۴	"
گدھی	۹.۵	۱.۵	۱.۵	۵۲	۰.۵۵	"

منجھ دودھ جو ڈلوں میں بند ہو کر بکتا ہے، اس کی تجارت مہذب ملکوں میں بڑے پیمانہ پر ہوتی رہتی ہے۔

دال، لحم
گوشت
حما

پ۔ سورۃ البقرۃ ع ۳۲

پ۔ سورۃ البقرۃ ع ۲۱

پ۔ سورۃ الانعام ع ۱۸

پ۔ سورۃ المائدۃ ع ۲۱

پ۔ سورۃ المؤمنون ع ۱

پ۔ سورۃ النحل ع ۱۵

پ۔ سورۃ الحجرات ع ۱

پ۔ سورۃ فاطر ع ۲

پ۔ سورۃ الواقعة ع ۱

پ۔ سورۃ الطوس ع ۱

گوشت کا لفظ انسان اور حیوان دونوں کے لئے عام ہے۔ قرآن مجید میں دو

جگہ (المؤمنون اور الحجرات میں) یہ لفظ انسان کے سیاق میں آیا ہے، اس لئے اس رسالہ

کے موضوع سے خارج ہے، باقی نو جگہ حیوانات کے سلسلہ میں ہے۔

ان میں چار جگہ (البقرہ ع ۲۱، المائدہ ع ۲۱، الانعام ع ۱۰ اور النحل ع ۱۵) نام صرف سور کے گوشت (لحم الخنزیر) کا حرام غذاؤں کے ذیل میں آیا ہے، دو جگہ (سورۃ الطور اور سورۃ الواقعہ میں) گوشت کا ذکر غذائے جنت کی حیثیت سے آیا ہے، جس کی طرف اہل جنت شوق سے بڑھیں گے اور سورۃ الواقعہ میں پرندوں کے گوشت کی تشریح ہے۔ ایک جگہ (البقرہ ع ۳۴) میں یہ ذکر ہے کہ ایک موقع پر ایک مردہ گدھے کو بہ طور معجزہ زندہ کر کے اس کی ہڈیوں پر گوشت از سر نو چڑھا دیا گیا، اور باقی دو جگہ (النحل ۲ اور الفاطر ۲) شکار آبی میں پھسلنے کے تروتازہ گوشت کا ذکر بہ طور نعمت کے آیا ہے، گوشت کہنا چاہئے کہ سارے ہی حلال جانوروں کے لذیذ و مفید ہونے ہیں، خصوصاً بکری، دنبے، بچھڑے، بہرن اور جنگلی بکرے کے، لیکن پرندوں (مرغ، تیر، بٹر، ہریل، جنگلی مرغ وغیرہ) کے گوشت کے ذائقہ اور طبی فائدوں کا کیا کہنا اور تازہ پھسلنے کی قوت بخشی پر نوسب کا اتفاق ہے، اور محققین کا کہنا یہ بھی ہے کہ دنیا کے سارے کھانوں (یہاں تک کہ غلہ سے بھی، بڑھ کر پھسلنے کی خورش دنیا میں ہوتی ہے۔

گوشت کا نام توریت و انجیل دونوں میں کثرت سے آیا ہے، لیکن لفظ سے مراد عموماً لحم حیوانات نہیں، بلکہ محض جسم یا مادہ یا نفس بشری ہے۔ جانوروں میں حلال و حرام کی تفریق قرآن مجید کی طرح توریت میں بھی ہے، چنانچہ:-
”سب جیتے چلتے جانور تمھارے کھانے کے واسطے ہیں۔ میں ان سب کو نباتات کی مانند نہیں دیا، مگر تم گوشت کو ہو کے ساتھ کہ اس کی

جان ہے، مت کھانا۔ (پیدائش، ۳:۹)
توریت کی کتاب اجبار باب ۱۱ پورا اور کتاب استثناء باب ۴ اکا بڑا حصہ انہیں
تفصیلات کے لئے وقف ہے۔

بعض مشرکانہ مذہبوں میں گوشت غوری اور ذبح حیوانات یکسر ممنوع ہے، اسلام ہرگز
اس کی تائید میں نہیں، حدیث نبوی میں گوشت کی غذائی حیثیت سے بڑی فضیلت بیان
ہوئی ہے۔ اور قدیم و جدید مشرقی، طبی تجربوں، اور تحقیقات کی اکثریت بھی اسی کی تائید
میں ہے، بشرطیکہ مقدار میں توازن ملحوظ رہے، اور بیمار جانوروں کے گوشت سے احتیاط رکھا
جائے۔ مہذب اور متقدم گوشت خور قومیں سب کہیں گوشت کو کچا نہیں بلکہ پکا کر کھاتی
ہیں، اور پکانے کی ترکیب اور سالوں کی آمیزش میں بڑا دخل ہر ملک کے مذاق اور جغرافی
و طبی ماحول کو ہے۔ گوشت پکانے کے بیسیوں طریقے رائج ہیں، بخور، بجنی، قورسہ،
قلیہ، قیمہ سادہ، قیمہ دو پیازہ، کلچر، گروہ، پیچھا، کلا، پائے، شانی کباب، کوفتہ،
پسندے کباب، پلاؤ، بریانی، منتجن، حلیم، دالچہ اور پھر ان قسموں کی اور تختانی
قسمیں، گوشت کو خشک کر کے رکھنے اور مدتوں اسے چلاتے رہنے کا رواج وحشی قوموں
سے چلا آ رہا ہے، اور اب ڈبوں کے اندر بند، مختلف سالوں سے بنا ہوا خشک گوشت
یورپ، ایشیا، امریکا، افریقہ، آسٹریلیا سارے براعظموں میں بڑی کثرت سے
بکتا اور بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے۔ قصابوں، بزر قصابوں اور پیشہ در گوشت فروشوں
کے علاوہ دنیا میں ہزار ہا انسان خشک گوشت کے کاروبار میں لگے رہتے ہیں، شریعت
اسلامی نے حیوانات کے ذبح کرنے کا ایک خاص طریقہ بتایا ہے۔ دوسری قوموں میں جانوروں
کی ہلاکت کے اور طریقے رائج ہیں، جھٹکا کرنا، گردن مرڈ دینا، وغیرہ، اسلامی طریقہ ذبح

طبی اور روحانی ہر اعتبار سے سب سے بہتر ہے۔

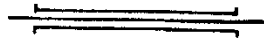
ملاحظہ ہو عنوان : لحوم

لحوم گوشت جمع ، واحد : لحم

پک ۔ سورۃ الحج ۳۷

قرآن میں صیغہ جمع میں گوشت کا ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے جہاں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کو ان قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے بلکہ صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ یہ اس عام جاہلی عقیدہ کے تردید میں ہے کہ دیوتاؤں کے لئے جو جانور بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں انہیں دیوتا خود کھاتے ہیں، قرآن نے اس کے جواب میں یہ بتایا کہ اللہ کے ہاں پذیرائی اور قدر صرف تمہارے اخلاص اور نیت تقرب الی اللہ کی ہوتی ہے، یہ نہیں کہ خدا خود تمہارا بھیجا ہوا گوشت خود کھانے لگے، جیسا کہ مشرکین اپنے دیوتاؤں کے لئے سمجھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : لحم



م

ما اہل (ربہ لغیر اللہ)

ملاحظہ ہو عنوان: اُھِلّ (حرف الف)

ما ذُبِحَ عَلَی النِّصَبِ - وہ جانور جو استھانوں پر بھینٹ چڑھایا جائے۔

پ۔ سورۃ المائدہ ۱۷

نام قرآن مجید میں حرام جانوروں کے سلسلہ میں آیا ہے۔ مشرک قومیں اپنی دیوی دیوتاؤں، ٹٹھا کروں کے استھانوں پر جانور بھینٹ چڑھایا کرتی ہیں، قرآن مجید نے سب جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔

عبادتِ مذبح بنانے کا رواج مشرق و مغرب کی سب قوموں میں قدیم ترین زمانہ سے چلا آرہا ہے اور بتوں کے آگے ان پر جانوروں کے کاٹنے اور کاٹ کر چڑھانے کا بھی دستور بہت قدیم ہے۔

ما ذکیتم

ملاحظہ ہو عنوان: ذکیتم

۱۸۲ (ال، مُتَوَدِّیَّةُ) وہ جانور جو نیچے سے گر کر ہلاک ہو جائے۔

۱۔ سورۃ المائدہ، ع ۱۔

قرآن مجید میں جہاں ایک جگہ حرام جانوروں کی فہرست بیان کی ہے اس ضمن میں یہ نام بھی آیا ہے۔ فقہاء، مفسرین نے اس کے عموم کے تحت ہر ایسے جانور کو داخل کیا ہے جو کسی طرح بھی گر کر مر جائے، خواہ پہاڑی میں گر کر، خواہ کنویں میں گر کر وقتش علیٰ هذا۔

مستنفرۃ بھڑکے ہوئے، بدکے ہوئے۔

۲۔ سورۃ المدثر، ع ۲۔

قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، اور وہاں گدھوں کی صفت بیان کی ہے، جو شیر کے ڈر سے بھڑک کر اور بدک کر بھاگے چلے جاتے ہیں۔ سیاق میں ذکر مشرکین و معاندین قرآن کا ہے کہ انھیں قرآن سے ایسی وحشت ہوتی ہے اور وہ یوں اس سے بھاگتے لگتے ہیں جیسے شیر سے بدک کر بے تحاشہ منھا اٹھا بھاگتے لگتے ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : فزت ، فسورۃ

مسخرات (فی جو السماء) پابند فضائے آسمانی

فقہ پرندوں کی صفت میں قدرت الہیہ کے سیاق میں آیا ہے، پورے فقرہ

کا مضمون یہ ہے کہ ان خدا فراموشوں نے پرندوں پر غور نہیں کیا، جو فضا ئے آسمانی میں پابند ہیں، کہ انھیں بحر اللہ کے اور کون تھا مے یا سنبھالے ہوئے ہے ؟
 پرندوں کے وزن دار جسموں کا فضا ئے ہوائی میں منٹوں نہیں، گھنٹوں معلق اور بلند رہنا اور زمین پر نہ گر پڑنا، یہ آخر کس کی قدرت کا کرشمہ ہے بجز قدرت خداوندی کے۔

پرندے بہت سے ایسے ہیں، جو مشرک قوموں میں دیوتا اور اتار مانے گئے ہیں، مثلاً مور، نیل کنٹھ، بھونگا، کوا وغیرہ۔ قرآن مجید نے بار بار پرندوں کے مخلوق، محکوم و مجبور ہونے پر دلائی ہے۔

مسفوح۔ بہتا ہوا۔

پ۔ سورۃ الانعام ع ۱۸

خون دم، کی صفت کی حیثیت سے صرف ایک بار یہ نام قرآن مجید میں آیا ہے، دوسری حرام غذاؤں کے ساتھ معطوف ہو کر۔
 ملاحظہ ہو عنوان : دم

مسلمۃ۔ سالم

پ۔ سورۃ البقرۃ ع ۸

گائے کی صفت میں یہ لفظ آیا ہے۔ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا، اور اس گائے کی شناخت

۱۸۲

یہ بھی ارشاد ہوئی تھی کہ وہ صبح و سالم و بے داغ ہو۔
ملاحظہ ہوں عنوانات : بقرة ، تنجوا

مسومة۔ نشان زدہ گھوڑے۔

پ۔ سورة آل عمران ۲۴

انسان کے طبعی مرغوبات کی فہرست میں ازدواج و اولاد چاندی سونے وغیرہ کے ذکر کے ساتھ نام نشان پڑے گھوڑوں کا بھی ارشاد ہوا ہے۔
جو گھوڑے گھوڑ دوڑ وغیرہ میں کوئی امتیاز یا نام وری حاصل کئے ہوئے ہیں، ان پر نمبر ڈال دیئے جاتے ہیں، اور یہ نشان زدہ گھوڑے قدر دانوں کے ہاں خاص قدر کے مستحق سمجھے جاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : حنبل

دال، معز بکری

پ۔ سورة الانعام ۱۸۴

یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، یہ سلسلہ حلت و حرمت حیوانات، سیاق عبارت یہ ہے کہ اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں، دو قسمیں بھیڑ میں سے، دو قسمیں بکری میں سے، دو قسموں سے مراد نر اور مادہ ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : غنم

زال، مغیبات تاخت کرنے والے گھوڑے

پ۔ سورۃ العادیات

اہل غزا و جہاد کے گھوڑوں کے سلسلہ میں ایک وصف ان کا یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ صبح سویرے دشمن پر تاخت کرنے والے ہوتے ہیں، گھوڑوں کے ذریعہ تاخت کرنا فوجی اعتبار سے ایک بلند مرتبہ چیز ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : عادیت

معلّین سدھائے ہوئے (شکاری، جانور جمع، واحد: مکتب،

پ۔ سورۃ المائدہ ع ۱

یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے، حلیت حیوانات کے سلسلہ و سیاق میں کہ تمھارے لئے حلال ہے تمھارے سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا شکار! یہاں شریعت نے اصل یہ رکھی ہے کہ سکھائے ہوئے، ٹریننگ پائے ہوئے جانور کا فعل اصلی شکاری ہی کا فعل سمجھا جائے گا، اور اس جانوروں کے سدھانے کی بڑی اہمیت شریعت نے تسلیم کی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : جوارح

مِمَّا مَسْكَنَ عَلَيْكُمْ جو کچھ وہ تمھارے واسطے روکے رہیں۔

پ۔ سورۃ المائدہ ع ۱

قرآن مجید میں ان سدھائے ہوئے شکاری جانوروں (کتے وغیرہ) کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان کا پکڑنا ہوا شکار تمھارے لئے حلال ہے جسے وہ تمھارے واسطے روکے رہیں اور خود نہ کھائیں، علی یہاں ل کے معنی میں ہے۔

فقہاء نے اس کا معیار کتے کے بارے میں یہ رکھا ہے کہ تعلیم پایا ہوا یا سدھا ہوا کتا وہ ہے جو شکار کو پکڑ کر خود نہ کھائے۔ اسی حصن لحم ولحم یا حل (قرطبی)، الامساك علی صاحبہ ان لایا حل منہ (مدراک)۔ اور باز کے حق میں یہ رکھا ہے کہ اسے جب آواز دی جائے تو شکار کا پیچھا چھوڑ کر واپس چلا آئے، لیکن ان کا پس خوردہ بھی حلال رکھا ہے، قال البخیری والیوسف، محمد بن ولفیو کل صید الہبانی وان اصل (جصاص)

ملاحظہ ہو عنوان: مکابین

(ال) منخنقة گلا گھونٹا ہوا جانور

پ۔ سورۃ المائدہ ۱۴۔

جانور جن جن صورتوں میں حرام ہو جاتے ہیں، ان کی فہرست گناتے ہوئے قرآن مجید نے نام اس کا بھی لیا ہے، یا جو جانور گردن مروڑ کر مارا جائے یا گلا گھنٹے سے ہلاک ہو جائے، قرآن مجید نے حرام اسے بھی قرار دیا ہے۔

منطق الطیر چڑھیوں کی بولی

پ۔ سورۃ النمل ۲۴۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان سے محل شکر نعمت میں ادا کیا گیا ہے کہ ہم کو پرندوں کی زبان بھی سکھا دی گئی ہے۔

ماہرین حیوانات کا بیان ہے کہ پرندوں کے حلق اور حنجرہ کے اندر کی ساخت اور ان کی رگیں، ریشے اور پٹھے، انسان سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے انسانی معیار کے مطابق گفتگو پر تو پرندے قادر نہیں ہو سکتے، تاہم پرندے آوازیں تو نکالتے اور کسی نہ کسی رنگ کی بولیاں تو بولتے ہی رہتے ہیں، چنانچہ بعض ماہرین فن نے ان کی بولیوں کے سمجھنے کی کوشش بھی کسی حد تک کرنی ہے اور قرآن مجید کا بیان ہے کہ یہ نعمت حضرت سلیمانؑ (جن کا زمانہ فرماں روائی ۹۶۰ تا ۹۳۵ ق م تھا) کے حصہ میں آگئی تھی، روایات یہود میں بھی یہ ملتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام درندوں اور پرندوں دونوں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔

(جیوش النسا، کلوپیڈیا، جلد ۱۱ ص ۱۳۹)

من یشی علی اسبع جو جانور چاروں (ہاتھ پیر) کے پل چلتے ہیں چوہے

۵ سورۃ النور ع

خلقت حیوانی کے بیان میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر حرکت کرنے والا جانور پانی سے پیدا کیا ہے..... اور ان میں ایسے جانور بھی ہیں جو اپنے چاروں ہاتھوں پیروں پر چلتے ہیں۔

چوپایہ جانوروں کی آبادی دنیا کی حیوانی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ہے، اور انسان کا جن جانوروں سے سابقہ رہتا ہے، چاہے وہ شہری اور اہلی ہوں، جیسے

کنا، بلی، اونٹ، گھوڑا، ہاتھی، خچر، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، بھینٹ،
دنبہ وغیرہ یا جنگلی جانور اور وحشی ہوں۔ جیسے شیر، چیتا، بھینٹیا، بہرن، نیل گائے،
گینڈا، لومڑی، گیدڑ وغیرہ وہ زیادہ تر چوہائے ہی ہیں۔ قرآن مجید نے ان سب کی
تخلیق کو صانع مطلق کی قدرت و حکمت و صنعت کی شہادت میں پیش کیا ہے۔

من یشی علی بطنہ وہ جانور جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، رینگنے
والے جانور۔

پے۔ سورۃ النور ۵

خلقت حیوانی کے بیان میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر حرکت کرنے والا
جانور پانی سے پیدا کیا ہے، چنانچہ ان میں ایسے جانور ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے
ہیں اور یہ بجائے خود ایک دلیل ہیں اس صانع مطلق کے کمال صناعی اور کمال قدرت
پر۔ سانپ، اژدہ، کچھوے، مگر مچھ، گھڑیاں، چھپکلی کے قسم کے بے شمار
جانور اس طبقہ میں آجاتے ہیں، اور توحید اور قدرت کاملہ کا سبق ہدایت دینے
کو کافی زائد ہیں۔

مچھلی بھی ایک معنی میں اس طبقہ میں آجاتی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: خلق کل دابة من ماء

من یشی علی سرجلیں وہ جانور جو اپنی دو ٹانگوں پر چلتے ہیں،
دوپایہ جانور

پے۔ سورۃ النور ۵

خلقت حیوانی کے بیان میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر حرکت کرنے والے جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے ۔۔۔۔۔ اور ان میں وہ جانور بھی ہیں جو اپنے دو پیروں پر چلتے ہیں۔

خود انسان کا اس قسم کا جانور ہونا تو ظاہر ہی ہے، باقی جیل، کوئے، مرغی، گدھ، بطخ، بگلا، طوطا، میتا، فاختہ، کبوتر، باز، قمری، ہدہد وغیرہ سارے پرندے جس وقت ہوا میں اڑنے یا پانی میں تیرنے کے بجائے زمین پر چلتے ہوئے ہیں، تو دو پیادہ ہی ثابت ہوتے ہیں، اور بن مانس قسم کے جنگلی بندر بھی جب وہ لکڑی ٹیک کر دونوں پیروں کے بل چل رہے ہوں۔

(ال،) موصیات - ٹاپ مار کر آگ نکال لینے والے گھوڑے۔

پٹ۔ سورۃ العادیات

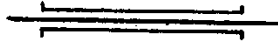
اہل جہاد وغیرہ کے گھوڑیوں کو موقع شہادت میں پیش کر کے ان کی قسم کے ساتھ فرمایا ہے کہ پتھر پر ٹاپ مار کر آگ نکال لینے والے — کنایہ ان کی کمال گرم روی اور تیز رفتاری سے ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: عادیات، قدحاً۔

(ال،) موقوذا - وہ جانور جو کسی ضرب سے ہلاک ہو جائے۔

پٹ۔ سورۃ المائدہ ۱۷

جانور جن صورتوں میں حرام ہو جاتے ہیں ، ان کی فہرست میں ایک ایسی صورت کو شمار کیا گیا ہے کہ جو جانور چوٹ کھا کر مر جائے — فقہاء نے اس کے تحت میں بلاذیح عٹل سے یا گوئی سے مر جانے والے جانور کو بھی شامل کیا ہے ۔



ن

ناقة

اولیٰ ثنی

دال، ناقة

پٹ۔ سورۃ الاحراف، ع ۱۰۰ (دوبار) پٹ۔ سورۃ ہود، ع ۴

پٹ۔ سورۃ بنی اسرائیل، ع ۸۴ پٹ۔ سورۃ الشعراء، ع ۸

پٹ۔ سورۃ القصص، ع ۱ پٹ۔ سورۃ الشمس، ع ۱

یہ سات جگہاں جہاں اولیٰ ثنی کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے حضرت صالح پیغمبر کی اولیٰ ثنی کے سلسلہ میں آیا ہے، پہلی وہ جگہ ہے کہ اپنی قوم ثمود سے صالح نے کہا کہ یہ اولیٰ ثنی تمہارے لئے اللہ کا ایک نشان ہے اپنی معجزانہ پیدائش کی بنا پر اسے چھوڑے رہنا کہ یہ زمین پر کھائی جاتی پھرے، اور اس کے ساتھ برائی سے نہ پیش آنا، ورنہ تمہیں عذاب دردناک آپہنچے گا۔۔۔۔۔ لیکن ان لوگوں نے اولیٰ ثنی کی کوئی پانچویں کاٹ دیں، تیسری جگہ بھی اس مضمون کا اعادہ خفیف لفظی تغیر کے ساتھ ہے، چوتھی جگہ صرف اتنا ہے کہ ہم نے قوم ثمود کو اولیٰ ثنی دی تھی، بصیرت کے ذریعہ کے طور پر، لیکن انہوں نے اس کے ساتھ بڑا ظلم کیا، پانچویں جگہ حضرت صالح کی زبان سے قوم ثمود کو یوں مخاطب کیا ہے، کہ یہ اولیٰ ثنی ہے کہ اس کے پینے اور تمہارے پینے کا باری کا دل مقرر ہے، اس کے

برائی سے نہ پیش آنا، ورنہ تمہیں سخت عذاب آپکڑے گا لیکن ان لوگوں نے اس کی کوئی بات
 کاٹ دیں، جھٹی جگہ یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہم اوٹنی ان کی طرف بھجنے والے ہیں، ان کی
 آزمائش کے لئے تو آپ (اے صالح) انہیں دیکھتے بھالتے رہئے، اور صبر سے بیٹھے
 رہئے، اور انہیں خبر دے دیجئے، کہ پانی ان کے درمیان بانٹ دیا گیا ہے (اپنی) ہر باری
 پر باری والا حاضر ہوا کرے، لیکن انہوں نے اپنے رفیق یا سردار کو بلایا، اس نے اس پر
 وار کیا اور اسے ہلاک کر ڈالا۔ ساتویں جگہ قوم ثمود کے سلسلہ میں ہے کہ ان سے
 پیغمبر خدا نے کہا کہ اللہ کی (خاص نشانی) اوٹنی اور اس کے پانی پلانے کے بارہ میں خبردار
 رہنا مگر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اوٹنی کی کوئی بات نہیں کی۔ اوٹنی کی پیدائش کسی
 عجیبی طور پر ہوئی تھی اور اس کی پرورش و نگہداشت کے کچھ احکام بھی خاص تھے،
 اور قدیم استوں کے لئے ایسے خوراک اور ایسے احکام دونوں عام تھے، مقصود یہ تھا کہ
 اس کے ذریعہ سے کچھ بصیرت حاصل کریں، سو یہ تو کچھ نہ کیا، بلکہ اٹا اور ظلم کر کے
 اسے مار ہی ڈالا۔

سانڈ نیاں تیز رفتاری میں گھوڑے کا مقابلہ کرتی ہیں، بلکہ منزل مارنے میں
 گھوڑے سے بھی چند قدم آگے ہی ہیں، ریل اور تار کے دور سے پہلے پیام رسانی
 کا تیز ترین ذریعہ سانڈ نیاں ہی تھیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: تعاطی، عفو، عقود (رہا)،

۱۱) النحل - شہد کی مکھی، ماکھی۔

۱۱۔ سورۃ النحل ۹۶۔

ارشاد ہوا ہے کہ آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں الفاء کی کہ
تواپنا، گھر پہاڑوں میں بھی بنا، اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں بھی پھر ہر قسم
کے بھولوں سے رس چوستی پھر، اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستوں میں چل
جو ترے لئے آسان ہیں، اس کے پیٹ کے اندر سے ایک مشروب نکلتا ہے، جس
کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں، اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے، اس کے اندر بڑی نشانی
ہے، ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

آیت کریمہ سے امور ذیل خاص طور سے روشنی میں آجاتے ہیں۔

۱۔ شہد کی مکھی کا گھر یا جھتا ایک خاص صنعت یا کاری گری کا نمونہ ہوتا ہے
اور براہ راست الفاء الہی تکوینی کا نتیجہ۔

۲۔ چھتے پہاڑوں پر بھی لگتے ہیں اور درختوں پر بھی اور اونچی عمارتوں پر بھی۔

۳۔ مکھی مختلف بھولوں سے رس چوس چوس کر اپنی غذا حاصل کرتی ہے۔

۴۔ مکھی دور دراز فاصلے طے کر کر کے بلا بھولے بھٹکے اپنے چھتے تک پہنچ
جاتی ہے۔

۵۔ یہ حقیر سا جانور اللہ کی خلاق و مصنّعی کا ایک نادر نمونہ ہے۔

عربی لفظ وحی سے جو بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے اردو کے محدود المعنی اور

اصطلاحی لفظ وحی کا دھوکہ نہ ہو، جو صرف وحی نبوت کا مرادف ہے۔ عربی کا 'وحی'

علاوہ تشریعی موقع کے تکوینی موقعوں کے لئے بھی بے تکلف آتا ہے، اور

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر محض الفاء قلب کے معنی میں آیا ہے۔ مکھی اپنی سوچ

بوجھ، صنعت شہد سازی، سلیقہ مکان سازی، عقلی توانائی وغیرہ کے لحاظ سے ساری

حیوانی دنیا میں ممتاز ہے، ماہرین حیوانات نے اسی موضوع پر مقالوں اور رسالوں کا انبار لگا دیا ہے، اور ان خصوصیات میں اسے چوٹی سے بھی برتر قرار دیا گیا ہے۔ — حق رہا کہ اس ننھی سی مخلوق کی زبانیت خاصہ کو وحی الہی اپنی ہی جانب منسوب کرتی، وادحیٰ ربک الی النحل ای انہ تعالیٰ فصرہا لفسرہا ہذہ الاعمال النجیبۃ اکبر، علما، حیوانات کی جدید ترین تحقیقات ان سب نتائج کی توثیق و تحقیق اپنے رنگ میں کرتی ہے۔

مکھیوں کی کوئی ۲۰ ہزار قسمیں شمار میں آچکی ہیں، ہر چھتے میں تین طرح کی مکھیاں ہوتی ہیں۔ ایک مکھی سب کی ملکہ ہوتی ہے، اور سب اس کے حکم کے تابع ہوتی ہیں، کچھ نہ ہوتی ہیں، ملکہ جس وقت اپنی پرواز عروسی میں اڑتی ہے، یہ نر بڑی تعداد میں اس کا بیچھا کرتے ہیں وہ اونچی سے اونچی ہوتی چلی جاتی ہے، یہ تھک کر رہ جاتے ہیں، ان میں کامیاب صرف ایک ہی ہوتا ہے، اس کے بعد ملکہ پھر نیچے آتی ہے اور پھر اسی طرح اڑان شروع ہوتی ہے۔ یہ ملکہ ایک دن میں ۳، ۲ ہزار اڈے دیتی ہے، مکھیوں کی بڑی تعداد کارکنوں کی ہوتی ہے۔ ان کا کام چھتے کی تعمیر اور اس کے انتظامات ہوتے ہیں، چھتے کے اندر ایک پوری دنیا آباد رہتی ہے ایک بڑے چھتے میں ۵، ۵، ۵، ۵ ہزار مکھیاں پورے آرام کے ساتھ گزر کرتی ہیں اور اس میں بڑھئی، معمار، کھار و غیرہ کہنا چاہئے کہ ہر منظم انسانی پیشہ اختیار کئے ہوئے مکھیاں رہتی ہیں۔ کارکن مکھیوں کی عمریں اوسطاً ۶ مہینہ کی ہوتی ہے، ملکہ البتہ تین سال تک زندہ رہتی ہے جاڑوں میں مکھیاں مضحل اور نیم مردہ سی پڑی رہتی ہیں۔ موسم بہار آتے ہی ان میں حرکت اور زندگی از سر نو پیدا ہو جاتی ہے۔

شہد کی لذت و حلاوت سے بچہ بچہ واقف ہے، جنگلی مکھیوں کا شہد لذیذ تر ہوتا ہے، اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، سفید، سرخ، لاکھی، سیاہی مائل وغیرہ۔ اس کے طبی منافع پر ویدک یونانی فرنگی ساری طبیں متفق ہیں۔ شہد کے علاوہ دوسری چیز جو چھتے کے اندر تیار ہوتی ہے یعنی موم وہ بھی اپنے طبی فوائد کے لحاظ سے کچھ کم قابل قدر نہیں۔ لاکھی کے ڈنک بھی بڑے سخت اور زہریلے ہوتے ہیں اور جن مکھیوں کے چھتے کو کوئی چھپر دیتا ہے، اور ان کا جھنڈ غضب ناک ہو کر اس پر حملہ کر دیتا ہے تو یہ حملہ بعض اوقات مہلک ثابت ہوتا ہے۔ ایسی نیش زن مخلوق سے شہد جیسی پر حلاوت و شفا بخش مشروب کا نکلنے رہنا یقیناً عجائب فطرت میں سے ہے۔

عہد عتیق و عہد جدید میں شہد کا ذکر تو کثرت سے آیا ہے اور موم کا ذکر بھی متعدد مقامات پر ملتا ہے، لیکن شہد کی مکھی کا ذکر عہد عتیق میں نسبتاً کم ہے، اور عہد عتیق میں تو اتنا بھی نہیں، پھر عہد عتیق میں بھی جو ذکر ہے، وہ شہد سازی وغیرہ کے سلسلے میں اتنا نہیں جتنا مکھیوں کی حملہ آورانہ حیثیت سے ہے۔

”تب اموریوں نے جو اس کوہ پر رہتے تھے تمھارا سامنا کیا اور شہد کی مکھیوں کی مانند تمھیں رگیدا“ (استثنا، ۱۰: ۴۴م)

”انھوں نے مجھے شہد کی مکھیوں کی طرح گھیر لیا“ (زبور، ۱۱۸: ۱۲۰)

”اور دیکھو کہ وہاں شیر کی لاش میں شہد کی مکھیوں کا ہجوم اور شہد بھی تمھارا۔“ (قاضیون، ۸: ۱۴)

شہد عربوں کی خاص غذا رہا ہے، اور عرب میں بھی طائف کا شہد خاص

طور پر ممتاز ہے۔ شہد کے کارخانے اور مکھیاں پالنے یا نخل پروری کے کاروبار یورپ، امریکہ، ہندوستان سب کہیں کھلے ہوئے ہیں، اور شہد کی تجارت خوب زور پر ہے، لیکن ہیٹنگر کی ڈکٹری آف بائبل جلد اول ص ۲۷۴ میں ہے کہ امریکہ کے ایک نخل پرور مکھیوں کی تلاش میں بیروت میں آکر مقیم ہو گئے تھے، ان کا بیان تھا کہ شام کی مکھیاں یورپ کی عام مکھیوں سے اعلیٰ ہوتی ہیں۔

۱۱) نطیحة سینگ سے مارا ہوا جانور

۱۱۔ سورۃ المائدہ ص ۱

جانور جن جن حالتوں میں حرام ہو جاتے ہیں ان کی فہرست شمار کراتے ہوئے قرآن مجید نے ایسے جانور کو بھی ان میں داخل کر دیا ہے۔ مشرک جاہل قومیں حلت و حرمت حیوانات کے موٹے موٹے اور عام قاعدوں ہی سے واقف نہیں، چہ جائیکہ ان جزئیات اور ایسی باریکیوں سے۔

زناح دُنیاں، بھڑپن (جمع، واحد: نغجۃ)

۱۲۔ سورۃ ص ص ۲۴

ملاحظہ ہو عنوان: نغجۃ

زجۃ دُنیا، دُنبر کی ماں۔

۱۳۔ سورۃ ص ص ۲۴ (تین بار)

حضرت داؤد پیمبر و سلطان دمشق ۱۳۳۳ ق م کی خدمت میں ایک قربانی
آکر عرض کرتا ہے کہ دیکھئے! یہ میرے بھائی ہیں، ان کے پاس ۹۹ دینیاں ہیں، اور میرے
پاس ایک ہی دینی ہے، لیکن یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی مجھے دے ڈال، اور بات چیت میں
یہ مجھے دبائے لیتے ہیں۔ حضرت داؤد نے، کہا کہ اس نے تیری دینی اپنی دنیوں میں
ملانے کی فرمائش کر کے واقعی تجھ پر ظلم کیا۔

دنیہ جو بھڑکی کی ایک قسم ہے، فلسطین کا ایک خاص جانور تھا، گوشت
اور دودھ دونوں کے لئے بہت عزیز و شام و فلسطین میں اس کے پالنے کا رواج
عام تھا اور اس لئے اس کا کوئی قصیدہ اگر حضرت داؤد کی عدالت میں پیش ہوا تو وہ
بالکل مقتضائے مقام تھا۔

توریت میں اس کا ذکر قربانیوں کے سلسلہ میں بار بار آیا ہے :-
”اس نے خداوند نے، اسے (ابرام سے) کہا کہ تین برس کی ایک بھیا
اور تین برس کی بکری اور تین برس کا مینڈھا میرے واسطے لا۔“
(پیدائش ۱۵: ۱۰)

”تب ابرہام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں، اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا
دیکھا جس کی سینگ جھاڑی میں اٹکے ہیں، تب ابرہام نے جا کر اس
مینڈھے کو لیا اور اس کو اپنے بیٹے کے بدلے میں سوختی قربانی کیلئے
چڑھایا۔“ (پیدائش ۲۲: ۱۳)

کتاب خروج کا باب ۲۹ اور کتاب اجمار کا باب ۹ مینڈھے کی قربانیوں
کی تفصیل ہی کی نذر ہیں۔

مینڈھا لڑانا بعض قوموں میں ایک بہترین حربی تماشہ سمجھا گیا ہے۔

۲۱) (نعم) - چوپائے اونٹ

پ۔ سورۃ المائدہ ۱۲۴

حالت احرام میں شکار کرنے والوں کے لئے کفارہ کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس کا جرم ازہر اسی طرح کا ایک چوپایہ ہے، جس کو اس نے مار ڈالا (نعم (صغیر) اور) کا عام استعمال صرف ہی کے لئے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مفردات القرآن، راغب) لیکن اس سیاق میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ نعم سے مراد اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ اور بکری سب ہیں۔

نفسث - رات کو چرواہے کے بغیر بکریاں جاڑیں۔

پ۔ سورۃ الانبیاء ۵۷

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے سلسلہ میں یہ بیان آیا ہے کہ ان کی عدالت میں ایک کھیت کا مقدمہ پیش ہوا جس میں رات کے وقت کسی کی بکریاں جاڑی تھیں، اور اس کھیت کو چر ڈالا تھا۔ رات کے وقت ریوڑوں اور جانوروں کے گلوں کا کھیتوں پر جاڑنا اور انھیں صاف کر دینا ہر زرعی ملک کا عام واقعہ ہے۔ اور نفس رات ہی میں جاڑنے اور حملہ کرنے کو کہتے ہیں۔

قال النہوی: النفس لا یحسون الا باللیل (احکام القرآن، ج ۱ ص ۱۰۰)

والابل النواش المتوددة فی امری بلا سماع (مفردات القرآن، راعب)
ملاحظہ ہو عنوان: غنم

(۱) نمل - چوٹیاں جمع - واحد: نملة)

۱۔ سورة النمل ۷۲ (دوبار)

حضرت سلیمان علیہ السلام پیمبر و سلطان (متوفی ۳۴ ق م) کے ذکر میں آتا ہے کہ ایک بار جب آپ اپنے لشکر سمیت چوٹیوں کے میدان سے گزرنے لگے تو ایک چوٹی نے پکار کر کہا کہ اے چوٹیو! اپنے سوراخوں میں جا گھسو، کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالیں۔ اور انھیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔

وادی النمل سے مراد کوئی ایسا میدان ہے جہاں جھنڈ کے جھنڈ چوٹیاں جمع ہوں، فلسطین میں یہ ہوتی بھی کثرت سے ہیں، اس لئے وہاں ان کا پایا جانا بالکل قرین قیاس ہے۔

جانوروں میں چوٹیاں اپنی فہم و فراست کے لئے ضرب المثل کا درجہ رکھتی ہیں، انھوں نے اگر فوج و لشکر کے گزرنے سے یہ نتیجہ تجربے سے اپنے لئے سمجھنا پ لئے ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

چوٹیاں چھوٹی بھی ہوتی ہیں اور بہت چھوٹی بھی اور بڑی بھی ہوتی ہیں، اور بڑے بڑے چوٹے بھی ہوتے ہیں۔ ان کی اوسط عمر سال کی ہے، اکثر سیاہ رنگ کی بعض آدھی سادہ ہوتی ہیں اور آدھی سرخ اور بالکل لال چوٹیاں بعض قسمیں پر دار بھی ہوتی ہیں، جانوروں میں ان کی ہمت اور مشقت معناری

سمجھی جاتی ہے، ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے، جس کے حکم کے سب تابع ہوتے ہیں۔ زیادہ ترجیوٹیاں مادہ ہوتی ہیں، اور کارکن اور سپاہی، ان کے نزدیک نہیں جیتے، تھوڑی سی عمر پا کر مچاتے ہیں، اور ان کی ملکائیں اور کارکنائیں البتہ چھ سات سات سال کی عمر پاتی ہیں۔ مٹھائی اور نمکین غذاؤں سے لے کر مردار تک یہ سب ہی کچھ کھا لیتی ہیں اور اپنی زندگی بڑی سلیقہ مند کی اور باقاعدگی کے ساتھ گذارتی ہیں، ان کے بل زمین دوز ہوتے ہیں اور اندر ہی اندر بہت دور تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں، اور ماہرین کا بیان ہے کہ ان کے اندر سڑکیں بنی ہوتی ہیں، نالیاں بنی ہوتی ہیں، پل بنے ہوتے ہیں اور صفائی کا پورا انتظام رہتا ہے، ان کے اندر فوجی نظام بھی ہوتا ہے، اور بہت سی چیونٹیاں سپاہ کا کام کرتی ہیں، ان کی قسمیں اب تک ۵ ہزار سے اوپر شمار میں آچکی ہیں۔

امثال سلیمان میں ان کا ذکر دو جگہ آیا ہے :-

”اے کاہل آدمی چیونٹی کے پاس جا، اس کو دیکھ اور دانش حاصل کر،
 باوجود یہ کہ اس کا کوئی سردار کوئی حاکم نہیں، گرمی میں اپنے لئے غورخ
 تیار کرتی ہے اور درد کے وقت اپنے واسطے خوراک جمع کرتی ہے“

(امثال ۶: ۷)

”چار ہیں جو دنیا میں حق پر ہیں لیکن بڑے سیانے ہیں، چیونٹے ہر چند
 کہ درمند خلقت نہیں لیکن وہ گرمی میں اپنے لئے خوراک جمع رکھتے

ہیں۔“ (امثال ۳۰: ۲۵)

عہد عتیق کے علاوہ بھی یہود کے مذہبی نوشتوں میں چیونٹی کا ذکر غیر کثرت

سے ہے۔

نملہ - چوٹی

پکا۔ سورۃ النمل ۲۴۔

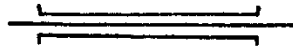
ملاحظہ ہو عنوان: نمل

(خال) نون - مچھلی

پکا۔ سورۃ الانبیاء ۵۴۔

یہ لفظ ایک بار قرآن مجید میں آیا ہے کہ مچھلی والے پیغمبر کا ذکر کرو، یہ کہہ کر وہ خفا ہو کر چلے گئے تھے، مراد ان سے حضرت یونس پیغمبر (متوفی ۱۰۰۰ ق م) ہیں جنہیں ایک مچھلی زندہ نگل گئی تھی۔

مچھلی کے لئے ملاحظہ ہو عنوان: حوت





(ال) وحوش۔ جنگلی جانور، انسان سے غیر مانوس جانور

پۛ۔ سورة التّٰوہ

یہ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے، یوم حشر (نفرہ اول) کے آثار و علامات کے سیاق میں ہے کہ جب آفتاب بے نور کر دیا جائے گا، اور ستارے جھڑپڑیں گے..... اور جنگلی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔

مراد یہ ہے کہ وہ وقت اتنا ہولناک اور پردہشت ہوگا کہ وحشی جانور تک جو علوتاً ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں شدت ہول و اضطراب سے اپنی وحشیانہ فطرت تک کو بھول جائیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں گے۔ جسے آج بھی شدید سیلاب یا طغیانی کے وقت زہریلے سانپ مولیشیوں بلکہ خود انسان کے ساتھ لپٹے ہوئے چپ چاپ بیٹھے چلے آتے ہیں اور اپنی موزیاناہ فطرت کو کچھ دیر کے لئے بھولے رہتے ہیں۔

وحشی جانور کے معنی ہی یہی ہیں کہ اسے انسان سے انس نہ ہو، بلکہ وحشت ہو، شہر، چیتا، کچھ گینڈا، گیدڑ، بھیڑیا، لکڑیگھا سے لے کر سانپ، بچھو، گھڑیاں، مگر بچہ تک بے شمار انواع و اجناس کے جانور، خشکی اور تری اور ہوا میں اس قسم کے موجود ہیں، عین ظہور قیامت کے وقت ہر چیز کی قلب ماہیت ہو جائے گی،

سہاڑ اپنا وزن کھودیں گے، آفتاب بے نور ہو جائے گا، اور اس عالم میں یہ وحشی بھی (السمی بن جائیں گے۔

شدت ہول و اضطراب میں مضطرب و بدحواس ہو کر اپنی وحشیانہ فطرت کو بھول جائیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ چپ چاپ اکٹھے ہو جائیں گے، جیسے کچ بھی شدید سیلاب و طغیانی کے وقت زہریلے سانپ انسان کے ساتھ لپٹے ہوئے بہتے بہاتے چلے آتے ہیں، اور اپنی موزیانہ فطرت کو بھولے رہتے ہیں۔

حیوانات برخلاف نباتات کے نقل و حرکت پر قادر ہوتے ہیں اور برخلاف ان کے نطق سے محروم ہوتے ہیں۔ جنگل کے جنگل اور سمندر کے سمندر ان سے بھرے پڑے ہیں، ان کی عمریں چند گھنٹوں سے لے کر صدیاں سال تک کی انسان کے علم و مشاہدہ میں آچکی ہیں۔ حیوانات کی انواع کا بھی شمار موجودہ تحقیقات کے مطابق ۵ لاکھ سے اوپر ہے، بے شمار جانور ایسے ہیں جو انسان کے موزی دشمن ہیں، اور بشمار جانور ایسے ہیں جو انسان کے بہترین خادم ثابت ہوئے ہیں۔

توریت میں جنگلی جانوروں کا ذکر شروع ہی میں آفرینش عالم و مافیہ العالم کے سلسلہ میں آیا ہے :

”اور خدا نے کہا کہ زمین جانوروں کو ان کی جسم کے موافق مویشی کیڑے مکوڑے اور جنگلی جانور ان کی جنس کے مطابق پیدا کرے..... اور خدا نے جنگل کے جانوروں کو ان کی جنس کے مطابق..... بنایا۔“

(پیدائش ۱: ۲۴، ۲۵)

ان کا ذکر عہد عتیق میں بڑی کثرت سے ہے، اور عہد جدید میں اس سے بھی کمتر

آیا ہے۔ مشرک قوموں نے بہت سے جنگلی جانوروں کو بھوت پریت سمجھ کر ان سے خوف کھایا ہے اور بہتوں کو دیوتاؤں کا مظہر مان کر ان کی عظمت و تقدیس کی ہے، ملاحظہ ہو عنوان : دابة

واسعواۃ الغامکم اور اپنے موشیوں کو چراؤ۔

۱۲۔ سورۃ طہ ۲۴

پورے فقرہ قرآنی کا ترجمہ ہے کہ کھاؤ (دیں) اور اپنے موشیوں کو چراؤ (جگاؤ) فقرہ حضرت موسیٰ کی تقریر کا ایک جزو ہے، جو انھوں نے مصر میں فرعونوں کے سامنے کی تھی، مصری تمدن میں چوپانی، گلہ بانی کو ایک خصوصی حیثیت حاصل تھی، اور موشیوں کا ایک خاص مقام تھا، اس لئے ان سے مخاطبت میں موشیوں کا نام لینا عین مقصداً عام تھا۔ یوں بھی دنیا کے عام تمدن میں موشیوں کی اہمیت کچھ کم نہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : الغام

(ال) وصیۃ۔ وہ بچے جتنے ولی اوٹنی

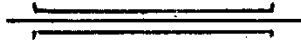
۱۳۔ سورۃ المائدۃ ۱۳

ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے، نہ سائبہ کو، نہ وصیہ کو۔

یہ سب اونٹنیوں کی ہی قسمیں ہیں، جنہیں مشرکین عرب مقدس قرار دے کر

۲۰۵

آزاد چھوڑ دیا کرتے تھے، وسیلہ وہ اوٹنی ہے جو مادہ بچے جنتی ہے، ان کی ایک خاص تعداد کے بعد اسے کسی دیوی دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا، اہل شرک کی رسمیں ہر ملک کی ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی بیل اور بھینسے سیھوانی دیوی یا کسی اور کے نام پر سانڈ بنا کر آزاد چھوڑ دیئے جاتے تھے، قرآن مجید نے اس دستور کو بالکل ناجائز قرار دیا۔



۵

وال، هَذَا هَذَا - بُدْبُدُ ایک معروف موسیقی پرندہ۔

۳۔ سورة النمل ۷۴۔

حضرت سلیمان بن داؤد (متوفی ۹۳۰ ق م) علاوہ پیغمبر و بادشاہ ہونے کے پرندوں پر حکومت کرتے تھے، قرآن مجید میں ہے کہ ایک روز انھوں نے اپنے درباریوں کا جائزہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں بدبُد کو نہیں موجود پاتا ہوں، اس کے بعد وہ آیا اور اپنی وقتی غیر خاص کی وجہ یہ بیان کی کہ میں شام سے جنوب عرب کی سلطنت یمن کے شہر سبا کو گیا ہوا تھا اور وہاں کی خبریں لے کر حاضر ہوا ہوں، پھر آپ نے اسے خدمت نامہ بری پر مامور فرمایا اور وہ شام سے یمن تک نامہ سلیمانی لے کر گیا، اور جواب لے کر آیا۔

بدبُد اصلی ایک طرف افریقہ اور دوسری طرف چین کا ہے، جاڑوں میں ہندوستان میں بھی آنکلتا ہے، شام و فلسطین میں موسم سرما ختم ہوتے ہی ماہ مارچ میں آجاتا ہے، اور کثرت سے آتا ہے اور ختم موسم سرما پر مصر و صحرائے افریقہ کو نکل جاتا ہے، یورپ کے ملکوں میں بھی پایا جاتا ہے، امریکا میں البتہ ابھی تک نہیں دیکھا گیا ہے۔ سر پر تاج ناما کلفی کے ساتھ اس کا شمار بڑے خوش نما اور خوش رنگ پرندوں میں ہے، اور خاص شکل تو اس کی بالکل امتیازی ہے۔ جسامت عموماً ۱۱۲ انچ کی پائی گئی ہے، چونچ بڑی لمبی تیز اور خم دار ہوتی ہے، غذا کیڑے مکوڑے ہیں، جنوبی یورپ کے ملکوں میں اس کا شکار کثرت

سے ہوتا ہے، اور بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے ان کی قوت پرواز بہت ہے، اور اس کا ملک شام سے اڑ کر ملک یمن تک جانا کوئی ایسا مستبعد واقعہ نہیں۔ انجیل میں اس کا نام نہیں ملتا، توریت میں دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ حرام پرندوں کی فہرست میں :-

”اور پرندوں سے جن سے تم گھن کرو اور جن کو نہ کھاؤ، اس لئے کہ وہ مکروہ ہیں، یہ ہیں..... لقی اور بیگلا اور سب اقسام اس کی اور ہد اور چمگاڈ“
(الاحبار ۱۱: ۲۰)

”ہر ایک پرندہ جو پاک ہے تم اسے کھاؤ گے لیکن وہ جن کا کھانا حرام ہے یہ ہیں..... ہد اور چمگاڈ“ (استثناء ۱۴: ۱۸)

دال، ہدی قربانی خانہ کعبہ کے لئے

پ۔ سورۃ البقرۃ ۲۴۷ (۲ بار) پ۔ سورۃ المائدۃ ۱۷

پ۔ سورۃ المائدۃ ۱۷ پ۔ سورۃ الفتح ۲۷

ہدی و قربانی ہے جو مخصوص خانہ کعبہ ہی کے سامنے کی جائے، الہدی مختص بہما یہدی الی البیت (مفردات القرآن، راغب)، ہی اسم ما اشعرہی جعل شعرا وعلما (مراک التزیل) وھو ما یہدی الی بیت اللہ من بدنۃ او غیرھا (قرطبی)

محلی ذکر پانچ مرتبہ آیا ہے پہلے تین مقامات پر حج کے سیاق میں ہے کہ اگر تم گھر جاؤ تو قربانی کا جو بھی جانور میسر ہو، اسے پیش کر دو، اپنا سر نہ منڈاؤ جب تک جانور

اپنے موضع (قربانی) تک نہ پہنچ جائے، لیکن تم حالت امن میں ہو تو پھر جو شخص عمرہ سے مستفید ہوا اسے حج سے ملا کر تو جو قربانی میں اسے میسر آئے وہ پیش کر دے، چوتھے مقام پر یہ آتا ہے کہ اسے ایمان والو، بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور حرمت والے مہنیوں کی اور حرم میں، قربانی والے جانوروں کی، پانچویں جگہ یہ ہے کہ اللہ نے کعبہ کے مقدس گھر کو انسانوں کے باقی رہنے کا ہمارا ٹھہرایا ہے۔

نیز حرمت والے مہینہ کو اور حرم میں قربانی کے جانور، چھٹی جگہ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا، اور تم مسلمانوں، کو مسجد حرام (تک پہنچنے) سے روک دیا۔ اور قربانی چوتھے مقام پر ہدی کی بے حرمتی سے مراد یہی ہے کہ اسے قربانی سے روک دیا جائے، چھٹا مقام خاصاً تفصیل طلب ہے، رجب المہجر (مارچ ۶۲۸ء) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خواب کی بنا پر عمرہ اور زیارت کعبہ کا خیال پیدا ہوا، مکہ میں اس وقت تک مشرکین قریش کی حکومت تھی، آپ تقریباً ۱۴۰۰ احرام پوشوں کی جماعت کے ساتھ کہ طواف کعبہ کے لئے روانہ ہو گئے، شہر مکہ ابھی تین میل باقی تھا کہ مقام حدیہ پر آپ کو حکومت مکہ کی طرف سے مزاحمت کی اطلاع ملی، آپ نے آگے بڑھنے کے بجائے وہیں قیام فرما دیا اور پھر ایک طویل اور بڑی اہم کانفرنس کے بعد وہاں سے تشریف لے آئے، آیت میں مشرکین کے جرائم کا بیان ہوا ہے کہ یہ لوگ نہ صرف کفر و انکار پر قائم ہیں، بلکہ انھوں نے مسلمانوں کو پراسن و آشتی عمرہ و طواف سے بھی روک دیا، اور ان کے قربانی کے جانور بھی حبض وہ منی کے مذبح میں ذبح کرتے واپس کر دیتے۔

ہدیاء۔ قربانی خانہ کعبہ کے لئے۔

بکے۔ سورۃ المائدہ ۱۳۷

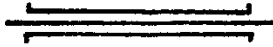
حالت احرام میں شکار کر لینے کے کفارہ پر ارشاد ہوا ہے کہ وہ جرمانہ خواہ ان روپیہ کی صورت میں ہو جو یہ طور نذر خانہ کعبہ کو پہنچائے جا رہے ہوں، خواہ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

اور خانہ کعبہ تک ایسے مراد اس سیاق میں حدود حرم لی گئی ہے، حرمت فقہی کے اعتبار سے خانہ کعبہ اور کل حرم کا حکم یکساں ہے۔

وامرات لا کعبۃ بعینہا فان الہدی لا یبلیتھا الذمی فی المسجد وانہا

اس امر شہور ولا سلاف فی ہذا (قرطبی)

ملاحظہ ہو عنوان: ہدی



ی

یا تینک سعیا (پرنہ تیری طرف دوڑتے چلے آئیں گے۔

پ۔ سورۃ البقرۃ ۳۵۔

حضرت ابراہیم سے ایک بار آپ کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد ہوا کہ چار پرندوں کو لے کر اپنے سے ہلا لو، پھر انھیں کاٹ کر چار پہاڑوں پر رکھ دو اور انھیں بلاؤ تو وہ تمہاری طرف دوڑتے چلے آئیں گے۔

ملاحظہ ہو عنوان: صرہن

یا کلہ الذنب۔ اسے بھیڑ یا کھا جائے۔

سورۃ یوسف ۲۴

حضرت یعقوب سے جب آپ کے فرزندوں نے یوسف کو اپنے ساتھ سیر و تفریح میں لے جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اسے سمیٹ یا نہ کھا جائے۔

ملاحظہ ہو عنوان: ذنب

ول، یتعن آذان الانعام

سورة النساء ۱۸ع

عرب مشرکوں میں ایک رسم یہ بھی جاری تھی کہ جن مویشیوں کو سانڈ بنا کر کسی دیوی، دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے، ان کے کان بھی چیر دیتے، قرآن مجید میں شیطان کی زبان سے اس کا یہ دعویٰ نقل کیا ہے کہ میں تیرے بندوں سے ضرور اپنا ایک حصہ لے کر رہوں گا، اور میں انھیں بہکاؤں گا، اور ان کے دلوں میں آرزوئیں پیدا کروں گا اور انھیں حکم دوں گا تو یہ مویشیوں کے کان چیر دیا کریں گے، جاہلیت کا یہ عام دستور تھا۔

بیبحث فی الاسض زمین میں کھودتا ہے۔

پ۔ سورة المائدة ۵ع۔

کوئے کے سلسلہ میں ذکر اس موقع پر آیا ہے کہ قابیل جب پہلا انسانی قتل اپنے بھائی ہابیل کا اپنے ہاتھ سے کر چکا، تو اب حیران یہ تھا کہ اس کے لاشہ کو کیا کرے اتنے میں نظر ایک کوئے پر پڑا جو زمین کھود کر دوسرے کوئے کی لاش دفن کر رہا تھا یہ دیکھ کر اسے بھی عقل آگئی۔

ملاحظہ ہو عنوان : عذاب

یطیر اڑتا ہے۔

پ۔ سورة الانعام ۶ع

طیر عربی لفظ میں پرندہ کو کہتے ہیں، اس کے عل پر واز کو بھی عربی میں فعل طیر ہی سے ظاہر کرتے ہیں، قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، جہاں ارشاد یہ ہوا ہے

کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں جو اپنے دونوں پروں سے اڑتا ہو، مگر یہ کہ وہ بھی تمھاری ہی طرح جماعتیں ہیں۔

یہ نوع انسانی سے مشابہت نوع طیور کی بتائی گئی ہے اور غالب خیال یہ ہوتا ہے ہے کہ یہ تشبیہ صفت محسوسیت کے لحاظ سے ہے۔
ملاحظہ ہو عنوان: جنالحیہ

لیقبضن (اپنے پر) سکڑ لیتے ہیں۔

۳۶۔ سورۃ الملائک ۲۴

مشرکوں سے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ کیا یہ لوگ اپنے اوپر کے پرندوں پر نظر نہیں کرتے کہ وہ کس طرح پر پھیلانے رہتے ہیں اور پھر کس طرح انھیں سکڑ بھی لیتے ہیں۔ اگر انسان غور کرنا چاہے تو حق تعالیٰ کی حکمت، صنعت، قدرت، تینوں کی یہ دلیل کچھ کم ہے کہ وزن دار پرندوں کو کس طرح ہوا پر اپنا توازن قائم رکھنا سکھایا گیا ہے۔ آج دنیا کے بڑے سے بڑے طیارچوں اور ہوابازوں کا کمال اس سے بڑھ کر اور کیا ہے کہ پرندوں کے اڑان کی انھوں نے خوب ہی نقالی کی ہے، یہ فقرہ بطور تعریف کے نہیں۔

ہر دوازکے ماہروں نے خود اپنی تحریروں میں لکھا ہے کہ ہوائی مشین کے پرندے پرندوں ہی کی ساخت کو پیش نظر رکھ کر بنائے گئے ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: صفات، یہ مکھن

دلہٹ پیاس سے ہانپتا جاتا ہے۔

پ۔ سورۃ الاعراف ۲۴

کتاب جو پیاس سے زبان نکالے ہانپتا جائے، اس کے لئے عربی میں فعل ہٹ ہٹا ہے وہو ان یدلح لسانہ من العطش (رابع) قرآن مجید میں ذکر ایک ایسے شخص کا آتا ہے جو دینی اور ایمانی نعمتوں سے سرفرازی کے بعد مرتد ہو گیا، اور اس کے لئے یہ ارشاد ہوا ہے کہ اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اسے دھتکار دو تو اور اسے اس کے حال پر چھوڑے رہو تو (دہر حال میں) وہ زبان نکالے ہانپتا رہتا ہے۔ تشبیہ پریشان خاطر سی کے لحاظ سے ہے، یعنی جو شخص دین سے ارتداد اختیار کر لیتا ہے اس کا حال وحشت زدہ اور وحشت زدہ گئے کا سا ہو جاتا ہے، جسے سکون خاطر و راحت قلب کسی حال میں بھی نصیب نہیں — مفسرین کا خیال ہے کہ یہ اشارہ خصوصی ایک عیسائی درویش بلعم باغور کی جانب ہے جس کا ذکر تورات میں د کتاب گنتی وغیرہ میں تفصیل سے آیا ہے۔

کتے کے لئے ملاحظہ ہو عنوان: کلب

یہ مسک دھن، انھیں تھامے رہنا ہے۔

پ۔ سورۃ الملک ۲۴

پندروں کے سلسلہ میں مشرکوں سے خطاب ہے کہ وہ پرندوں پر نظر کریں، انھیں حالت پرواز میں بحر حق تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں تھامے یا سنبھالے

رہتا ہے۔

ہزاروں کی پرواز کی اعلیٰ مشینری پر قرآن مجید نے بار بار زور دیا ہے اور یہ راز
اب بیسویں صدی میں جا کر کھلا اس قدرنی مشین کی نقالی اور تقلید سے اعلیٰ ترین
مشینیں، طیاروں، ہوائی جہازوں، ہوائی کلوں، ہوائی گھوڑوں کی ایجاد کی جاسکتی
ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: یقین



محققین اور علمائے کرام کی اہم اور بصیرت افروز تصنیفات

سیرت حضرت عائشہؓ	علامہ سید سلیمان ندویؒ	لغات القرآن	مولانا عبد الکریم اہلحدی
یاد رفتگان	" "	قوم ہود اور قوم قرآن کی روشنی میں	" "
خطبات مدراس	" "	صدر یار جنگ (مولانا حبیب الرحمن)	مولانا شمس تبریز خاں
حیات امام مالک	" "	شیر دانی کی سوانح حیات	" "
سیر افغانستان	" "	مسلم پرنسپل اور اس کا عائلی نظام	" "
آپ بیتی	مولانا عبد المجید ریابادیؒ	اسلام اور غیر اسلامی تہذیب	شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ
معاشرہ میں	" "	سیرت خلفائے راشدینؓ	امام ابیہشت مولانا عبدالمجید قزوینیؒ
بشریت انبیاء	" "	تاریخ مشائخ چشت	حضرت مولانا محمد زکریاؒ
سیرت نبویؐ قرآنی	" "	معاشرتی مسائل	مولانا محمد برہان الدین بنسعلیؒ
وفیات ماجدی	" "	شبلی معاند نے تنقید کی روشنی میں	سید شہاب الدین دستغویؒ
قصص و مسائل	" "	مولانا محمد علی مونگیریؒ	مولانا محمد الطیعی ندویؒ
قرآن آپؐ کی کتاب ہے	مولانا محمد منظور نعمانیؒ	جزیرۃ العرب	مولانا محمد رابع ندویؒ
دین و شریعت	" "	تعلیم القرآن	مولانا اویس بکری ندویؒ
اسلام کیا ہے ؟	" "	محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے	مولانا تقی الدین ندویؒ
حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ	مولانا سید احمد اکبر آبادیؒ	حسن معاشرت	غیر النساء صاحبہ درویشؒ
فہم القرآن	" "	والدہ مولانا سید الرحمن علی ندویؒ	" "
وحی الہی	" "	ریاض الصالحین (اردو) دو جلدوں میں مکمل	امام الشافعیؒ
محاسن صوفیہ	مولانا سید سلج الدین بکریؒ	فتح السیر	مولانا حکیم ابوالبرکات بلگرامیؒ
بزم رشتہ کی سچی کہانیاں	" "	اسلام کا زرعی نظام	مولانا محمد تقی الدین امینیؒ
مسلمانوں کے عروج و زوال کے اعتبار	" "	مقالات سیرت	ڈاکٹر آصف قدوسیؒ
قرآن مجید اور دنیائے حیات	مولانا شہاب الدین ندویؒ	عیون العرفان فی علوم القرآن	قاضی مظہر الدین بکریؒ
(جدید سائنس کی روشنی میں چند حقائق)	" "	سیرت الصدیقؐ	مولانا حبیب الرحمن خاں شیرانیؒ
اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں	" "	عورت	افتخار فریدیؒ
قرآن سائنس اور مسلمان	" "	طوفان سے ساحل تک	محمد اسد سابق پو پوٹریؒ
تخلیق آدم اور نظریہ ارتقا	" "	علم جدید کا چیلنج	وجید الدین خاں

ناشر: فضیل کے بیٹے ذکریؒ

مجلس نشریات اسلام ۱۔ کے ۳۔ ناظم آبادیشن۔ ناظم آبادی کراچی ۱۸

پندرہویں صدی ہجری کے لئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کا ایک عظیم تحفہ
ایک حیاتِ آفریں پیغام

تاریخ دعوت و عزیمت

(چھ حصوں میں)

حصہ اول: پہلی صدی ہجری سے لے کر ساتویں صدی ہجری تک عالم اسلام کی اصلاحی و تجدیدی کوششوں کا تاریخی جائزہ، نامور مصلحین اور ممتاز اصحاب دعوت و عزیمت کا مفصل تعارف، ان کے علمی کارناموں کی روداد اور ان کے اثرات و نتائج کا تذکرہ۔

حصہ دوم: جس میں آٹھویں صدی ہجری کے مشہور عالم و مصلح شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کی سوانح حیات، ان کے صفات و کمالات، ان کی علمی و تصنیفی خصوصیات، ان کا تجدیدی و اصلاحی کام اور ان کی اہم تصنیفات کا مفصل تعارف اور ان کے ممتاز تلامذہ اور متنبین کے حالات۔

حصہ سوم: حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاؒ، حضرت مخدوم شیخ شرف الدین عظیمیؒ کی سوانح حیات، صفات و کمالات، تجدیدی و اصلاحی کارنامے، تلامذہ اور متنبین کا تذکرہ و تعارف۔

حصہ چہارم: یعنی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (۹۰۶-۱۰۳۴ھ) کی مفصل سوانح حیات، ان کا عہد اور ماحول، ان کے عظیم تجدیدی و انقلابی کارنامے کی اصل نوعیت کا بیان، ان کا اور ان کے سلسلے کے مشائخ کا اپنی اور بعد کی صدیوں پر گہرا اثر اور ان کی اصلاحی و تربیتی خدمات۔

حصہ پنجم: تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، اچانے دین، اشاعت کتاب و سنت، اسرار و مقاصد شریعت کی توضیح و تفسیر، تربیت و ارشاد اور ہندوستان میں ملت اسلامی کے تحفظ اور تشخص کے بقا کی ان عہد آفریں کوششوں کی روداد، جن کا آغاز حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے اختلاف و خلفا کے ذریعے ہوا۔

حصہ ششم: حضرت سید احمد شہیدؒ کے مفصل سوانح حیات، آپ کے اصلاحی و تجدیدی کارنامے اور غیر منقسم ہندوستان کی سب سے بڑی تحریک جہاد و تنظیم، اصلاح و تجدید اور اچانے خلافت کی تاریخ۔ (دو جلدوں میں مکمل)

ناشر، فضل ربی ندوی

مجلس نشریات اسلام آباد ۱۔ کے ۲۰، انجم آباد منیشن، ناظم آباد کراچی

مُفکّر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی چند اہم شاہکار تصنیفات

نبی رحمت مکمل
حدیث کا بنیادی کردار
معرکہ ایمان و مادیت
پرانے چراغ مکمل (دو حصے)
ارکان اربعہ
نقوش اقبال
کاروانِ مدینہ
فتادِ یانیت
تعمیرِ انسانیت
حدیثِ پاکستان
اصلاحیات
صحیفۃ باہل دل
کاروانِ زندگی مکمل
مذہب و تمدن
دستورِ حیات
حیاتِ عبدِ الہی
دو متضاد تصویروں
تحفہ پاکستان
یا حاسرِ غمِ زندگی
عالم عربی کا المیہ

تاریخِ دعوت و عزیمت مکمل (چھ حصے)
مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر
منصبِ نبوت اور اُس کے عالی مقام حاملین
دریائے کابل سے دریائے یرموک تک
تذکرہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی
تہذیب و تمدن پر احلام کے اثرات و احسانات
تبلیغ و دعوت کا مبعرازِ اسلوب
مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں
نئی دنیا امریکہ میں صاف صاف باتیں
جب ایسکان کی بہار آئی
مولانا محمد اکیاس اور اُن کی دینی دعوت
حجاز مقدس اور جسرِ برة العرب
عصرِ حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح
تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک
مطالعہ قرآن کے مبادی اصول
سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
خواتین اور دین کی خدمت
کاروانِ ایسکان و عزیمت
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوری

ناشر: فقیل رتنی ندوی — فون

مجلسِ نشریاتِ اسلام، ناظم آباد منیشن۔ اے۔ ایم۔ آباد لاہور کراچی ۷۵